www.naqshbandiaowaisiah.com

ماھنامہ
المرشد
لاھور

اللہ
رسول
محمد

اپریل
2002ء

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ
القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کرلیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہوگیا۔

"ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ کون حکومت کر رہا ہے
ہمیں اس سے غرض ہے کہ وہ کیسے حکومت کر رہا ہے"

امیر محمد اکرم اعوان

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ المُرشد لاہور

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ناظم اعلیٰ: کرنل (ر) مطلوب حسین   نشرواشاعت: چودھری غلام سرور

اپریل 2002ء (محرم / صفر 1423ھ)

جلد نمبر 23 ✵ شمارہ نمبر 9

مدیر ——— چودھری محمد اسلم

مجلس ادارت

الطاف قادر، محسن، اعجاز احمد اعجاز، سرفراز حسین

سرکولیشن مینیجر : راناجاوید احمد

کمپیوٹرڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ عبدالحمید

قیمت فی شمارہ 25 روپے

CPL No. 3

اس شمارے میں

-1	اداریہ .... الیکشن 2002ء دینی جماعتیں ظالمانہ نظام کو مضبوط کرنے سے باز رہیں	محمد اسلم	3
-2	انٹرویو .... محمد اکرم اعوان	عوامی پنچایت	4
-3	گیلپ سروے	حبیب اللہ	12
-4	امریکہ افغانستان جنگ میں الاخوان کا کردار دوسروں سے مختلف کیوں؟	غیاث الدین جانباز	14
-5	تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے	امیر محمد اکرم اعوان	15
-6	کیکر تے انگور چڑھایا	اعجاز حشمت	23
-7	مذہبی اور سیاسی جماعتوں کا کافرانہ نظام کی بحالی کے لئے گٹھ جوڑ	امیر محمد اکرم اعوان	25
-8	پاکستانی برائے فروخت	عطاء الحق قاسمی	33
-9	کچھ علاج اس کا بھی	آسیہ اعوان	34
-10	صقارہ نظام تعلیم	صقارہ کونسل	38
-11	منزل ہے کہاں تیری اے لالۂ صحرائی	امیر محمد اکرم اعوان	44
-12	گیلپ سروے	سی این این	50
-13	موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں	نیر زیدی (واشنگٹن)	51
-14	قربانیوں کا موسم	امیر محمد اکرم اعوان	52
-15	امیر محمد اکرم اعوان کے بیانات (اخبارات کی روشنی میں)	تراشے	59
-16	من الظلمٰت الی النور	امتیاز اختر	61
-17	کیوبا کے قیدی	ایم اے ظہیر	62
-18	مراسلات	قارئین	64

بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات
پاکستان	200 روپے	3000 روپے
بھارت، سری لنکا، بنگلہ دیش	700 روپے	8000 روپے
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال	750 ریال
برطانیہ۔یورپ	30 اسٹرلنگ پاؤنڈ	150 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر
فار ایسٹ اور کینیڈا	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر

ناشر۔ پروفیسر عبدالرزاق

انتخاب جدید پریس ۔ لاہور 042-6314365

رابطہ آفس = ماہنامہ المُرشد اے۔ٹی۔ایم۔بلڈنگ پل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد۔فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org   E.Mail : urwajan@yahoo.com

ہیڈ آفس = ماہنامہ المُرشد اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

الیکشن 2002ء

دینی جماعتیں ظالمانہ نظام کو مضبوط کرنے سے باز رہیں

امیر تنظیم الاخوان محمد اکرم اعوان نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا کہ دینی جماعتیں اور سیاسی جماعتیں باہم متحد ہو کر اسی نظام کی بحالی کے درپے ہیں جس سے ہم جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ علماء کرام منبر رسول پر بیٹھ کر جس نظام کو غلط کہتے ہیں منبر سے اتر کر اسی نظام میں شامل ہونے کے لئے ووٹ مانگنا شروع کر دیتے ہیں یعنی جس نظام کی مخالفت کرتے ہیں اسی کی ترویج کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔

امیر محمد اکرم اعوان نے علماء کرام کے جس رویئے کا تذکرہ کیا ہے اس میں سو فیصد صداقت پائی جاتی ہے۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے جس دو قومی نظریہ کی بناء پر ہجرتیں قبول کیں، جس میں خاندانوں کے خاندان تہہ تیغ ہو گئے، زندہ بچنے والے ایک دوسرے سے بچھڑ گئے۔ عصمتوں کی قربانی اور لخت جگر گوشوں کا غم لئے، جائیداد، گھر بار، کاروبار سے محروم لٹے پٹے خالی ہاتھ خانہ بدوشوں سے بھی بدتر حالات میں اس امید پر پاکستان میں پہنچے تھے کہ رب کی اس دھرتی پر رب کا نظام ہوگا۔ لیکن پچپن سال گزرنے کے بعد بھی جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس سمت پیش رفت ہونے کی بجائے ترقی معکوس کرتے ہوئے ہم غیر اسلامی نظام کی طرف بڑھ رہے ہیں اور غیر اسلامی نظام کی مخالفت کرنے والی مذہبی جماعتیں بھی اسی کی ترویج کیلئے عملی کوشش کر رہی ہیں تو پاکستان کے لئے دی گئی قربانیوں کے زخم ہرے ہو جاتے ہیں اور دل سے ایک ہوک سی اٹھتی ہے۔

ملک کی مذہبی جماعتوں نے پاکستان کی 55 سالہ تاریخ میں ایک بار بھی غیر اسلامی نظام کے خلاف رکاوٹ بننے کی سنجیدہ کوشش نہیں کی، جس سے اس ظالمانہ نظام کو تقویت پہنچانے والے عناصر کے حوصلے بڑھتے گئے۔ کچھ عرصہ قبل ہونے والے ضلعی حکومتوں کے انتخابات میں تو اس کرپٹ نظام کی وجہ سے چادر اور چاردیواری کا تقدس بھی پامال ہو کر رہ گیا۔ انتخابات میں خواتین کو 33 فیصد نمائندگی دی گئی اور انہیں گھر گھر ووٹ مانگنے کے لئے نکلنا پڑا۔ ہمارے سربراہ مملکت نے یو این او میں اس کا ذکر فخریہ انداز سے کیا کہ خواتین کو اتنی بھرپور نمائندگی اہل مغرب نے بھی نہیں دی جتنی ہم نے پاکستان میں دی ہے۔ (یاد رہے کہ خواتین کی سب سے زیادہ نمائندگی برطانیہ کی اسمبلی میں ہے جو 11 فیصد ہے)۔

افسوس تو اس بات پر ہے کہ مذہبی جماعتوں نے خواتین کی اس بلاجواز نمائندگی پر زیادہ سے زیادہ سیٹیں حاصل کرنے کے لئے اپنی بہو بیٹیوں کو بھی الیکشن مہم میں جھونک دیا اور وہ گلیوں، بازاروں اور گھروں میں ووٹ مانگتی پھرتی رہیں، ان پر آوازے بھی کسے گئے، اخبارات میں ان پر طنزیہ کالم بھی لکھے گئے اور ان کو ملنے والے نشانات کے سبب ان کی تضحیک بھی کی گئی۔ اب دوبارہ اسی طرح کا عمل دہرانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور کوئی اس کے خلاف آواز اٹھانے والا دکھائی نہیں دیتا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کہاں ہیں قاضی صاحب....؟ کہاں ہیں نورانی بھائی....؟ کہاں ہیں مولانا فضل الرحمن....؟ کہاں ہیں ہماری دوسری مذہبی جماعتوں کے رہنما....؟ افسوس کہ یہ سب دین کے نام لیوا ہیں موجود ہیں اور ان کی موجودگی میں ہی ملک میں ایک بار پھر کرپٹ اور ظالمانہ نظام کی ترویج کا اہتمام ہو رہا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے پہلے ہی مختلف نعروں سے ورغلا کر لوگوں کو اپنے پیچھے لگایا اور اب پھر اکتوبر کے متوقع الیکشن میں زیادہ سے زیادہ اقتدار حاصل کرنے کی غرض سے متضاد نظریات رکھنے والی سیاسی جماعتوں سے گٹھ جوڑ شروع کر دیا ہے۔ ان اقدامات نے ان کے دین کے ساتھ مخلص ہونے کی قلعی کھول دی ہے۔ موجودہ نظام میں حصہ دار بن کر ان جماعتوں نے عوام کے لئے غربت، افلاس، بے روزگاری اور جہالت کی تاریکیوں سے باہر آنے کے راستے بند کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ ہم ان دینی جماعتوں کے رہنماؤں کے لئے دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شعور دے اور وہ آئندہ متوقع الیکشن میں ظالمانہ نظام کو مضبوط کرنے سے باز رہیں۔

ایسے میں جب تقریباً تمام دینی جماعتیں کافرانہ نظام کو مضبوط بنانے کے لئے لگی ہوئی ہیں صرف تنظیم الاخوان کی طرف سے ہی اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے آواز امید کی کرن دکھائی دیتی ہے۔ تنظیم الاخوان کی طرف سے جاری جدوجہد پر خوشی اس لئے بھی ہوتی ہے کہ نہ انہیں الیکشن سے کوئی دلچسپی ہے، نہ انہیں کسی اسمبلی کا ممبر بننے کی کوئی خواہش ہے اور نہ ہی انہیں حکومت سے کوئی دلچسپی ہے، یہ صرف نفاذ اسلام چاہتے ہیں۔ دوسری طرف دیکھا جائے تو تمام جماعتیں خود کو پرویز مشرف کے لئے زیادہ سے زیادہ قابل قبول بنانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ تقریباً ہر ایک نے مشرف کو آئندہ پانچ سال کے لئے دل سے صدر تسلیم کر لیا ہے۔ ایسے میں جبکہ مختلف مسالک اور متضاد نظریات سے تعلق رکھنے والی دینی جماعتیں بھی غیر اسلامی نظام کی بحالی کے لئے متحد و متفق ہو رہی ہیں۔ تنظیم الاخوان کا دم غنیمت ہے کہ تنہا ہی سہی احیائے دین کے لئے اپنے موقف پر قائم ہے اور اسلام کے لئے ہجرت کرنے والوں کے لئے ایک بڑا سہارا ہے۔ کیونکہ نفاذ اسلام کے لئے ان کا موقف دوٹوک اور واضح ہے۔

امیر محمد اکرم اعوان نے درست فرمایا ہے کہ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ Who is ruling ہمیں اس سے غرض ہے کہ How he is ruling۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

انٹرویو

امیر محمد اکرم اعوان

اخبارات، جرائد اور مختلف بیرونی ٹی وی چینل حضرت جی سے انٹرویوز کرتے رہتے ہیں۔ ہماری کوشش ہوگی کہ ہم ان میں سے حضرت جی کا کوئی نہ کوئی انٹرویو شائع کرتے رہیں۔ اس دفعہ ہم ہفت روزہ ''عوامی پنچایت'' حافظ آباد میں شائع شدہ ایک چینل انٹرویو شائع کر رہے ہیں۔

(انٹرویور: افتخار احمد + مظہر چوہدری)

سوال:- آپ نے صقارہ اکیڈمی کے نام سے ایک جدید نظام تعلیم رائج کیا ہے۔ کیا آپ عام لوگوں کی آگاہی کے لئے یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ یہ سرکاری نظام تعلیم سے کس طرح مختلف ہے؟

جواب:- صقارہ عربی زبان کا لفظ ہے انگریزی میں اس کا ترجمہ The Eagles nest بنتا ہے۔ ہماری خواہش تھی کہ پہلے سے جاری نصاب کو تبدیل کیا جائے اور اس کے مختلف شعبے بنائے جائیں اور طلبہ کو ان کی ذہنی اہلیت کے مطابق تعلیم دی جائے تاکہ جس نے صحافی بننا ہے یا جس نے ڈاکٹر یا انجینئر بننا ہے اسے تعلیم ہی اس کے مضمون کے حوالہ سے دی جائے۔ اس طرح زیادہ سے زیادہ لوگ مفید ہو سکتے ہیں۔ اسی فریم ورک کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے ایک نصاب ترتیب دیا ہے جسے صقارہ اکیڈمی کے نام سے اپنے تعلیمی اداروں میں پڑھا رہے ہیں تاکہ جو سٹوڈنٹ فارغ التحصیل ہو کر نکلے وہ اپنے شعبے کا ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھا مسلمان اور ایک اچھا انسان بھی ہو۔ ہماری اکیڈمی میں اساتذہ کی تنخواہ کسی بھی پرائیویٹ ادارے سے کم نہیں ہم گورنمنٹ کے سکیل کو فالو کرتے ہیں جبکہ پرائیویٹ ادارے گورنمنٹ کے سکیل کو فالو نہیں کرتے۔ ہماری اکیڈمی کے سارے اساتذہ کو گورنمنٹ سکیل کے مطابق سالانہ ترقی ملتی ہے۔

سوال:- آپ نے دس جلدوں پر مشتمل قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھی ہے۔ اگر کوئی مختصر ترین الفاظ میں موضوع قرآن جاننا چاہے تو آپ کیا ارشاد فرمائیں گے؟

جواب:- قرآن کا ایک ہی سبجیکٹ ہے ''بندے کا تعلق اللہ کے ساتھ اور اللہ کا تعلق بندے کے ساتھ'' مفسرین

www.naqshbandiaowaisiah.com

فرماتے ہیں کہ قرآن کا خلاصہ سورۃ یٰسین ہے سورۃ یٰسین کا خلاصہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ فاتحہ ساری کی ساری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے مفہوم میں ہے اور بسم اللہ کا سارا مفہوم اس کی پہلی ''ب'' میں آ جاتا ہے اور یہی سارا قرآن ہے۔ کہ بندہ اللہ کے ساتھ مل جائے اللہ کا بندہ بن جائے پھر وہ بندوں کے لئے بھی مفید ہوگا اور اپنے لئے بھی مفید ہوگا۔

سوال:- کیا مذہب کو کلچر سے الگ کر کے دیکھا جا سکتا ہے؟

جواب:- نہیں۔ اگر آپ کریں گے تو وہ لادینیت ہوگی۔

سوال:- دنیا میں کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو مذہب کو انسان کے لئے ضروری خیال نہیں کرتے، کچھ لوگ رہبانیت اور عبادات کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں جبکہ ایک طبقہ صرف تبلیغ پر ہی انحصار کئے ہوئے ہے۔ ایسی صورت میں ایک عام آدمی بڑی الجھن کا شکار ہو جاتا ہے؟

جواب:- اگر مذہب کو درمیان سے نکال دیا جائے تو انسان انسان ہی نہیں رہتا مغرب میں آپ نے دیکھا ہے کہ وہاں کا انسان جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ دین، رشتوں اور کردار کے اعتبار سے بھی بڑی خراب صورتحال ہے نئی نسل تباہ ہو رہی ہے مذہب کہیں نہیں ہے۔ کچھ لوگ ہیں جو ترک دنیا کو غار حرا کی زندگی سے Justify کرتے ہیں۔ غار حرا کی زندگی تو قبل از نبوت تھی۔ آپ اگر اس طرح Justify کرنے لگیں تو بڑی دیر بعد شراب حرام ہوئی تو ہم کہہ سکتے ہیں پہلے لوگ نمازیں بھی پڑھتے تھے شراب بھی پیتے تھے یہ صحیح نہیں ہے آپ کی زندگی ہمیشہ قابل تقلید ہے لیکن غار حرا میں رہبانیت نہیں تھی۔ ترک دنیا نہیں تھا۔ حضور ﷺ نے تجارت بھی کی۔ عبادت بھی کرتے تھے دیگر امور خیات میں بھی بھرپور حصہ لیتے تھے آخر تجارتی سفر بھی تو حضور ﷺ نے کئے۔ غار حرا میں بھی رہے۔ دیکھیں جی۔ ہمارے ہاں یہ خرابی ہو چکی ہے کہ ہم نے اسلام کو اندھے کا ہاتھی بنا لیا ہے کہ کسی نے ہاتھی کی ٹانگ پکڑ رکھی ہے کسی نے ہاتھی کی دم پر قبضہ کر رکھا ہے کسی نے کان کو اپنی ملکیت سمجھ لیا ہے ہر کوئی اپنے حساب سے ہاتھی کی تعریف کئے جا رہا ہے حالانکہ یہ تمام حصے ہاتھی کے ہیں۔ ہم اسلام کے ساتھ بھی ایسا ہی کر رہے ہیں ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے ہر شعبے کو الگ کر دیا ہے اور یہ اسلام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ یہ Universality کو چھوڑ کر ایک جز کو پکڑ لیتے ہیں کہ جیسے سب کچھ یہی ہو؟

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال :- اہل علم کی محفلوں میں وجدان، عشق اور تصوف کی اصلاحات عام استعمال ہوتی ہیں ان کا دین کے ساتھ کہاں تک تعلق ہے؟

جواب :- وجدان ہر بندے کو نصیب ہوتا ہے اگر اس کا تعلق اللہ کے ساتھ ہے تو ٹھیک ہے اگر اس کا تعلق اللہ کے ساتھ نہیں تو پھر شیطانی خیالات کا آنا منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ مسلمانی عشق ہے۔ عشق ایک رشتہ ہوتا ہے۔ عربی شاعر نے اس کی یوں تعریف کی تھی ''محبت کرنے والا محبوب کا مطیع ہو جاتا ہے اب وہ کوئی حرکت ایسی نہیں کرنا چاہتا جس سے محبوب ناراض ہو'' آپ کا رخ اللہ کی طرف ہو جائے۔ تصوف کی روایت امام غزالی سے نہیں پڑی تھی بلکہ تصوف تو اس سے پہلے بھی تھا تصوف تو ہے ہی اسلام! تصوف ہے کیا؟ پہلے تو آپ دیکھیں جس عقیدہ یا نظریہ کو آپ مانتے ہیں اس پر عمل کرنے کے لئے خلوص دل حاصل کرنے کی کوشش کا نام تصوف ہے۔

سوال :- کچھ لوگ جمہوریت کو اسلام کے منافی سمجھتے ہیں۔ آپ کی اس سلسلہ میں کیا رائے ہے؟

جواب :- اسلام نے دنیا کو جمہوریت دی ہے اسلام سے قبل تاریخ میں جمہوریت کا کوئی تصور نہیں تھا۔ اسلام نے اظہار رائے کی آزادی کا حق، انسانوں کے حقوق اور عدل و انصاف کا حق دیا ہے۔ مشاورت اور مجلس شوریٰ کا تو تصور ہی اسلام نے دیا ہے۔

سوال :- اسلامی دنیا میں جہاد کا تصور دسویں صدی عیسوی کے بعد ناپید ہو گیا تھا اور روس کے خلاف افغانستان کی جنگ میں دوبارہ Revive ہوا۔ جہاد کے بارے آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب :- ایسی بات نہیں۔ اسلام میں جہاد تصور نہیں بلکہ جہاد ایک مذہبی فریضہ ہے جس کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے، حدیث میں بھی موجود ہے۔ جہاد تو قیامت تک رہے گا۔ صورتیں بدلتی رہیں گی۔ جہاد اور اسلام کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔

سوال :- اسلام میں جاگیرداری کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہندوستان نے آزادی کے بعد اسے ختم کر دیا مگر ہم ایسا کیوں نہ کر سکے۔

جواب :- جاگیردارانہ نظام ہم پر انگریز نے مسلط کیا اور موجودہ حکومت میں بھی وہی افراد ہیں جنہوں نے انگریز سے جاگیریں حاصل کی تھیں فاروق لغاری یا مصطفیٰ کوئی جیتے گا۔ عام آدمی کو کوئی نہیں سنتا کون سنے۔ نظام ہی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایسا ہے۔ جاگیردار تو انگریز کا حق نمک ادا کر رہے ہیں۔ جب انگریز چلا گیا ہوتا تو یہ چاہئے تھا کہ صورتحال بدل جاتی۔ اگر قائداعظم محمد علی جناح کو مزید وقت مل جاتا تب شاید کچھ تبدیلی آجاتی اس لئے انہیں قتل کر دیا گیا کہ یہ شوشہ نہ ہی چھوڑیں۔

سوال:- کیا واقعی قائداعظم کو قتل کیا گیا تھا؟

جواب:- میں تو قتل ہی سمجھتا ہوں اور ہمیشہ قتل ہی لکھتا ہوں اور کہتا بھی ہوں۔ کیونکہ قائداعظم کا ڈاکٹر منع کرتا رہا کہ جہاز اتنی اونچائی پر نہ اڑایا جائے۔ نیز جو ایئرپورٹ پر ایمبولینس بھیجی گئی وہ سڑک پر خراب ہوگئی اب جب تک وہ مرے نہیں متبادل ایمبولینس نہیں آئی تھی تو قتل کیا ہوتا ہے؟ کیا صرف گولی مارنا قتل ہوتا ہے؟ اپنی جاگیریں بچانے والوں اور مفاد پرست سیاسی ٹولے نے مل کر قائداعظم کو قتل کیا۔

سوال:- آپ نے کسی جگہ فرمایا تھا کہ جماعت اسلامی میں اگر ذکر الٰہی ہوتا تو انقلاب کب کا آچکا ہوتا؟

جواب:- ذکر الٰہی سے آپ کے کردار میں خلوص آجاتا ہے' جہاں تک موجودہ جماعت اسلامی کا تعلق ہے وہ اب تو قصہ پارینہ بن چکا ہے جب میں نے کہا تھا۔ اب جماعت وہ جماعت نہیں رہی۔ ابتدا میں یہ بڑی مضبوط جماعت تھی اگر اس میں خلوص شامل ہوتا تو شاید............

سوال:- جماعت اسلامی کی ''نفاذ اسلام کیلئے'' جدوجہد کی اپنی ایک تاریخ ہے' اسی طرح علمائے دیوبند کا اسلام کی تبلیغ کا ایک بڑا جامع نیٹ ورک ہے جہاں ہر سال لاکھوں افراد کا اجتماع ہوتا ہے لیکن ان دونوں جماعتوں نے پاکستان بننے کی مخالفت کی تھی۔ آپ ان کے اُس اقدام کو کہاں تک جائز سمجھتے ہیں؟

جواب:- یہ بات مشہور ہوگئی تھی علمائے دیوبند کے کچھ احباب کا خیال تھا کہ اگر ہندوستان متحد رہے تو مسلمان ایک بہت بڑی طاقت بن جائیں گے۔ یہ دوقومی نظریہ کی مخالفت نہیں تھی۔ تقسیم ہند کی مخالفت اور دوقومی نظریہ کی مخالفت دو الگ الگ باتیں ہیں لیکن اکثریت نے پاکستان کے لئے کام کیا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی بھی انہی میں شامل تھے لیکن اس وقت مودودی صاحب کا بھی یہ خیال تھا کہ ہندوستان متحد رہے کیونکہ اس دور میں 30 کروڑ مسلمان تھے بنگلہ دیش الگ بنایا گیا دس کروڑ ادھر آگئے دس کروڑ ہندوستان میں رہ گئے مودودی صاحب تیس کروڑ کو یکجا کرنے کے حق میں تھے۔ جب کہ تقسیم کی بات کرنے والوں کی یہ رائے تھی کہ ہندوؤں کے ساتھ' ہمیں مخلوط کلچر یا تہذیب میں رہنا ہوگا اگر الگ ملک بن جائے تو ہم ایک تہذیب میں

رہ سکتے ہیں یہ پاکستان کی مخالفت یا دو قومی نظریہ کی نفی نہیں تھی۔

سوال :- کبھی مناظروں کا بڑا چلن ہوتا تھا مگر آج کل تو یوں لگتا ہے کہ لوگ اس کو بھول ہی گئے ہیں؟

جواب :- مناظرہ .... یہ ایک اصولی بات تھی کہ دلیل سے آپ اپنی بات ثابت کریں۔ ایک عہد کے لوگ تھے وہ برداشت کرتے تھے دلائل سنتے تھے سنت، منطق، قرآن و حدیث کی بڑی اہمیت تھی۔ قائل ہونے والی بات پر اختلاف نہیں کرتے تھے اب مناظرہ رہا نہیں؟ اب تو "مجادلہ" ہو رہا ہے جھگڑا ہو گیا ہے میری بات مانو نہیں تو سر کھول دوں گا دوسرا کہتا ہے میری بات .... یہ مناظرہ نہیں ہے مناظرہ کے اصول وضوابط ہوتے تھے پہلے طے ہوتا تھا کہ جو کتاب آپ کے پاس ہوگی اس کی بات کریں گے جو آپ کے پاس نہیں اس کا حوالہ نہیں دیں گے بڑی علمی بحث ہوتی تھی۔ مناظرہ سے قائل کرنا مقصد ہوتا تھا ہرانا مقصد نہیں!

سوال :- جہاد افغانستان کے لئے آپ نے مجاہدین بھیجے تھے ان کی کوئی خیر خبر؟

جواب :- جو گئے .... گئے۔ اللہ انہیں قبول کرے ابھی تک کوئی پلٹا ہی نہیں ہے۔ اگلے دن مجھ سے ایک جرنیل صاحب نے پوچھا تھا کہ آپ کے بندے وہاں ہیں؟ میں نے کہا جی ہیں تو کہنے لگے کیا ہوگا؟ تو میں نے کہا جی، ہم سے تو فارغ ہو کر گئے ہیں۔ شہید ہو گئے تو اللہ انہیں قبول کرے۔ جب تک شہید نہیں ہوتے تب تک وہیں رہیں گے یہاں سے تو فارغ ہو کر گئے ہیں ہم نے ان کی خبر بھی نہیں لی ہے اور فکر بھی نہیں ہے۔

سوال :- افغانستان کی موجودہ صورتحال کو آپ کیسے دیکھتے ہیں کیا امن کا کوئی امکان ہے؟

جواب :- انشاء اللہ۔ امن کا امکان ہے لیکن بہت وقت درکار ہے افغانستان میں یک طرفہ کارروائی ہو رہی ہے جنگ تو تب ہوگی جب دونوں فریق میدان میں ہوں گے ایسے ہی گولہ باری ہو رہی ہے۔

سوال :- محترم ! الاخوان کے اغراض و مقاصد کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔

جواب :- الاخوان ایک مکمل تنظیم ہے اور کھلی کتاب کی طرح قوم کے سامنے ہے۔ اس کے اغراض و مقاصد ایک Bokklet (کتابچہ) کی صورت میں ہمارے ہر دفتر سے Available ہے۔ تنظیم الاخوان لوگوں کے معمولی خاندانی جھگڑوں سے لے کر حکومتی مسائل تک کے سلسلے میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔ یہ زندگی کے ہر شعبہ میں مسائل سے دوچار لوگوں کی رہنمائی اور امداد کر رہی ہے علاقائی سطح پر بھی جیسے واٹر سپلائی کا مسئلہ ہے، سرکاری محکموں سے رابطہ کے مسئلے ہیں "میانی" میں اس کا دفتر بنا ہوا ہے کمیٹیاں ہیں علاقے کے لوگ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہی اس کے ممبران ہیں وہی یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔

سوال :- کہتے ہیں امریکہ میں آزادی ہے عدل نہیں ہے جبکہ روس میں عدل تھا آزادی نہیں تھی اور آپ کون سا انقلاب لانا چاہتے ہیں۔

جواب :- روس میں عدل نہیں تھا روس میں بھی ظلم اور جبر تھا۔ وہ نظام انسانی مزاج کیخلاف تھا اور یہی چیز اس کی تباہی کا سبب بنی۔ امریکہ میں روس کی نسبت بہتر صورتحال ہے لیکن میں عدل اسے بھی نہیں کہہ سکتا۔

سوال :- افغانستان جو کہ نام نہاد بنیاد پرستی کا گڑھ بن چکا ہے اس کے خلاف بہت کچھ کہا جا رہا ہے لیکن سعودی عرب ایک حقیقی بنیاد پرست ملک ہے جہاں ابھی تک عورت گاڑی نہیں چلا سکتی۔ سعودی عرب کے خلاف مغربی میڈیا کوئی بات نہیں کرتا۔

جواب :- بات ملائیت، بنیاد پرستی یا قدامت پسندی کی نہیں ہے اصل مسئلہ امریکہ کی حکمرانی کا ہے۔ جو ان کی حکمرانی مان لیتا ہے وہ صحیح ہے جو نہیں مانتا اس پر فرد جرم عائد کر دی جاتی ہے۔

سوال :- گویا سعودیہ سب کچھ مان رہا ہے؟

جواب :- سعودیہ والوں نے بڑی مدت سے ماننا شروع کیا ہے۔ شاہ فیصل نے امریکہ کی حکمرانی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اسے شہید کر دیا گیا۔

سوال :- ہماری تمام مذہبی جماعتیں ایمان پر بڑا زور دیتی ہیں۔ کیا سائنس اور ٹیکنالوجی کا مقابلہ ایمان سے کیا جا سکتا ہے؟

جواب :- ایک تو ہمارے پاس ایمان ہی نہیں ہم سائنس اور ٹیکنالوجی کا مقابلہ کیسے کریں؟

سوال :- لیکن مغرب نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے زور پر بہت ترقی کی ہے ہم ان سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں؟

جواب :- انسانی ضروریات کی تکمیل کے لئے بہتر ذرائع دریافت کرنا ترقی ہے۔ ترقی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان مادر پدر آزاد ہو جائے۔

سوال :- پچھلے دنوں انڈونیشیا کی حکومت نے عوام سے اپیل کی ہے کہ جو ایک بار حج کر چکے ہیں وہ دوبارہ نہ جائیں۔ کیا اسلام میں ایسی اپیلوں کی گنجائش ہے؟

جواب :- حج زندگی میں ایک بار فرض ہے باقی جو کرتا ہے وہ نفل ہے۔ میرے خیال میں نفل کی ضرورت تو فرض کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

مقابلے میں کچھ بھی نہیں اگر پاکستان میں لوگ بنیادی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے بھوکے مر رہے ہیں اور یہاں لوگ حج پر جا رہے ہیں ایک بندے کے حج پر نہ جانے سے پچاس خاندانوں کی زندگی بچ سکتی ہے تو وہ کیوں جاتا ہے۔ وہی لوگ ہر سال حج پر جاتے ہیں جن کے پاس پیسہ ہوتا ہے۔

سوال:- جی، محترم! میں کچھ ذاتی قسم کے سوالات کرنے کی اجازت چاہوں گا اور آپ چونکہ شاعر بھی ہیں تو پہلا سوال میں شاعری کے حوالے سے کروں گا۔ سنا ہے کہ فیض احمد فیض آپ کے پسندیدہ شاعر ہیں۔ کیا آپ اس پسندیدگی کی وجہ بتا سکیں گے؟

جواب:- فیض کی شاعری میں ''شعریت'' ہے گہرائی ہے مفہوم ہے اب اس طرح کی شعریت اور گہرائی والی شاعری بہت کم ہو رہی ہے۔ فیض سے اختلاف یا اتفاق یہ ایک علیحدہ بات ہے اس وقت گفتگو کا موضوع اس کی شاعری ہے بحرحال فیض کی شاعری مجھے پسند ہے۔ اس میں مفہومیت ہے، سوچ ہے۔

سوال:- اقبال کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عرب ملوکیت کے خلاف تھے خاص کر خطبہ الہ آباد میں انہوں نے جو کچھ کہا؟ آپ کے نزدیک ملوکیت سے کیا مراد ہے؟

جواب:- ملوکیت میرے نزدیک یہ ہے کہ تمام اختیارات فرد واحد میں مرتکز ہو جائیں اور دوسرے لوگ بے اختیار ہو جائیں...... جہاں تک اقبال کا تعلق ہے تو اقبال کی بدقسمتی یہ ہے کہ اس کے مخالف بھی ہیں اور حق میں بھی ہیں یوں کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے اقبال کے نام کو امرت دھارا بنا لیا ہے۔ اپنے مفادات کے لئے کہیں نہ کہیں سے کوئی بات نکال لیتے ہیں۔ آپ دیکھیں اقبال کی آخری عمر کی شاعری میں مذہبی رجحان بہت زیادہ ہے۔ میں انہیں شاعر نہیں سمجھتا بلکہ وہ محدث اور مفسر ہیں۔ اقبال کی آج تک کسی شاعر نے تقلید نہیں کی۔ اس کے علاوہ بعض شاعروں پر فیض کی چھاپ لگی ہوئی ہے غالب کی زمین میں شعر لکھے جا رہے ہیں لیکن اس حوالہ سے اقبال کو کوئی بندہ بھی فالو نہیں کر سکتا اس لئے کہ اس کی شاعری میں مذہبی رجحان ہے جبکہ لوگ مذہب سے بیگانہ ہیں۔

سوال:- شکار آپ کا پسندیدہ مشغلہ رہا ہے آپ زیادہ تر کن جانوروں کا شکار کیا کرتے تھے؟

جواب:- شکار میرا پسندیدہ شغل تھا۔ ہمارے ہاں ہرن، اڑیال، تیتر اور چکور ملتے تھے میں زیادہ شکار اڑیالوں کا کرتا تھا میں نے برفانی چیتا اس وقت مارا جب لوگوں کو اس کی تصویر بھی نہیں ملتی تھی۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال :- سنا ہے محمد خاں ڈاکو آپ کے ملنے والوں میں سے تھا۔ اس کے بارے میں کچھ بتانا پسند فرمائیں گے؟

جواب :- ڈاکوؤں کے بارے میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ لوگ کئی خوبیوں کے مالک بھی ہوتے ہیں ان میں کام کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے لیکن ان کو صحیح راستے پر چلنے نہیں دیا جاتا۔ محمد خاں ڈاکو 35 سال کی عمر میں مفرور رہا۔ مخالفین نے اس پر ناجائز پرچے کروائے پولیس نے بھی تنگ کرنا شروع کر دیا مخالفین نے بھی تنگ کیا آدمی کو جب کوئی راستہ نظر نہ آئے تو پھر وہ لڑنے پر اتر آتا ہے 72 سال کی عمر میں وہ فوت ہوا۔ 35 سے 72 سال کی عمر تک جو آدمی گن پوائنٹ پر زندہ رہ سکتا ہے جس کے پیچھے فورسز لگی ہوں۔ پھر بھی وہ دلیر رہے۔ اگر ایسے بندے کو جس میں اتنی قوت ہے اگر اسے صحیح راستے پر لگا دیا جائے تو وہ قوتیں مثبت طور پر.......... میں نہیں سمجھتا اس جیسا کوئی جرنیل بھی دلیر ہوگا اگر بنگلہ دیش میں جنرل نیازی کی جگہ محمد خاں جرنیل ہوتا تو شاید نوے ہزار فوجی قیدی نہ ہوتے ہمیں ان بدمعاش ڈاکو لوگوں سے نفرت نہیں کرنی چاہئے ان لوگوں کو واپس معاشرہ میں لانا چاہئے۔

سوال :- جی' ایک آخری سوال۔ اسلام میں غلام اور لونڈی کا تصور کیا ہے؟

جواب :- پرانے زمانے میں غلام ان لوگوں کو بنایا جاتا تھا جو جنگ میں مقابلہ کے دوران گرفتار ہوتے۔ ایسا نہیں تھا کہ ایک شہر فتح ہو گیا سارے اہل شہر غلام ہو گئے بلکہ اس میں لڑنے والے لوگ جو شکست کھاتے تھے ان کو گرفتار کیا جاتا تھا۔ دیگر اقوام عالم کی نسبت اسلام نے غلاموں کو جینے کا حق دیا جہاں تک ان کے حق کا تعلق ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس غلام ہے جو خود کھائے وہ غلام کو کھلائے جو کام وہ کر نہیں سکتا اس کا حکم نہ دے۔ دور جاہلیت میں عورتیں گرفتار ہوتی تھیں۔ Rape ہوتے تھے' ماردی جاتی تھیں' قحبہ خانے بنتے تھے۔ اسلام نے پابندی لگادی کہ ایک عورت ایک مرد کے لئے ہوگی جس کے حصے میں آئے گی اس پر حلال ہے۔

سوال :- نکاح کر کے؟

جواب :- کنیز کے ساتھ نکاح کی ضرورت نہیں۔ جب اسے مل گئی تو وہ اس کے لئے حلال ہے اگر اس سے اولاد ہو جائے تو پھر اس کی صورت بدل جاتی ہے۔ پھر وہ ام ولد ہوگی پھر وہ زندگی بھر اس کو رکھنے کا ذمہ دار ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

پاکستان کی عوام کیا چاہتی ہے؟ / گیلپ سروے / آوازِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

ماہنامہ ''ہیرالڈ'' کراچی نے حال ہی میں مختلف موضوعات پر کیے گئے گیلپ سروے کے نتائج شائع کیے ہیں۔ ان میں سے کچھ موضوعات کے نتائج قارئین کی دلچسپی اور آگاہی کے لئے پیش خدمت ہیں۔

سوال نمبر 1 ۔ آپ کس حد تک اتفاق کرتے ہیں کہ پاکستان میں قرآن وسنت کا قانون نافذ ہونا چاہیے؟

	ٹوٹل	مرد	خواتین
مکمل متفق	88 فیصد	93 فیصد	83 فیصد
کسی حد تک متفق	7 فیصد	4 فیصد	9 فیصد
نہ متفق نہ غیر متفق	3 فیصد	2 فیصد	5 فیصد
کسی حد تک غیر متفق	1 فیصد	1 فیصد	2 فیصد
مکمل غیر متفق	1 فیصد	1 فیصد	1 فیصد
کوئی جواب نہیں	1 فیصد	1 فیصد	1 فیصد

پورے ملک کی ایک غالب اکثریت ملک میں قرآن وسنت کے قوانین کا نفاذ چاہتی ہے۔ 88 فیصد لوگ چاہتے ہیں کہ تمام قوانین قرآن وسنت کے مطابق ہونے چاہئیں۔ راولپنڈی اور اسلام آباد کی 93 فیصد آبادی قرآن وسنت کا نظام چاہتی ہے۔

سوال نمبر 2 ۔ پاکستان کو اس وقت کون سے بڑے مسئلہ کا سامنا ہے؟

مسائل	مرد	خواتین
بے روزگاری	36 فیصد	25 فیصد
انڈو پاک جنگ کا خطرہ	17 فیصد	25 فیصد
افراطِ زر	10 فیصد	19 فیصد
غربت	9 فیصد	8 فیصد
لاقانونیت	4 فیصد	4 فیصد

www.naqshbandiaowaisiah.com

کشمیر	5 فیصد	2 فیصد
دہشت گردی	4 فیصد	3 فیصد
تعلیم	2 فیصد	1 فیصد
جمہوریت کی بحالی	2 فیصد	0 فیصد
معیشت	1 فیصد	0 فیصد
بڑھتی ہوئی آبادی	1 فیصد	0 فیصد
کچھ نہیں کہہ سکتے	5 فیصد	11 فیصد

سروے رپورٹ کے مطابق لوگوں کی اکثریت ''بے روزگاری'' کو پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ گردانتی ہے۔

سوال نمبر 3:۔ آپ کہاں تک اتفاق یا اختلاف کرتے ہیں کہ ''کرپٹ عناصر کو الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے''۔

	ٹوٹل
مکمل متفق	70 فیصد
کسی حدتک متفق	3 فیصد
نہ اتفاق نہ اختلاف	4 فیصد
کسی حدتک غیر متفق	6 فیصد
مکمل طور پر غیر متفق	17 فیصد
جواب نہیں دیا	1 فیصد

جواب دینے والوں کی 70 فیصد اکثریت یہ چاہتی ہے کہ کرپٹ عناصر کو الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ لاڑکانہ جو کہ سابقہ وزیراعظم بے نظیر بھٹو کے حامیوں کا گڑھ سمجھا جاتا ہے کہ 85 فیصد جواب دہندگان نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔

اس سے اختلاف کرنے والوں میں لاہور پہلے نمبر پر ہے جس کے 25 فیصد جواب دہندگان نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔ شاید بے دخل کئے گئے سابقہ وزیراعظم نواز شریف سے ہمدردی کی وجہ سے ایسا ہو۔ تاہم جواب دہندگان کی ایک بڑی اکثریت نے دوٹوک انداز میں بتا دیا ہے کہ وہ کرپٹ سیاستدانوں کو دوبارہ اسمبلی میں دیکھنا نہیں چاہتی۔ ان کے اس دعویٰ کا عکس آنے والے الیکشن کے نتائج سے ہی دیکھا جا سکے گا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

امریکہ افغانستان جنگ میں الاخوان کا کردار دوسروں سے مختلف کیوں

خصوصی تحریر برائے "المرشد"

غیاث الدین جانباز

سیاسی دوست جب بھی ملتے ہیں تو اکثر مجھ سے پوچھتے ہیں کہ امریکہ افغانستان جنگ کے حوالے سے تنظیم الاخوان کا کردار دوسروں سے مختلف کیوں رہا۔ حضرت مولانا محمد اکرم اعوان بھی سرگرم نہیں تھے۔ ہر دوست کے سوال پر میں سوال کر دیتا ہوں کہ آپ کی جماعت تو سرگرم عمل ہے آپ کی قیادت بھی حرکت میں ہے پھر آپ کی سرگرمیوں کا نتیجہ کیا ہے؟ میرے جوابی سوال پر وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگتے ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک دینی سیاسی جماعت کے لیڈر نے بھی بڑے تیکھے لہجہ میں پوچھا کہ مولانا ان دنوں کہاں ہیں؟ میں ان کا سوال تو سمجھ گیا لیکن دانستہ بڑے بھولپن سے کہا۔ مولانا منارہ میں ہیں۔ فرمانے لگے میرے پوچھنے کا یہ مطلب نہیں۔ میں تو پوچھ رہا ہوں کہ مولانا خاموش کیوں ہیں۔ افغانستان پر امریکی یلغار کے خلاف تحریک میں بھی کہیں نظر نہیں آئے نہ ان کی تنظیم الاخوان نے کوئی مظاہرہ کیا۔ میں نے کہا آپ سب لوگ جو کر رہے تھے اس کا نتیجہ بتائیے؟ میرے لہجہ کی تلخی سے وہ ذرا نرم پڑے تو میں نے کہا کہ آپ لوگوں نے طالبان کے حق میں تحریک کو نہ طالبان دوست رہنے دیا نہ امریکہ دشمن بلکہ اس تحریک کو پرویز مشرف ہٹاؤ تحریک بنا کر مستقبل کے عام انتخابات کے لئے اپنے حق میں فضا بنانے کے لئے استعمال کیا۔ جب طالبان اپنی جنگی حکمت عملی بدل کر دو قدم پیچھے ہٹے اور امریکہ آگے بڑھ کر جنگی قیدیوں کو باندھ کر مارنے لگا تو آپ نے اس پر احتجاجی تحریک شروع کرنے کی بجائے اپیلیں کرنا شروع کر دیں جس سے عوام میں مایوسی پیدا ہوئی اور آپ پر تنقید شروع ہوگئی۔ آپ لوگوں نے اپنے عمل سے پرویز مشرف کو مکمل طور پر امریکہ کے حق میں جھکنے پر مجبور کر دیا اور آپ کے سیاسی عمل کے نتیجہ میں سیکولر قوتیں کھل کر میدان میں آگئیں اور اب آپ بھی سیکولر قوتوں کے ساتھ مل کر آئین میں ہونے والی مجوزہ ترامیم روکنے میں لگے ہوئے ہیں آپ سیکولر جماعتوں کے ساتھ سیٹ تو سیٹ انتخابی ایڈجسٹمنٹ کی باتیں کر رہے ہیں۔ کہاں گیا نفاذ اسلام کا نعرہ۔ اگر آپ نیک نیتی سے طالبان اور اسامہ وملاں عمر کے ساتھ تھے تو ان کی مخالفت کرنے والی بے نظیر بھٹو کے ساتھ اب آپ کے رابطوں کا کیا مطلب ہے۔ آپ کی نیک نیتی کو تنظیم الاخوان جانتی تھی اس لئے الاخوان والوں نے طالبان کی دامے درمے سخنے عملی مدد اپنی بساط کے مطابق کی اور کرتی رہے گی لیکن طالبان کے نام پر اپنی دکانداری چلانے کی کوشش نہیں کرے گی۔ وہ صاحب میری تلخ نوائی سن کر اپنی بدمزگی مٹانے کے لئے فرمانے لگے اس کا مطلب ہے کہ الاخوان اور مولانا اکرم اعوان پرویز مشرف کے ساتھ ہیں۔ میں نے کہا اس ملک کی ہر دینی سیاسی جماعت کے لیڈروں اور علماء و مشائخ سے پرویز مشرف کی ملاقاتیں عوام نے ٹی وی پر دیکھی ہیں لیکن کسی ایک ملاقات میں مولانا یا تنظیم الاخوان کے کسی نمائندہ کو بیٹھے دیکھا ہو تو بتائیے۔ مولانا اکرم اعوان نے جنرل پرویز مشرف سے ملاقات کی کبھی خواہش نہیں کی نہ ہی جنرل نے کبھی مولانا کو دعوت دی۔ اس لئے کہ وہ مولانا کے موقف کو جانتے ہیں انہیں علم ہے کہ یہ بندہ سیاست نہیں کرتا اس لئے ان سے سودے بازی نہیں ہوسکتی۔ وہ ان کو بلاتے ہیں جن کے رویوں میں لچک ہوتی ہے جو سودے بازی کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے۔ مولانا اکرم تو صرف ایک مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستان میں اسلام کو حکمران بنا دو ہماری بلا سے تم زندگی بھر صدر مملکت رہو۔ وہ صاحب فرمانے لگے ایسے تو اسلام کی حکمرانی کبھی قائم نہیں ہوسکتی جدوجہد کرنا تو لازم ہے۔ میں نے کہا جب سے پاکستان بنا ہے آپ جدوجہد کر رہے ہیں اس جدوجہد کو آپ مزید پچاس برس جاری رکھیئے نتیجہ وہی ہوگا جو اب تک ہے۔ پہلے اپنے سر سے اقتدار میں آنے کا بھوت اتاریئے پھر اسلام کی حکمرانی کے قیام کی جدوجہد شروع کیجئے تب ہی عوام آپ پر اعتماد کریں گے ورنہ آپ حکمران بناتے رہیے لیکن جمع خاطر رکھیئے خود آپ حکمران نہیں بن سکیں گے۔ اسلام کسی مجاہد کسی عالم دین کسی جماعت کا محتاج نہیں۔ فی الحال تو چھانٹی ہو رہی ہے۔ چھانٹی کے بعد پھینٹی کا آغاز ہوگا اور انشاء اللہ اسلام کی حکمرانی قائم ہوگی اس عمل کے بعد۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے

تاریخ اپنے اس موڑ سے انشاءاللہ آگے بڑھے گی، فیصلے ہوں گے، اللہ کے بندے اپنے لئے راہیں چنیں گے۔ کچھ لوگوں نے پہلے سے امریکہ کی گود تلاش کر لی ہے، کچھ دیوانے ایسے بھی ہوں گے جو امریکہ کی گود کو ٹھکرا دیں گے اور آگ اور خون کا کھیل پسند کریں گے۔ یہ تصادم ہوگا، جنہیں شہادت کا رتبہ ملنا ہے وہ شہید ہوں گے، جنہیں واصل جہنم ہونا ہے ان کی گردنیں بھی اڑیں گی۔ ایک دفعہ پھر سرزمین لال ہوگی، دریا سرخ ہو کر بہیں گے اور فتح حق کو ہوگی، فتح اسلام کو ہوگی۔ میرے بھائی! ابھی فیصلہ نہیں ہوا، کفر جو تالیاں بجا رہا ہے یہ وہی تالیاں ہیں جو مشرکین مکہ نے ہجرت مدینہ کے وقت بجائی تھیں۔ مشرکین مکہ نے کہا تھا کہ اب اسلام مٹ جائے گا، اب مسلمان بکھر جائیں گے لیکن کون مٹا اور کون بکھرا اب تاریخ کا یہ اگلا قدم شروع ہونے والا ہے۔ انشاءاللہ العزیز۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان، منارہ 08-03-2002

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَاِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ o وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ o وَمَا لَھُمْ اَلَّا یُعَذِّبَھُمُ اللّٰہُ وَھُمْ یَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا کَانُوْٓا اَوْلِیَآءَہٗ اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ o

(انفال 33-32)

اَللّٰھُمَّ سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ o

مَوْلَا یَا صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُوا۔

قرآن حکیم کو انسانی تاریخ سے کچھ لینا دینا نہیں ہے لیکن اس کے باوجود قرآن انسانی تاریخ کو دہراتا ہے، بیان فرماتا ہے۔ جو تاریخ ہم قرآن کے علاوہ تاریخ کی کتابوں میں پڑھتے ہیں اس کی حقیقت صرف اتنی ہوتی ہے کہ وہ اس زمانے کے لوگوں کے اقوال ہوتے ہیں یا اس زمانے کے لوگوں کی آرا ہوتی ہیں یا اس عہد کے لوگوں کی خبریں ہوتی ہیں۔

اس زمانے کے کسی بندے نے خبر دی، اس نے اپنی رائے کے مطابق دی، اپنی صوابدید کے مطابق دی اس لئے اس تاریخ کے بارے محققین کا ارشاد ہے۔ یُدَوَّنُ مِنْ اَفْوَاہِ النَّاسِ تاریخ کی تدوین لوگوں کے کہنے سے، لوگوں کی زبان سے ہوتی ہے۔ قرآن جو کہتا ہے وہ حقیقت ہوتی ہے، حق ہوتا ہے اور اس میں کسی شبہ کی رائی بھر گنجائش نہیں ہوتی۔ لہٰذا تاریخی واقعات کو جب قرآن حکیم کے سامنے پیش کیا جائے اور اگر کوئی واقعہ قرآن سے متصادم ہو تو وہ واقعہ غلط ہوگا اور سچ اور حق وہ ہے جو قرآن نے بتایا۔

قرآن کا اعجاز یہ ہے کہ یہ چودہ صدیاں پہلے نازل ہونے والی کتاب نہ جانے کتنی صدیاں اور عالم آب وگل آباد رہے گا اور سورج طلوع وغروب ہوتا رہے گا۔ جب تک دنیا آباد ہے تب تک کے لئے تمام روئے زمین پر بسنے والے انسانوں کے لئے رہنما کتاب ہے۔ جب قرآن تاریخی واقعات پر نگاہ ڈالتا ہے تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اے زمانے والو! اس سے اپنے لئے سبق حاصل کرو۔ جب پہلے ایسا ہوا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا اور جب اب ایسے ہوگا تو اس کا نتیجہ پھر ویسا ہی ہوگا۔

یہاں اس واقعہ کو ارشاد فرمایا ہے جو مکہ مکرمہ میں پیش آیا اور جب مشرکین مکہ فروغ اسلام سے گھبرا گئے ...... مشرکین مکہ کیا ایک نئے مذہب سے ڈرتے تھے؟ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ اس لئے کہ مکہ مکرمہ میں پہلے صرف ایک

مذہب نہیں تھا۔ بلکہ محققین کے مطابق مکہ مکرمہ ایک ایسا شہر تھا جس میں دنیا کا اس وقت کا رائج ہر مذہب پایا جاتا تھا۔ اس لئے کہ یہ لوگ ہمیشہ کے مسافر تھے، کاروباری تھے، تجارتی قافلوں کے ساتھ روئے زمین پر سفر کرتے۔ جہاں یہ پہنچ نہیں سکتے تھے ان منڈیوں میں دوسری دنیا کے لوگ آئے تو کوئی کسی دین پر تھا کوئی کسی مذہب پر تھا، کوئی کسی کا پیروکار تھا کوئی کسی کا، بت پرست بھی تھے، عیسائی اور یہودی بھی تھے، ستارہ پرست بھی تھے، سورج پرست بھی تھے، آگ کی پوجا کرنے والے بھی تھے، جنوں کے پجاری بھی تھے، پہاڑوں کی پوجا کرنے والے بھی تھے۔ غرضیکہ بے شمار مذاہب وہاں پائے جاتے تھے۔ پھر اگر اتنے مذاہب میں ایک مذہب نیا آ گیا تو فرق کیا پڑا؟

بنیادی فرق یہ تھا کہ تمام مذاہب کے عقائد اپنے تھے، عبادت کے طریقے اپنے تھے، لیکن تہذیب یا معاشرت ایک تھی۔ لین دین کا انداز ایک تھا۔ سب سودی کاروبار کرتے تھے اور مرد اور عورت کے تعلقات کی رسم ایک تھی، مقدمات کے فیصلے ایک ہی ضابطے کے ساتھ طے ہوتے اور وہیں سے کوئی عدالت معززین کی بن جاتی، وہ ان کے قبائل کے سردار ہوتے تھے، وہی فیصلے کرتے اور ایک ہی قانون، ایک ہی اصول تھا۔ یعنی جسے آپ معاشرت کہتے ہیں یا تہذیب کہتے ہیں یہ مذاہب سے الگ تھی۔ مذہب فرد کا ذاتی معاملہ تھا کہ وہ کس طرح سے عبادت کرتا ہے، کیا عقیدہ رکھتا ہے یہ اس کا اپنا معاملہ تھا۔ اس کے بعد معاشرے میں وہ کس طرح رہتا ہے، لین دین کس طرح کرتا ہے، تعلقات کیسے رکھتا ہے یہ معاشرتی مسئلہ تھا اور سارا معاشرہ اور سارے مذاہب ایک طرز معاشرت پر متفق تھے۔

اسلام ایک نیا مذہب نہیں تھا۔ اسلام نے معاشرت کو مذہب کا نام دے دیا کہ مذہب کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ معاشرت ہی مذہب ہے، تہذیب ہی مذہب ہے کہ آپ کس طرح سے کسی سے برتاؤ کرتے ہیں، کس طرح سے تعلقات استوار کرتے ہیں، کس طرح سے خرید و فروخت کرتے ہیں، کس طرح سے کاروبار کرتے ہیں، کس طرح سے دوستی کرتے ہیں، کس طرح سے دشمنی کرتے ہیں، یہ ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ یہ چیلنج تھا صدیوں کی اس تہذیب کے لئے جو مشرکین عرب میں یا قبائل عرب میں، مختلف مذاہب کے لوگوں میں متفقہ طور پر جو تہذیب رائج تھی اس کے لئے ایک چیلنج بن گیا۔ جس پر مشرکین مکہ اکٹھے ہو کر بارگاہِ نبوی میں بھی حاضر ہوئے۔ مشہور واقعہ ہے اور انہوں نے درخواست پیش کی کہ آپ اپنا مذہب، اپنا عقیدہ رکھیں اور اس پر اپنے طریقہ سے عمل کریں لیکن مذہب کو معاشرت میں داخل نہ کریں۔ معاشرت کو الگ رہنے دیں، معاشرہ میں آپ ہمارے ساتھ شامل رہیں۔ کھانا پینا، کاروبار، تجارت، مقدمات، بودوباش یہ سب ایک رہے اس کے بدلے ہم آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ حکمران بننا چاہیں تو ہم تمام قبائل عرب کو جمع کر کے ان سے آپ کی حکومت قبول کرواتے ہیں۔ وہ آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیں گے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ دولت جمع کر لیں، اس طرح سے ایک نیا معاشرہ تشکیل دے کر تو آپ معاشرت کو نہ چھوڑیں ہم قبائل عرب سے اتنا چندہ جمع کرتے ہیں کہ عرب میں کسی دوسرے کے پاس اتنی دولت نہیں ہوگی جو آپ کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔ اگر آپ کسی بڑے سے بڑے قبیلے، کسی بڑے سے بڑے سردار کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو آپ اشارہ فرمائیے ہم سارے مل کر اس کی منت سماجت کر کے آپ کے لئے وہ لڑکی حاصل کر لیں گے۔ آپ حکومت بھی کیجئے، آپ کے پاس دولت بھی سب سے زیادہ ہوگی، آپ اپنی پسند کی شادی بھی کیجئے اور آپ اپنا مذہب بھی رکھئے، آپ اپنا عقیدہ بھی رکھئے، آپ بے شک خدا کو واحد مانئے، اور اپنے طریقے پر نمازیں پڑھئے لیکن جو ہمارا معاشرہ ہے اور جو ہماری معاشرت ہے، جو آئین و دستور ہے، جو طریقے

اعلان نبوت کے بعد دوسری دفعہ آج پھر دنیا کا کفر اسلام کے خلاف متحد ہو گیا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہیں ہمارے مقدمات کے فیصلے کرنے کے، خرید و فروخت کے، سرمایہ کے خرچ کے یہ ہماری تہذیب ہے آپ اسے نہ چھیڑیں۔ ہم آپ کے مذہب کو نہیں چھیڑیں گے۔ اور تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا ہے، سیرت میں موجود ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس بات کا مکلف ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئے اسے میں اللہ کے بندوں تک پہنچادوں۔ یہ تم نے جو باتیں کی ہیں، سلطنت کی، حکومت کی، مال و دولت کی یا خوبصورت عورت کی یہ تو زمین کی باتیں ہیں، یہ تمہارے بس میں ہیں۔ اگر تم آسمانوں سے سورج نوچ کر لے آؤ اور چاند کو اتار کر لے آؤ گو یہ تمہارے بس میں نہیں لیکن اگر تم وہ بھی کر لو اور میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند رکھ دو پھر بھی رب محمد کی قسم جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے ساتھ سمجھوتہ نہیں کروں گا، اللہ کے احکام بیان کرتا رہوں گا۔ یہ وہ بات ہے جو آج سوا چودہ سو سال بعد امریکہ کے صدر نے بڑے جوش اور جذبے سے کہی ہے جو اس وقت رؤسائے قریش نے کہی تھی اور سوا چودہ سو سال بعد ایک تبدیلی آئی ہے.........اس وقت کیا ہوا تھا.......... پوری دنیا کا کفر رؤسائے مکہ کے ساتھ متحد ہو گیا تھا۔ اس کے بعد کافروں میں، مسلمانوں میں مقابلہ رہا، جہاد ہوتے رہے، مسلمان اکثر غالب رہے لیکن مسلمانوں کے خلاف کفر کا عالمی اتحاد نہیں بنا۔ عہد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں کافروں کی بڑی بڑی سلطنتیں فتح ہوگئیں، بڑی بڑی ریاستیں اسلام کے زیر نگیں ہوگئیں اور معلوم دنیا کے تین چوتھائی حصے پر ایک اسلامی سلطنت بن گئی جس کی سرحد ایک طرف سائبیریا اور دوسری طرف سے افریقہ، ادھر سے چین اور ادھر سے یورپ تک پھیلی ہوئی تھی۔ دنیا نے تاریخ عالم میں ایک وقت میں اتنی بڑی ریاست زمین پر کسی نے نہیں دیکھی اور نہ پڑھی۔

میرے حبیب ! انہوں نے گستاخی کی تو حد کر دی لیکن مجھے زیب نہیں دیتا کہ آپ کی موجودگی میں ان پر عذاب نازل کروں وَاَنْتَ فِیْهِمْ جبکہ آپ ان کے درمیان موجود ہیں۔

آج جو ہمارے پاس پچپن یا چھپن اسلامی ریاستیں ہیں یہ اس ریاست کا ایک حصہ ہیں اس میں سے بہت سے حصے کھو جانے کے بعد۔ اعلان نبوت کے بعد دوسری دفعہ آج پھر دنیا کا کفر متحد ہو گیا ہے اس بات پر جو صدر امریکہ نے کہی ہے اور وہ بات کیا ہے۔ اس نے بڑی روانی میں لگی لپٹی رکھے بغیر اس نے کہا ہے طالبان حکومت کے بارے کہ :-

'They were going to finish our culture around the Globe.

کہ یہ لوگ ہماری تہذیب کے لئے روئے زمین پر خطرہ بن گئے تھے اور ہماری معاشرت اور تہذیب کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ وہ کہتا ہے مجھے اسلام سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اسلام رکھو تم اپنا، نمازیں پڑھنا چاہتے ہو، پڑھو۔ حج کرنا چاہتے ہو، کرو۔ کون روکتا ہے تمہیں؟ روزے رکھنا چاہتے ہو، رکھو۔ اذانیں دو۔ امریکہ میں بھی مساجد ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں لوگ۔ امریکہ سے بھی حج پر جاتے ہیں، زکوٰۃ دینے والے زکوٰۃ دیتے ہیں۔ لیکن کلچر، تہذیب، معاشرت وہی ہوگی جو ہماری ہے۔ لباس ہمارا پہنو، جو ہم کھاتے ہیں وہ کھاؤ، جس طرح سے ہم رہتے سہتے ہیں اسی طرح سے رہو سہو۔ جو ہم پیتے ہیں وہ پیو۔ دین کو جس طرح ہم نے کلیسا میں بند کر دیا۔ آج وہ پردے کے خلاف افغانستان میں چیختے ہیں لیکن کیا امریکہ میں جو چرچ ہے، جو گرجے ہیں ان کے اندر جو ''نن'' یا خاتون خادم ہے چرچ کی، اس کا لباس کیسا ہے۔ ایک نہیں تین تین رومال ہیں اس کے سر پر۔ ایک رومال سے سر اور ٹھوڑی تک چہرہ ڈھکا ہوا ہے، اس کے اوپر ایک ٹوپی ہے اس کے اوپر ایک تیسرا رومال ہے۔ کھلا کرتا ہے، نیچے کپڑے ہیں، سارا لباس پہن کر پھر اس نے اوپر سے ایک کھلا کرتہ پہنا ہوا ہے جس نے بازو اور ٹخنوں تک جسم کو ڈھانپ رکھا ہے۔ جس میں سے بدن کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا۔ جس طرح کا کھلا برقعہ ہوتا ہے اس طرح کا کھلا چغہ ہے۔ یہی ان کا مذہبی لباس ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

پادری نے اتنی بڑی داڑھی رکھی ہوئی ہے۔ وہی قدامت پسند پادری آج بھی وہ کاغذ کی ٹوپی اور کاغذ کا کرتہ پہنے ہوئے ہے اس زمانے میں اور بجلی کی روشنی میں موم بتیاں جل رہی ہیں کیونکہ قدیم روایت موم بتیاں جلانے کی تھی۔ یعنی بجلی سے گرجا گر چکا چوند ہے لیکن موم بتیاں جل رہی ہیں۔ روشنی کے لئے نہیں بلکہ مذہبی روایت کے طور پر۔ گرجے کے اندر وہی پرانی سب چیزیں موجود ہیں جو کسی زمانے میں تھیں لیکن گرجے کے باہر گرجے کا کوئی تعلق نہیں۔ مرد، مرد سے شادی کرے یا کوئی عورت، عورت سے۔ عزت بیچے، یا کسی کی لٹ جائے، کوئی بے لباس پھرے یا لباس پہنے، شرم و حیا کے نام کی کوئی چیز نہیں۔ انہوں نے مذہب کو گرجے میں بند کر کے اپنی مرضی سے معاشرت ترتیب دی جسے انگریزی میں کلچر کہتے ہیں، اردو میں تہذیب یا معاشرت کہتے ہیں۔

وہی تہذیب جو رؤسائے مکہ کو عزیز تھی اور ان کے خیال میں اسلام جو خطرہ بن گیا تھا ان کی تہذیب کے لئے، وہی خطرہ آج عالم کفر کو اسلام کی ایک چھوٹی سی ریاست اسلامیہ جس کی اٹھان ہی بنیادی طور پر طرزِ خلافت پر ہوئی اور جس کا آئین و دستور ہی قرآن تھا وہ ان کے لئے چیلنج بن گئی اور انہوں نے بڑے کھلے انداز میں کہا کہ

They were going to finish our culture around the Globe.

یہ صرف افغانستان میں ہی نہیں بلکہ روئے زمین پر ہماری تہذیب کے لئے یہ لوگ خطرہ بن گئے تھے اور ہماری تہذیب تباہ ہونے کے قریب تھی۔ نتیجہ کیا ہوا؟ یہ مماثلت تو پائی گئی۔ مشرکین مکہ نے کیا سبق سیکھا، مشرکین مکہ بڑے برہم ہوئے، بڑے ناراض ہوئے اور بیت اللہ میں چلے گئے، بیت اللہ کے پردوں سے لٹک کر انہوں نے اللہ سے بات کی۔ اب عجیب بات ہے، اللہ کو تو وہ بھی مانتے تھے۔ لیکن اپنے انداز

> **وہی بات جو رئوسائے مکہ نے کہی تھی آج عالمی غیر اسلامی اتحاد کہہ رہا ہے، دین سے بے بہرہ مسلمان بھی اس کی حمایت کر رہا ہے۔**

سے مانتے تھے ناں۔ سب کا سردار مانتے تھے، نیچے بے شمار خدا بنا رکھے تھے جن کو اللہ کی طاقتیں بانٹ کر دے رکھی تھیں کہ یہ اولاد دیتا ہے، یہ دولت دیتا ہے، یہ صحت دیتا ہے۔ دعا کی انہوں نے کہ وَاِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ اے اللہ جو کچھ تیرا یہ بندہ (ﷺ) کہتا ہے جو اس کا انداز ہے ہمارے ساتھ اور جو اس نے ہمارے ساتھ برتاؤ کیا ہے اگر یہ سارا حق ہے اور تیری طرف سے نازل ہوا ہے تو پھر ہم نہیں مانتے فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ پھر ہم پر پتھروں کی بارش برسا اپنے آسمان سے ہم نہیں مانیں گے اسے۔ تیری طرف سے ہو پھر بھی نہیں مانتے۔ تو ہمیں تباہ کر دے، پتھروں کی بارش برسا اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ دردناک عذاب بھیج۔ جو کرنا چاہتا ہے وہ کر، ہمیں جہنم میں جھونک، دنیا میں ہم پر آگ برسا، آسمانوں سے پتھر برسا، طاعون بھیج، کوئی دردناک عذاب، سخت سے سخت عذاب بھیج دے لیکن ہم یہ تہذیب، یہ معاشرہ، یہ اندازِ فکر ہم قبول نہیں کریں گے۔ خواہ تیری طرف سے ہو، ہم پھر بھی نہیں مانتے۔

اب بندہ ایک چھوٹی سی مخلوق ہے، ذرا سی بات پر گھبرا جاتا ہے، چھوٹی سی بات پر خوش ہو جاتا ہے، اس کے پاس محدود گنتی کے سانس ہیں، وہ (اللہ) زمانے کا بھی خالق ہے، اوقات کا بھی خالق ہے، لیل و نہار کا بھی مالک ہے اس کے پاس کوئی وقت کی کمی نہیں، وقت اس کی مخلوق ہے، اس کی بارگاہ میں حاضر ہے، اس نے فرمایا۔ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ میرے حبیب انہوں نے گستاخی کی تو حد کر دی لیکن مجھے زیب نہیں دیتا کہ آپ کی موجودگی میں ان پر عذاب نازل کروں وَاَنْتَ فِیْھِمْ جبکہ تو بھی اسی شہر میں رہتا ہے۔

یہ میری عظمت کو زیبا نہیں ہے کہ جب شہر میں تو بھی مقیم ہو تو اسی شہر پر میں عذاب نازل کر دوں اور دوسری بات ایک اور بھی ہے گو ان کا لہجہ گستاخانہ ہے لیکن آئے تو میرے ہی گھر ہیں، یہ بھی ایک توبہ کا انداز ہے کہ چل کر تو

www.naqshbandiaowaisiah.com

میرے پاس آئے ہیں، میں انہیں کیسے برباد کردوں۔ اس لئے میں انہیں مہلت دیتا ہوں ...... ہوا کیا پھر؟ لوگوں نے سمجھا، مورخین نے سمجھا، مسلمانوں پر زندگی تنگ ہوگئی، مسلمانوں پر جینا دشوار ہوگیا۔ اللہ کا رسول مقابلے کی تاب نہ لا سکا اور ہجرت پر مجبور ہوگیا اور حضور مکہ مکرمہ چھوڑ کر تشریف لے گئے، مسلمان بھی شکست کھا کر چلے گئے ...... یہ شکست نہیں تھی۔ یہ شکست مکہ والوں کی تھی کہ جو سبب تھا ان پر عذاب کی رکاوٹ کا، ایسے بے وقوف تھے کہ وہ خود اس سبب سے خالی ہوگئے۔ فرمایا! اگر تم ہجرت پر مجبور نہ کرتے، اللہ کے حبیب ﷺ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور نہ کرتے تو وہ ذات اقدس ڈھال تھی ان کے لئے۔ انہوں نے سمجھا کہ ہم جیت گئے، ہم نے بھگا دیا اب ویرانے میں ان کی کون سنے گا اور گنتی کے لوگ ہیں اور وہ تاریخ کے ویرانوں میں گم ہو جائیں گے لیکن ہوا کیا؟

طرح طرح کے عذابوں نے اہل مکہ کو گھیرا، کبھی بھوک، کبھی قحط سالیاں، پھر بغیر لڑے بھڑے مکہ فتح ہوگیا اور اسلام کو غلبہ نصیب ہوا اور کفار پر اللہ کا غضب نازل ہوا۔ اس سے اگلی آیہ کریمہ میں فرمایا وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ پھر بھلا اب کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ ان پر عذاب نہ کرے جبکہ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ جبکہ اب وہ مسلمانوں کو عبادت سے روک رہے ہیں اب کیسے عذاب سے بچیں گے۔ جب انہوں نے مسلمانوں کو عبادت سے ہی روک دیا، تو اللہ ان پر عذاب کیسے نہیں کرے گا۔ یقیناً کرے گا۔ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ اس لئے کہ کفار اللہ کے دوست نہیں ہیں۔ اللہ انہیں اچھا نہیں جانتا إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ اس کے دوست وہ ہیں جو اس کے نیک بندے ہیں وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ لیکن یہ فلسفہ یہ بات لوگوں کی اکثریت کی سمجھ میں نہیں آتی۔

کیسے عجیب لوگ تھے جنہوں نے دنیا کا ہر ظلم سہہ لیا لیکن کفر کی تہذیب کے لئے چیلنج بن گئے۔

یہ ایک عجیب معقولہ ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے، تاریخ واقعی ایک بار پھر اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ وہی بات جو روسائے مکہ نے کہی تھی آج عالمی غیر اسلامی اتحاد کہہ رہا ہے۔ اور وہی بات جو مشرکین و کفار کا ماٹو تھا آج کا دین سے بے بہرہ مسلمان بھی اس فریب میں آ کر اس کی حمایت کر رہا ہے۔ کیسی عجیب بات ہے کہ معاملہ اس سے بھی بڑھ گیا کہ آج کا دین سے نا آشنا مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ یہ قانون و دستور، یہ مقدمات کے فیصلے، خرید و فروخت، یہ سودی کاروبار، یہ تو معاشرت ہے، اس سے ہم دنیا سے الگ کیسے ہو سکتے ہیں، ہمیں دنیا کے ساتھ رہنا ہے، ہاں! ہمارا عقیدہ اپنا ہے، اپنی نمازیں پڑھو، اپنے روزے رکھو۔ یہی بات تو مشرکین مکہ بھی کہتے تھے کہ نمازیں پڑھو، روزے رکھو۔ یہی بات پوری دنیا کا کفر بھی کہتا ہے۔ امریکہ میں نماز پڑھنے پر پابندی نہیں ہے، روزہ رکھنے پر پابندی نہیں ہے، حج کرنے پر پابندی نہیں ہے، عبادات سے کوئی نہیں روکتا۔ لیکن کیا امریکہ میں آپ اسلامی قانون کے مطابق کوئی فیصلہ لے سکتے ہیں؟ کوئی عدالت قبول کرتی ہے اسلامی قوانین کو؟

امریکی قانون کے مطابق آپ کو خود اپنے آپ کو ڈھالنا ہوگا، امریکیوں کو آپ اسلام کے مطابق نہیں ڈھال سکتے اور یہی وہ نقطہ ہے جہاں آ کر تصادم ہوتا ہے اور یہی وہ جرم ہے جو اسامہ سے سرزد ہوا یا ملا عمر سے سرزد ہوا یا طالبان حکومت سے سرزد ہوا۔ یہی وہ عظیم جرم ہے جس میں انہوں نے کہا کہ ہم بھوکے مر جائیں گے، سودی معاشی نظام قبول نہیں کریں گے۔ ہمارا ملک بسے یا اجڑ جائے لیکن ہماری عدالتیں اس آئین و دستور کے مطابق فیصلہ کریں گی اس کے علاوہ کوئی قانون نہیں ہے۔ اور یہ چیلنج بن گیا عالم کفر کے لئے۔

عالم کفر نے کیا کیا؟ عالم کفر نے غریب کی جھونپڑی سے لے کر اللہ کے گھر تک سب کو تہس نہس کر دیا۔ عالم کفر نے تاریخ میں پہلی دفعہ ایک اصطلاح روشناس کروائی ...... دنیا میں بڑی بڑی جنگیں ہوئی ہیں۔ دو عالمی

www.naqshbandiaowaisiah.com

جنگیں تو تاریخ کا مشہور حصہ ہیں۔ کسی جنگ میں کسی نے یہ اصطلاح نہیں پڑی ہوگی جو اس دفعہ آئی۔ کارپٹ بمباری...... یعنی اس طرح بم برسائے جائیں جس طرح فرش پر چٹائی بچھائی جاتی ہے، کارپٹ بچھائی جاتی ہے کہ کوئی ایک حصہ بھی زمین کا بمباری سے خالی نہ رہے، کارپٹ بمبنگ کی اصطلاح پہلی دفعہ روشناس کرائی گئی ان بندوں کے لئے جو تہذیب مغرب کیلئے خطرہ بن گئے تھے...... یار، کیا لوگ تھے۔

؎

چہ رسمے بنا کردند بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

کیسے بندے تھے جنہوں نے سوا چودہ سو سال پہلے کی تاریخ کی یاد تازہ کر دی۔ کیسے عجیب لوگ تھے جنہوں نے دنیا کا ہر ظلم سہہ لیا، دولت کے انبار ٹھکرا دیئے، آسمانوں سے ان پر آگ اور لوہا برسایا گیا، آتش و آہن کی بارش کی گئی۔ ان کی عزتیں پامال کی گئیں، عصمتیں لوٹی گئیں اور ان کے بچوں اور بچیوں کو ان کے سامنے ذبح کیا گیا، انکے گھر جلا دیئے گئے، کھیت جل گئے، تباہ برباد کر دیئے گئے لیکن کیا عجیب لوگ تھے کہ چیلنج بن گئے کفر کی تہذیب کیلئے۔

؎

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں کہ جنہیں تصویر بنا آتی ہے

کیسے لوگ تھے وہ جنہوں نے ایک نئی تصور بنا کر پیش کر دی اور خون سے رنگ بھر دیئے اس میں۔ اپنے جگر گوشوں کی رگِ جاں سے اس میں لکیریں کھینچیں۔ کیا عجیب لوگ تھے اور کیا عجیب لوگ ہیں۔ تاریخ اب اپنے اس موڑ پر کھڑی ہے جہاں مسلمان ہجرت پر مجبور تھے، جہاں مسلمانوں کو گرم ریت پر لٹا کر سینے پر پتھر رکھے جاتے تھے، جہاں مسلمانوں کو گرم سلاخوں سے داغا جاتا، جہاں درختوں سے باندھ کر کوڑوں سے پیٹا جاتا تھا، گھوڑوں کے پیچھے باندھ کر گھسیٹا جاتا تھا۔ تاریخ، تہذیب کے تصادم سے چلی اور آج اس موڑ پر کھڑی ہے جہاں

> جس طرح مکہ مکرمہ سے ہجرت کے وقت عالم کفر نے تالیاں بجائی تھیں کہ یہ دردِ سر ختم ہوا، آج عالم کفر پھر تالیاں بجا رہا ہے، ڈنڈھورے پیٹ رہا ہے کہ تہذیب سے خطرہ ٹل گیا، ''تاریخ'' یہاں تک تو آئی ہے، یہ فتح مکہ تک آگے بھی جائے گی۔

مسلمانوں کو، اسلام کو شکست نظر آ رہی ہے جس طرح مکہ مکرمہ سے ہجرت کے وقت عالم کفر نے تالیاں بجائی تھیں کہ یہ دردِ سر ختم ہوا، یہ بکھر جائیں گے، کچھ صحراؤں میں بکھر جائیں گے، کچھ کسی بستی میں جائیں گے کچھ کسی بستی میں، دیہاتوں میں انہیں نہ کوئی جانتا ہے نہ پہچانتا ہے، کون ان کی بات سنے گا۔

آج عالم کفر پھر تالیاں بجا رہا ہے، ڈنڈھورے پیٹ رہا ہے کہ تہذیب نے خطرہ ٹل گیا، یہ بکھر گئے، قتل ہو گئے، مارے گئے، تباہ ہو گئے، جلا دیئے گئے، ان کا تو کوئی جنازہ پڑھنے والا بھی نہ نکلا، اتنا بے حسی کا عالم ہے مسلمانوں پہ کہ عالم اسلام کی چھپن ریاستیں ہیں مگر کسی نے احتجاج کی آواز بھی بلند نہیں کی، کسی کی آہ نہ نکلی، کسی نے ان کا جنازہ تک پڑھنے کا تکلف نہ کیا۔ لیکن تاریخ یہاں تک تو آئی ہے، تاریخ فتح مکہ تک آگے بھی جائے گی۔ تاریخ یہاں رک جائے گی کیا؟ تاریخ اپنے سخت ترین موڑ سے گزر رہی ہے۔ یہ مسلمانوں کے لئے سخت ترین موڑ تھا، عالم اسلام کے لئے سخت ترین موڑ تھا۔ آج کون ہے ان مسلمانوں کے درمیان نبی اور رسول جو اللہ کی راہ میں جانوں کے نذرانے دے رہے ہیں۔ کون ہے ان کے درمیان نبی؟ وَاَنْتَ فِیْھِمْ آج بھی ہر مسلمان کی رگ و جاں میں محمد کا نام دھڑکتا ہے۔ کیوں دے رہے ہیں جانیں، پاگل ہیں کیا؟...... انہیں عشقِ رسول نے، محبت الٰہی نے اس میدان میں لا کھڑا کیا۔ ورنہ وہ چاہتے تو امریکہ ڈالروں سے ان کے گھر بھر دیتا، ان کے مکانوں کے دروازے سونے اور چاندی کے لگوا دیتا، ان پر بم اور آگ برسانے کی بجائے نوٹوں کی بارش برساتا لیکن وہ چاہتے ہیں اللہ کو اور اللہ کے حبیب ﷺ کو اور یہی ان کا ناقابل معافی جرم ہے۔ اور وہ اس جرم سے رکتے ہی نہیں۔ ساری بیماریوں کا علاج ہے، اس کا نہیں۔

آپ جسے مجنوں کے نام سے جانتے ہیں، بہت اعلیٰ خاندان کا فرد تھا۔ اور حضرت حسن ؓ کا دوست اور کلاس فیلو تھا، ہم جماعت تھا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

قیس نام تھا اس کا۔ جب عشقِ لیلیٰ میں پاگل ہو گیا تو باپ لے کر اس کو بیت اللہ شریف گیا اور اسے کہا کہ اس کا پردہ تھام لو اور خود بھی بیت اللہ کا پردہ تھاما اور دعا کی کہ اے اللہ میرا یہ بیٹا بڑا ہونہار، بڑا خوبصورت تھا، شہزادہ تھا نہ جانے اسے کیا مرض ہو گیا، یا اللہ! تو اسے شفا دے دے۔ مجنوں نے بھی دعا کی، اے اللہ! میرے باپ کی بات سن، مجھے شفا دے دے تمام امراض سے سوائے عشق کے۔ میرے عشق کو بڑھا دے۔ اگر کوئی اور بیماری میرے وجود میں ہے تو میرے باپ کی آرزو پوری کردے، مجھے صحت دیدے لیکن میرے عشق کو میرے مولا بڑھا دے یہ ایسی بیماری ہے کہ اس کا مریض اپنے لئے صحت نہیں بلکہ بیماری میں زیادتی مانگا کرتا ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت حسنؓ میں صلح ہو گئی اور آپ نے خلافت سے دست برداری کا اعلان کر دیا حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں اور فارغ ہو گئے اور بیت اللہ کا قصد کیا اور مجنوں (قیس) کو بھی ساتھ لے لیا۔ اب دونوں رواں ہیں مکہ مکرمہ کو تو حضرت حسن فرمانے لگے کہ قیس! کہ دیکھو میں نے کتنی بڑی قربانی کی، امت کو بکھرنے سے بچا لیا، حکومت اور ریاست اور خلافت اور سلطنت چھوڑ دی، میں نے کتنا بڑا کام کیا تو قیس کہنے لگا کہ یا حسن! اگر میں سچی بات کہوں تو تم ناراض تو نہیں ہو گے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں سچ کہو! اس (قیس) نے کہا کہ حکومت تمہیں بجتی کب تھی، اور معاویہ کو بجی کب ہے، تم دونوں تو اس قابل ہی نہیں تھے کہ تمہیں خلافت ملتی۔ تو وہ بڑے حیران ہوئے کہ تیسرا تو کوئی مدعی نہیں۔ خلافت کا مطالبہ کرنے والا تیسرا تو کوئی بندہ ہی نہیں۔ پوچھا، کہ تم کس کے لئے کہہ رہے ہو تو قیس کہنے لگا کہ بجتی تو لیلیٰ کو تھی۔ اس وقت حضرت حسن کے منہ سے نکلا ''انت مجنون'' تو پاگل ہو چکا ہے۔ وہی مجنون اس کا نام بن گیا، لوگ اسے مجنوں کے نام سے جانتے ہیں، قیس کے نام سے کوئی نہیں جانتا۔

اگر لیلیٰ کا عشق بندے کو اس حد لے

جنہیں عشق نصیب ہوتا ہے وہ صرف ایک بات سوچتے ہیں کہ اے اللہ اس درد کو اور بڑھا دے، اور بڑھا دے۔

جاتا ہے تو اللہ اور اللہ کے رسول کا عشق کہاں پہنچا دیتا ہوگا۔ لیلیٰ تو ایک مٹی کا کھلونا ہے، لیلیٰ تو ایک مورت ہے مٹی کی جو رب نے بنا دی، ایک عام خاتون ہے لیکن محمد ﷺ تو وہ ہیں جن جیسا اللہ تعالیٰ نے کوئی دوسرا بنایا ہی نہیں اور اللہ وہ ہے جس کا کوئی دوسرا ہے ہی نہیں۔ تو جنہیں عشق الٰہی نصیب ہوتا ہے، جنہیں عشق رسول نصیب ہوتا ہے وہ کیا عجیب لوگ ہوتے ہیں، وہ کیا سوچتے ہیں، وہ صرف ایک بات سوچتے ہیں کہ اے اللہ اس درد کو اور بڑھا دے، اور بڑھا دے۔

حدیث شریف میں موجود ہے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ شہدا سے اللہ پوچھیں گے آخرت کو، میدان حشر میں سوال کریں گے کہ مانگو کیا مانگتے ہو۔ تم نے میری راہ میں گردنیں کٹوا دیں، سینے چھلنی ہو گئے، خاندان تباہ ہو گئے، گھر اجڑ گئے، آج مانگو کیا چاہتے ہو۔ وہ عرض کریں گے بارِ الٰہی! وہی عالم آب و گل ہو، ویسے ہی گھر ہوں، وہی رشتے ہوں، اسی طرح کے ظالم کافر ہوں، وہ متصادم ہوں تیرے دین سے اور ہم تیرے دین کی طرف سے پیش ہوں۔ پھر ہم پر آگ اور پتھر برسیں، گولیاں برسیں، تلوار چلے، پھر سینے چھلنی ہوں، پھر گردنیں کٹیں اور جو لذت گردن کٹوانے میں آئی تھی وہی ایک بار پھر نصیب ہو جائے۔

ارشاد ہوگا، وہ عالم تو ختم ہو چکا، وہاں سے تو تم سرخرو آئے۔ اب زمانہ پیچھے نہیں جائے گا۔ وہ عالم آب و گل ہی گیا، نہ وہ زمین ہے نہ آسمان، نہ وہ قومیں ہیں نہ وہ لوگ ہیں۔ اب آگے کا سفر ہے، جو چاہو آگے کیلئے مانگو لیکن دردِ دل کی لذت اتنی عجیب ہے، اس میں مرنا بھی اتنا لذیذ ترین ہے کہ وہ کہیں گے کہ ایک دفعہ وہی گلو ہو ہمارا، وہی ظالم کا ہاتھ ہو اور اس کے ہاتھ میں وہی تیز خنجر۔ پھر سے رگِ جاں پر چلے۔

تاریخ آج اس موڑ پر کھڑی ہے کہ کافر یہ کہہ رہا ہے کہ یہ شیرزادہ بکھر گیا، یہ لوگ مارے گئے اور امریکہ کا وزیر خارجہ پرسوں کہہ رہا تھا کہ جو بچ گئے انہیں ہم مار دیں گے۔ کیا بات

ہے! کس جرم میں ماراتم نے مرنے والوں کو اور باقی بچنے والوں کو کس جرم میں ماریں گے؟ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اللہ کی راہ سے روکنے کے لئے مارو گے؟ وَمَالَھُمْ اَلَّا یُعَذِّبَھُمُ اللّٰہُ ان میں کون سا سرخاب کا پر لگا ہوا ہے کہ اللہ ان پر عذاب نازل نہیں کرے گا۔

تاریخ اپنے اس موڑ سے انشاء اللہ آگے بڑھے گی، فیصلے ہوں گے، اللہ کے بندے اپنے لئے راہیں چنیں گے۔ کچھ لوگوں نے پہلے سے امریکہ کی گود تلاش کر لی ہے، کچھ دیوانے ایسے بھی ہوں گے جو امریکہ کی گود کو ٹھکرا دیں گے اور آگ اور خون کا کھیل پسند کریں گے۔ یہ تصادم ہوگا، جنہیں شہادت کا رتبہ ملنا ہے وہ شہید ہوں گے، جنہیں واصل جہنم ہونا ہے ان کی گردنیں بھی اڑیں گی۔ ایک دفعہ پھر سرزمین لال ہوگی، دریا سرخ ہو کر بہیں گے اور فتح حق کو ہوگی، فتح اسلام کو ہوگی۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

اس کی کوئی بنیاد نہیں ہوگی۔ ایک نازک سی ٹہنی پر لٹکی رہی ہے......... اور یہاں بنیاد ہے اللہ کا دین، اللہ کا قرآن، اللہ کے رسول کے نقش کف پا، جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا حق آیا باطل کو رخصت ہونا پڑا اس لئے کہ باطل بنا ہی مٹ جانے کے لئے ہے، اس کا مقدر ہی مٹنا ہے، اس کا انجام ہی مٹنا ہے۔

سو میرے بھائی! ابھی فیصلہ نہیں ہوا، کفر جو تالیاں بجا رہا ہے یہ وہی تالیاں ہیں جو مشرکین مکہ نے ہجرت مدینہ کے وقت بجائی تھیں۔ مشرکین مکہ نے کہا تھا کہ اب اسلام مٹ جائے گا، اب مسلمان بکھر جائیں گے لیکن کون مٹا اور کون بکھرا اب تاریخ کا یہ اگلا قدم شروع ہونے والا ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔

میں بار ہا کہہ چکا ہوں اور یہ میرے ایمان کا حصہ ہے کہ لوگ تاریخ کی کتابوں میں پڑھیں گے کہ کوئی ریاستہائے متحدہ امریکہ ہوا کرتی تھی۔ امریکہ کی ایک ایک ریاست الگ ہوگی اور ہر ریاست میں بھی خانہ جنگی ہوگی۔ یہی برصغیر میدان کارزار ہوگا اس لئے کہ نبی صادق اور کریم ﷺ نے فرمایا ''غزوۃ الہند'' آپ نے الہند کا لفظ اس میں استعمال فرمایا۔ الہند سے مراد برصغیر ہے۔ یہ جنگ افغانستان میں نہیں رکے گی، نہ صرف کشمیر میں ہوگی، نہ صرف پاکستان میں ہوگی، یہ برصغیر میں پھیلے گی اور سارا برصغیر اسلامی ریاست بنے گا۔ آپ اس بات پر مت گھبرایئے کہ وہاں سے مٹ گئے۔ یہ تو سورج ہے، ادھر ڈوبا ادھر نکلا، ادھر ڈوبا ادھر نکلا۔ یہ تو مانندِ خورشید جیتے ہیں، ادھر ڈوبے ادھر نکلے، ادھر ڈوبے ادھر نکلے۔ یہ غروب نہیں ہوگا۔ پہلی شریعتیں آئیں چلی بھی گئیں لیکن ہمارا سورج یہ ہمیشہ دوپہر تک چمکتا رہے گا غروب ہونا اس کا مقدر نہیں ہے۔

یہ اسلام اللہ کا آخری دین ہے، قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے اور آقائے نامدار ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور اب یہی نور برستا رہے گا، یہی روشنی برستی رہے گی، یہی دین غالب رہے گا، یہ آزمائش ہے میری اور آپ کی۔ ہم دامان نبوی کو ترجیح دیتے ہیں یا کفار کے دامن میں پناہ لیتے ہیں۔ بس اتنی سی ایک پرکھ ہے، آزمائش ہے، کرنا تو خود اس نے ہے۔ کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً بِاِذْنِ اللّٰہِ فرمایا تاریخ اٹھا کر دیکھو۔ موسیٰ و ہارون دو بھائی تھے، دو بندے تھے اللہ کے اور فرعون کے پاس کتنا لشکر جرار تھا۔ تاریخ کو تو دیکھو۔ ہاروت علیہ السلام کی کتنی قوت تھی اور جالوت کتنا جابر تھا......... کتنی کمزور جماعتوں نے کتنے بڑے بڑے ناموروں کو شکست دی۔ عددی برتری اور اسباب کی برتری پر مت جاؤ، بنیاد کی مضبوطی دیکھو، جو شاخ نازک پر آشانہ ہے اسے بکھرنا ہے اور جو مضبوط بنیاد پر عمارت کھڑی ہے اسے باقی رہنا ہے۔ یہ مضبوط بنیاد والی عمارت اسلام ہے، شاخ نازک کا آشیانہ تہذیب مغرب ہے۔

یہ آزمائش ہے میری اور آپ کی کہ ہم دامان نبوی ﷺ کو ترجیح دیتے ہیں یا کفار کے دامن میں پناہ لیتے ہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ککر تے انگور چڑھایا

اعجاز حشمت خان

ذرا تصور کریں آپ عمر کی آخری دہائیوں کے مسافر ہیں اور بیٹے یا بیٹی کی شادی کی تیاریوں میں مصروف ہیں کہ جونہی کوئی اچھا بر ملے اس فرض سے سبکدوش ہو کر ذمہ داری کے آخری بوجھ سے نجات پالیں۔ ہیٹر کے سامنے ٹانگیں پھیلائے آرام کرسی پر آپ بیٹھے اخبار کے صفحات کو کھنگال رہے ہیں کہ اچانک کوئی آپ کے قریب آ کھڑا ہوتا ہے اور آپ اخبار سے نگاہیں اٹھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ سامنے آپ کا بیٹا ایک نوجوان لڑکی کے ساتھ کھڑا ہے' آپ کو اس کی جانب متوجہ دیکھ کر وہ کہتا ہے '

سوری پاپا میں آپ کو بتا نہیں سکا' میں نے شادی کر لی ہے' میٹ مائی وائف!

اور وہ ننھی خاتون بے تکلفی سے آپ کو کہتی ہے ہائے!

آپ ہکا بکا رہ جاتے ہیں' آنکھوں کے آگے تارے ناچنے لگتے ہیں اور دل ہائے ہائے کرنے لگتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کو یہ منظر نامہ جو میں نے تحریک کیا ہے کڑوا اور کسیلا لگا ہو اور آپ میری بدمذاقی پر ہائے ہائے کرنا چاہتے ہوں لیکن ٹھہریئے' پہلے میری بات پوری سن لیں۔ میرا چیف رپورٹر یوسف گزشتہ روز چھٹی پر تھا۔ مجھے پتا چلا کہ اس نے کہیں بر دیکھنے جانا تھا' اس کا بیٹا ابھی صرف دس ماہ کا ہوا ہے میں نے گھر فون کیا اور یوسف نے کہا کہ چوری چوری بیٹے کا رشتہ ڈھونڈ رہے ہو تو وہ ہنسنے لگا اور بتایا کہ رشتہ تو میں چھوٹے بھائی کے لئے دیکھ رہا ہوں۔ میں نے کہا ساتھ ساتھ برخوردار کے لئے بھی دیکھتے رہو تو یوسف نے جواب دیا کہ میرے خیال میں یہ زحمت مجھے نہیں کرنی پڑے گی کیونکہ جس طرز معاشرت کو ہم نے اپنا لیا ہے اور جس کی اندھا دھند تقلید میں ہم مصروف ہیں' برخوردار کے جوان ہونے تک نوبت یقیناً وہاں تک پہنچ جائے گی کہ بیٹا یا بیٹی ایک روز اچانک آپ کے سامنے ایک ساتھی کے ساتھ آ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے ''پاپا میٹ مائی لائف پارٹنر!''

یوسف کا فون بند ہو گیا لیکن میرا تخیل اس کے خیالات کی تصویر کشی میں مصروف ہو گیا۔ واقعی اس نے جو کہا تھا کہ وہ کوئی اتنا غلط نہیں ہے۔ میڈیا نے جو تیز رفتار ترقی شروع کی ہے اس سے بچنا کسی کے بس میں نہیں رہا۔ صرف وہی بچ سکتا ہے جو بچنے کی شدید خواہش کا شکار ہو جائے۔ آج گھر گھر ٹی وی' وی سی آر ہے' کیبل نیٹ ورک کا کنکشن ہے۔ کیبل نیٹ ورک کو لے لیں اس پر صرف غیر مسلم ثقافت' طرز معاشرت' نظریات اور خیالات کی اجارہ داری ہے جو ہمارے فلسفہ اور تعلیم سے بالکل مختلف ہے۔ جو بات ہمارے لئے بے حیائی ہے وہ ان کے لئے اخلاقیات کا درجہ رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں لڑکے لڑکی کی دوستی بدنامی کا ایسا داغ بن جاتی ہے کہ اس کا خمیازہ کئی نسلوں کو بھگتنا پڑتا ہے۔ غیر مسلم معاشروں میں اگر کسی کی بیٹی کا کوئی بوائے فرینڈ نہ ہو تو والدین کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں اور وہ بیٹی کو لے کر ماہر نفسیات کے پاس جا پہنچتے ہیں۔

ہمیں اس بات کا بالکل ادراک نہیں ہے کہ ہم کس خطرناک آگ سے کھیل رہے ہیں۔ کیبل نیٹ ورک کے باعث ٹی وی 24 گھنٹے روشن رہتا ہے اور سب سے زیادہ تعداد میں بچے یہ ٹی وی دیکھتے ہیں کیونکہ انہی کے پاس اتنا وقت ہوتا ہے۔ بچوں کے ذہن غیر تربیت یافتہ اور سادہ سلیٹ کی مانند ہوتے ہیں جن پر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تجربہ اور مشاہدہ کی تحریریں اس سلیٹ کو بھرتی ہیں اور یہی تحریریں کردار کے رنگ میں سامنے آتی ہیں۔ یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم ان سلیٹوں پر کیا تحریر کرتے ہیں۔ میاں محمد بخش نے کیا خوب کہا ہے :

ے ککر تے انگور چڑھایا تے ہر گچھا زخمایا

اگر تو ہم اس طرز معاشرت کے متحمل ہو سکتے ہیں جس میں بیوی کے بوائے فرینڈ کو

باقی صفحہ 64 پر ملاحظہ کریں

www.naqshbandiaowaisiah.com

مذہبی اور سیاسی جماعتوں کا کافرانہ نظام کی بحالی کیلئے گٹھ جوڑ

دینی جماعتیں اور دوسری سیاسی جماعتیں مل کر پھر اسی نظام میں گھسنا چاہتی ہیں جو کافر کا ہے۔ ساری جدوجہد کر کے پھر اسی نظام کو بحال کرنا چاہتی ہیں جس سے ہم جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ ہم اکیلے سہی' ہم کمزور سہی' ہم سے کچھ نہیں ہوگا لیکن ہم اس نظام کا حصہ نہیں بنیں گے انشاء اللہ العزیز۔ کوئی ہمیں برا کہے' کوئی ہمیں بھلا کہے' کوئی ہمیں ملامت کرے جو جس کا جی چاہے کرے' ہمیں کسی سے کچھ نہیں لینا' ہمیں اللہ کی بارگاہ سے اور محمد الرسول اللہ ﷺ کی بارگاہ سے سرخرو ہونا ہے' ہمیں بندوں سے کچھ نہیں لینا۔ کوئی تو دنیا میں ایسا ہو جو کافرانہ نظام کو کافرانہ کہے اور اسے کافرانہ سمجھ کر اس میں داخل ہونے سے انکار کر دے۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان' منارہ 03-03-2002

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

اللہ جل شانہٗ کی شان عجیب ہے۔ وہ بے نیاز ہے کسی کا محتاج نہیں۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ بعثت آقائے نامدار ﷺ سے پہلے جب قومیں بگڑتی تھیں اور اللہ کی نافرمانی بڑھ جاتی تھی تو کبھی زمین پھٹ جاتی' کبھی آسمان سے آگ برستی' کئی قوموں پر آسمانوں سے پتھر برسے اور قومیں ہلاک ہو جاتیں' صرف وہ لوگ بچتے جو اطاعت گزار ہوتے۔ اللہ کا نظام ہے اللہ کی زمین پھر سے آباد ہو جاتی ہے۔ نوح علیہ السلام کو آدمِ ثانی کہا جاتا ہے اس لئے کہ ان کے زمانے میں جو عذاب آیا اس میں صرف وہ لوگ بچ پائے جو ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے' جن کی تعداد مختلف روایات میں مختلف ہے لیکن کم و بیش 80 کے قریب خواتین اور مرد تھے جن سے پھر یہ ساری دنیا آباد ہوئی۔

ساڑھے نو سو برس کی تبلیغ کے بعد انہوں نے بددعا کی تھی کہ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا اے اللہ روئے زمین پر کسی کافر کو باقی نہ رہنے دے۔ اِنَّکَ اِنْ تَذَرْھُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَکَ وَلَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا o کہ یہ اس قدر بگڑ چکے ہیں کہ اگر آپ نے درگزر فرمایا اور ان میں سے کسی کو واقعی چھوڑ دیا تو جو نسلیں ان سے پیدا ہوں گی وہ بھی فاجر اور کافر ہوں گی' بدکار بھی ہوں گی' بے دین بھی ہوں گی۔ چنانچہ آسمانوں سے پانی برسا' زمین سے پانی ابل پڑا حتیٰ کہ چولھے اور تنور جو کھانے پکانے اور آگ جلانے کی جگہیں تھیں وہ بھی چشموں میں بدل گئے اور تمام روئے زمین پر سوائے کشتی نوح علیہ السلام کے' جانور بھی وہی بچ پائے جو حضرت نے کشتی میں سوار کر لئے تھے اور انسان بھی وہی۔

جانوروں کا کیا قصور تھا' وہ کیوں غرق ہوئے؟ اس لئے کہ ہر چیز کا مدار انسانی کردار پر ہے۔ وَخَلَقَ لَکُمْ مَّافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا زمین پر جو کچھ ہے یہ انسانوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اب اگر ایک آدمی کی بربادی آتی ہے تو اس کا لباس بھی نہیں بچ سکتا' اس کا مکان بھی نہیں بچ سکتا' اس کی جائیداد نہیں بچ سکتی' اس کے متعلقین نہیں بچ سکتے۔ تو زمین پر جتنی مخلوق ہے یہ انسان کے متعلقین میں سے ہے۔ یہ انسان کے لئے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ جنگل میں کسی چڑیا کے انڈے اگر گیدڑ کھا جاتا ہے تو یقیناً کسی آدمی کی کسی برائی کی نحوست ہوتی ہے۔ اس چڑیا پر بھی جو مصیبت آئی اس کے پیچھے کسی نہ کسی فرد کا کردار ہوتا ہے۔

تو یہ قاعدہ تھا فطرت کا' قانون تھا قدرت کا کہ جب قوموں کا بگاڑ حد سے گزرتا تو عذاب الٰہی آ جاتا' قومیں نابود ہو جاتیں' انبیاء بچتے یا ان کے پیروکار بچتے یا پھر اللہ کریم نئے نبی بھیج دیتا۔ بعثت آقائے نامدار ﷺ واحد ایک واقعہ ہے جسے انقلاب کہا جا سکتا ہے۔ انقلاب کا لفظی معنیٰ ہے' کسی چیز کی حقیقت کو

www.naqshbandiaowaisiah.com

بالکل تبدیل کر دینا' اتنا تبدیل کر دینا کہ اس قدر تبدیلی کا امکان ہی نہ ہو یا پھر دوبارہ اتنی تبدیلی نہ کی جا سکے۔ یہاں تو حکومت بدل جائے تو اسے بھی انقلاب کہہ دیا جاتا ہے۔ کوئی چھوٹا سا حادثہ ہو جائے تو انقلاب کہہ دیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقی انقلاب بعثت آقائے نامدار ﷺ ہے اور وہ اس طرح کہ ساری نبوتیں آئیں مخصوص زمانوں کے لئے' مخصوص اقوام کے لئے' مخصوص علاقوں کے لئے۔ انقلاب یہ تھا کہ ایک ہی نبوت ہے ساری روئے زمین کے لئے اور سارے زمانوں کے لئے ہمیشہ تک کے لئے۔ اس سے پہلے ہر قوم کے لئے احکام شریعت مختلف ہوتے تھے' دریا کے اس پار ابراہیم علیہ السلام کی نبوت تھی اور دریا کے اس پار حضرت لوط علیہ السلام تھے۔ ان کے احکام اپنے تھے شریعت کے' اُن کے اپنے تھے۔ ایک ہی وقت میں دو قوموں میں عبادات کے طریقوں میں یا بعض احکام شرعی میں اختلاف تھا۔ انسانوں کے مزاج کے مطابق۔ اسی طرح جو نبی آیا........... اخبار میں تبدیلی نہیں ہوتی........... اللہ واحد ہے' یہ خبر ہے حکم نہیں ہے۔ کوئی اس پر یقین کرتا ہے یا نہیں کرتا' آخرت میں محاسبہ ہوگا۔ یہ خبر ہے حکم نہیں ہے۔ اس پر یقین کرتا ہے تو مومن ہے نہیں کرتا تو کافر ہے۔ فرشتے ہیں' جنت ہے' دوزخ ہے یہ سب از قسمِ اخبار ہے' خبریں ہیں۔ اور خبر جو ہوتی ہے وہ دو نہیں ہوتیں۔ اگر دوسری خبر اس سے مختلف آئے تو پھر دونوں صحیح نہیں ہوتیں۔ دو میں سے ایک درست ہوگی۔ لہٰذا یہاں تک اخبار اور عقائد کا تعلق ہے تو یہ آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم ﷺ تک ایک ہی ہے' اللہ واحد ہے' آخرت ہے' حساب کتاب ہے' جنت دوزخ ہے۔ یہ از قسم اخبار جتنے ہیں یہ عقائد ہیں۔ احکام کیا ہیں کہ یہ حلال ہے' یہ حرام ہے' اتنی دفعہ نماز پڑھنی ہے' اس طریقے سے نماز پڑھنی ہے' لین دین اس طریقے سے کرنا ہے۔ نکاح و طلاق ایسے ہوگی' یہ مختلف تھے۔ اور اس قدر مختلف تھے کہ ایک ہی زمانے میں دو قوموں

> **یہ غلط مفروضہ ہے کہ فلاں نے سارے منازل حاصل کر لئے' منازل سلوک لا منتہا ہیں کبھی ختم ہوتے ہی نہیں۔**

میں دو نبی موجود ہیں تو وہاں احکام کا اختلاف پایا جاتا تھا۔ ان کے مزاج کے مطابق اللہ تعالیٰ انہیں حکم دیتے۔ ان کے مزاج کے مطابق انہیں حکم دیا جاتا۔

انقلاب یہ تھا کہ رائے زمین پر بسنے والی اقوام عالم کے لئے' وہ شمال میں ہیں یا جنوب میں' مشرق میں ہیں یا مغرب میں' ایک ہی شریعت' ایک ہی حکم قرار پایا۔ اور یہ آسان کام نہیں تھا۔ کہ ایسا معتدل نظام دیا جائے جو روئے زمین کے ہر باسی کے لئے نہ صرف قابل قبول ہو بلکہ اس پر عمل کرنا بھی آسان ہو۔ کیوں مختلف احکام ہوتے تھے؟ لوگوں کی آسانی کے لئے' جیسا ان کا مزاج ہے اس طرح کے احکامات انہیں دیئے جائیں۔ احکامِ شریعت سے اللہ کی اطاعت اور قرب الٰہی مقصود ہے' انسان پر مشقت ڈالنا مقصود نہیں ہوتا۔ لہٰذا جس طرح کے ان کے مزاج ہوتے تھے اس طرح کے احکام ہوتے تھے۔

انقلاب یہ تھا کہ ایسا معتدل' ایسا قابل عمل اور ایسا آسان ترین نظام دیا جائے جو روئے زمین کی تمام قوموں کے لئے قابل عمل ہو اور اس پر عمل آسان ہو۔ اگرچہ ساری اقوام عالم نے اسلام قبول نہیں کیا' ساری قومیں مسلمان نہیں ہوئیں لیکن یقیناً زمین کا کوئی خطہ ایسا بھی نہیں ہے جہاں مسلمان نہ بستے ہوں۔ اس لئے کہ دنیا کا ہر تیسرا فرد مسلمان ہے۔ چھ ارب آبادی میں سے دو ارب مسلمان ہیں یعنی ہر تیسرا آدمی مسلمان ہے۔ تو جہاں جہاں ہیں وہاں وہاں احکام شریعت پر عمل کرنا کوئی مشکل نہیں۔ یہ انقلاب ہے۔

انقلاب یہ ہے کہ اپنے لئے سارا زمانہ جیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سکھایا کہ تمہیں دوسروں کے لئے جینا ہے۔ تمہارے وجود سے مظلوم کی مدد کہاں ہوتی ہے۔ ظالم کا ہاتھ کیسے رکتا ہے۔ تمہارے وجود سے کتنے لوگ اور پلتے ہیں' تمہاری ذات سے اور کتنے لوگوں کا فائدہ ہوتا ہے۔ کتنے لوگوں کے عقائد کی اصلاح ہوتی ہے' کتنے لوگوں کا کردار سنورتا ہے؟ کتنے

www.naqshbandiaowaisiah.com

لوگوں کی آخرت سنورتی ہے' دنیا میں دوسروں کے لئے کیا کرتا ہے اور یہی فلسفہ قرآن نے دیا کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِ جَتْ لِلنَّاس تم بہترین امت ہو اس لئے کہ تم روئے زمین پر بسنے والی نوع انسانی کے لئے کھڑے کئے گئے ہو۔ تمہیں اس لئے چنا گیا ہے' تم نے جب دامان نبوی کو تھاما تو تمہیں یہ شرف حاصل ہو گیا کہ جس طرح نبی سارے جہانوں کے لئے ہے اسی طرح تم بھی ساری انسانیت کی بہتری چاہنے کے لئے ہو۔ اُخرِ جَتْ لِلنَّاس جہاں تک الناس' جہاں تک اولادِ آدم' جہاں تک انسان' جہاں تک آدمی ہیں' ان سب کے خیر خواہ تم ہو۔ یہ انقلاب تھا۔

ایک اصطلاح ہے صوفیا کی ''ترقی معکوس'' الٹی ترقی۔ سالک جب اللہ اللہ کرتا ہے' محنت کرتا ہے' اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوتی ہے اور وہ قرب الٰہی میں آگے بڑھتا جاتا ہے.........

اور یاد رکھیں' یہ غلط مفروضہ ہے کہ فلاں نے سارے منازل حاصل کر لئے' منازل سلوک لا منتہا ہیں کبھی ختم ہوتے ہی نہیں۔ قرب الٰہی ایک ایسا کیف ہے جس کی کوئی حد نہیں اور کوئی انتہا نہیں ہے کہ یہاں آپ پہنچے تو آگے اللہ کریم تشریف فرما ہیں۔ آپ پہنچ گئے اور سلوک اور راستہ ختم ہو گیا۔ تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ نہ اس دنیا میں ختم ہوتے ہیں اور نہ آخرت میں ختم ہوں گے۔ سلوک کی ترقی جنہیں نصیب ہوتی ہے وہ اس دنیا میں بھی رہے گی' برزخ میں بھی رہے گی' حشر میں بھی رہے گی اور جنت میں بھی ہر روز نئی کیفیت' نئی ترقی اور نیا قرب نصیب ہوگا۔ اور ابدالاباد ہوتا رہے گا' کوئی انتہا نہیں آئے گی کہ آگے اللہ میاں جلوہ افروز ہوں کہ یہاں آ کر بیٹھ جاؤ ایسی کوئی بات نہیں۔

کائنات میں انبیاء اور رسول سب سے زیادہ مقرب بارگاہ ہوتے ہیں اور انبیاء میں آقائے نامدار ﷺ امام الانبیاء ہیں۔ آپ کی ساری دنیاوی حیات طیبہ میں آپ کو ترقی نصیب ہوتی رہی۔ اِنَّ اللّٰہَ وَملائکۃُ یُصَلُّوْن

آج اگر ابرہہ بیت اللہ پر چڑھائی کر دے تو اب ابابیل نہیں آئیں گے۔

عَلَی النَّبِی زندگی میں بھی ترقی درجات' اللہ کی طرف سے رحمتوں کا نزول' ملائکہ کا درود' پھر جس کو ایمان نصیب ہوا اس نے جو عمل بھی کیا جتنا ثواب اس کو اتنا محمد الرسول اللہ کا جس نے وہ عمل سکھایا' عقیدہ سکھایا۔ تب سے اب تک اور قیام قیامت تک' فرشتوں کا صلوٰۃ و سلام' اللہ کی طرف سے نزول رحمت' اللہ کے بندوں کی طرف سے درود' یاایھا الذین آمنوا صَلُّوا عَلَیہِ وَسَلِّمُوا تَسلِیمًا صلوٰۃ و سلام اس طرح پڑھو کہ سلام کا حق ادا ہو جائے۔ خلوص سے' درد سے ڈوب کر پڑھو۔ صَلُّوا عَلَیہِ وَسَلِّمُوا تَسلِیمًا اس طرح پڑھو کہ سلام کا حق ادا ہو جائے۔ دل کی گہرائیوں سے پڑھو۔ ڈوب کر پڑھو' درد سے پڑھو۔ اور یقیناً آپ کی ذات تو ویسے ہی ہر لمحہ' ہر آن ترقی پذیر ہے قرب الٰہی میں لیکن یہ سارے اعمال بھی تو آپ ہی کی ترقی کا ایک ادنیٰ سا سبب ہیں' عرصہ محشر میں بھی ترقی ہوگی۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ روز محشر لوگ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے کہ جسے جنت جانا ہے جائیں جسے جہنم جانا ہے جائیں ہماری گزارش یہ ہے کہ حساب کتاب شروع ہو اور یہ عرصہ محشر ختم ہو۔ اس نے ہر ایک کا دل نیزے پر رکھ دیا ہے۔ آپ عرض کریں بارگاہ الٰہی میں۔ تو وہ معذرت کریں گے۔ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ معذرت کریں گے حتیٰ کہ تمام رسولوں کے پاس' موسیٰ علیہ السلام کے پاس' حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس' اسماعیل علیہ السلام کے پاس' عیسیٰ علیہ السلام کے پاس' سب معذرت کریں گے اور کہیں گے کہ محمد الرسول اللہ کے پاس جاؤ۔ آپ ﷺ کی خدمت میں وہ عالمی وفد حاضر ہوگا کہ یارسول اللہ! عرض کیجئے بارگاہ الٰہی میں کہ حساب کتاب شروع بھی ہو اور ختم بھی ہو تو یہ محشر تو ختم ہو۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ کسے جنت جانا ہے اور کسے جہنم جانا ہے لیکن یہاں سے تو جان چھوٹے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں سجدے میں پڑ کر دعا کروں گا اور حدیث مبارک میں ارشاد ہے کہ اس وقت اللہ کریم مجھے ایسے

www.naqshbandiaowaisiah.com

الفاظ تعلیم فرمائیں گے جو میں اس سے پہلے نہیں جانتا ہوں گا یعنی وہاں بھی ترقی ہو رہی ہے۔ جہاں مخلوق پریشان ہے' انبیاء علیہم السلام لرزاں وترساں ہیں' محمد الرسول اللہ ﷺ کو وہاں بھی ترقی نصیب ہو رہی ہے' نئے کلمات عطا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نئے مقامات مل رہے ہیں۔ اور جنت میں تو ہر روز جمال الٰہی نصیب ہوگا تو ترقی ہوتی چلی جائے گی اور یہ کبھی ختم نہیں ہوگی۔ یہی سلوک ہے اور یہ کہنا کہ فلاں نے سلوک کی تمام منزلیں طے کر لیں جہالت کی نشانی ہے' نہ جاننے کا سبب ہے۔ لہٰذا اس کی کوئی انتہا نہیں ہے اور یہ بندے کی اپنے دل کی گہرائی پر منحصر ہے اور دل کی گہرائی کی بھی کوئی حد نہیں ہے............کون کتنا گہرا اترتا ہے............اگر آپ ظاہری طور پر بھی اندازہ لگانا چاہیں تو دنیاوی اعتبار سے بھی اندازہ لگ جاتا ہے کہ کوئی سنتا ہے کہ گاؤں میں کوئی بندہ مر گیا اس کے دل میں ایک درد ہوتا ہے' کوئی سنتا ہے کہ اس کا باپ مر گیا تو کیا درد ذرا زیادہ گہرا نہیں ہو جاتا۔ دل تو وہی ہے۔ کوئی بوڑھا آدمی سنتا ہے کہ اس کا بیٹا مر گیا تو اس کا درد اور گہرا نہیں ہو جاتا؟ اس کا مطلب ہے کہ دل میں مختلف گہرائیاں ہیں۔ آپ سنتے ہیں کہ فلاں کا بیٹا باہر گیا ہوا تھا وہ چھٹی پر آیا ہے تو یقیناً خوشی ہوتی ہے خواہ پڑوسی ہے یا دور کا رشتہ دار ہے۔ لیکن آپ کا اپنا بیٹا کہیں گیا ہوا ہے اور بڑے عرصہ کے بعد واپس آیا' خبر ملتی ہے بیٹا آیا ہوا ہے تو وہ خوشی اور گہری نہیں ہو جاتی؟ اس کا مطلب ہے کہ دل کے اندر مختلف گہرائیاں ہیں جنہیں ہم محسوس کریں یا نہ کریں۔ اسی طرح اللہ کی چاہت میں' اللہ کی محبت میں' اللہ کے قرب کی تلاش میں بھی مختلف گہرائیاں ہیں' جو جس حد تک دل کے اندر گہرائی میں نیچے اتر جاتا ہے اتنا ہی وہ منازل بالا میں اوپر چلا جاتا ہے۔

بڑی سادہ سی' اصولی سی بات ہے کہ جتنا جتنا کسی کے دل کی گہرائی سے درد اٹھے گا اتنا اتنا اسے قرب الٰہی نصیب ہوگا۔ اب ان انقلابات میں ایک انقلاب اور آیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمام ادیان میں' آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک عبادت کی جگہ مخصوص کی جاتی تھی۔ خواہ چند پتھر رکھ کر' یا کوئی مٹی کی ''بھٹی'' سی بنا کر' یا مکان بنا کر۔ عبادت گاہیں بنائی جاتی تھیں اور ان سے باہر بلا عذر شرعی نماز نہیں ہوتی تھی۔ انقلاب یہ آیا کہ فرمایا کہ دو تبدیلیاں آئیں' ایک تو یہ کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو مسجد قرار دیا۔ جہاں چاہو سجدہ کرو ساری زمین اللہ کی مسجد ہے اور ایک مٹی کو یہ خصوصیت دے دی کہ اگر پانی نہیں ملتا تو مٹی سے تیمم کر لو۔ مٹی ''طہورا'' ہو گئی' پاک کرنے والی ہو گئی۔ پانی سے حضور فرماتے ہیں کہ جلد پاک ہوتی ہے' تیمم کیا جائے تو ہڈیوں کا گودا تک پاک ہو جاتا ہے۔

> **جن اقوام کو راہ راست پر لانا تھا ہم نے انہی کی پیروی اختیار کر لی۔**

ایک انقلاب اور آیا۔ یہ اسی ایک انقلاب کی مختلف شاخیں ہیں جو ساری گنی نہیں جا سکتیں۔ میں اپنی بات جو عرض کرنا چاہتا ہوں اس کی طرف آ رہا ہوں۔ ایک انقلاب اور آیا کہ آسمانی عذاب ختم ہو گئے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ کفار مکہ نے بیت اللہ کے پردوں سے لپٹ لپٹ کر دعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ نبی سچا ہے اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ اگر یہ نبی اور یہ دین سچا ہے تو پھر ہم پر پتھروں کی بارش برسا یا کوئی دردناک عذاب بھیج۔ ہمیں تباہ کر دے ہم اسے نہیں مانیں گے۔ جواب آیا۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ میرے حبیب تو بھی وہیں موجود ہو اور وہیں میرا عذاب بھی آئے' اللہ کو یہ بات پسند نہیں ہے۔ کر لیں یہ جتنی گستاخیاں کرتے ہیں۔ اور صرف مکے پر ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت پر اجتماعی عذاب جو ہیں وہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیئے گئے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت ہمیشہ کے لئے ہے گویا آپ بحیثیت نبی ہمیشہ کے لئے ہیں۔ وہ الگ مسئلہ ہے کہ آپ ﷺ کا وصال بھی ہوا' آپ قبر اطہر

www.naqshbandiaowaisiah.com

میں دفن بھی ہوئے۔ روضہ اطہر میں موجود بھی ہیں۔ اس سے آگے حیاتِ نبی کا مسئلہ آتا ہے جس میں لوگوں کو یہ مغالطہ ہوتا ہے کہ شاید یہ موت کا انکار ہے لیکن یہ ایسی بات نہیں ہے۔ نبی پر موت آتی ہے لیکن شہید کی موت کو منع کر دیا گیا کہ اسے مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں۔ کیوں اسے مردہ نہ کہو اس لئے کہ اس نے نبی کی غلامی کی، تو خود نبی کی زندگی کا مقام کیا ہوگا۔ دنیا بھر کے شہدا سے افضل، موت آئی، اس سے احکام بدل گئے، موسم بدل گیا، احکام برزخ کے ہو گئے، کھانا پینا، سونا جاگنا برزخ کا ہو گیا لیکن زندگی پہلے سے زیادہ منور اور روشن ہو گئی۔ اپنی قبر میں ہر نبی دنیاوی زندگی سے زیادہ روشن زندگی سے جی رہا ہے اور حضور اکرم ﷺ تمام انبیاء کے سردار ہیں وہ الگ مسئلہ ہے لیکن شاید اس میں تو اختلاف کی گنجائش نہیں ہے کہ بحیثیت نبی، نبوت تو آپ کی موجود ہے۔ تو جب تک آپ کی نبوت موجود ہے نہ آسمان سے پتھر برسیں گے نہ بادلوں سے آگ برسے گی نہ زمین پھٹ کر کسی کو غرق کرے گی۔ اجتماعی طور پر انسانیت غرق نہیں ہوگی حتیٰ کہ آج اگر کوئی ابرہہ بیت اللہ پر چڑھائی کر دے تو اب ابابیل نہیں آئیں گے۔ یہ بھی ایک انقلاب تھا۔ آسمانی عذاب بحیثیت مجموعی آنا بند ہو گئے تو پھر یہ جو کفر بڑھے گا............ کیوں کہ ابرہہ تو پیدا ہوتے رہیں گے، فرعون تو پیدا ہوتے رہیں گے، ابرہہ تو آئیں گے، ابابیل نہیں آئیں گے تو ان کا مقابلہ کون کرے گا فرمایا کُنتُم خَیرَ اُمَّةٍ اُخرِ جَت لِلنَّاس اب یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ جنہوں نے دامانِ محمد الرسول اللہ کو تھاما ہے، اب تم ہی ابابیل بھی ہو اور تم ہی اللہ کے فرشتے بھی ہو، تم ہی اللہ کے بندے بھی ہو، تم ہی اللہ کے سپاہی بھی ہو اور تم ہی وہ ہو جو نوع انسانی سے فساد کو اور ظلم کو مٹانے کے ذمہ دار ہو۔

ہم نے ترقی معکوس کر لی، تصوف کی ایک اصطلاح ہے ترقی معکوس۔ ہوتا یہ ہے کہ جب آدمی کا مزاج بگڑتا ہے تو اس کی سوچ بگڑ

[illegible]

جاتی ہے اور اس راستے کا سب سے بڑا بگاڑ یہ ہوتا ہے کہ وہ خود کو کچھ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ علم ظاہر میں اور تصوف میں یہ فرق ہے کہ ظاہراً آپ کتنی ہی کتابیں، تفاسیر، احادیث اور فقہ پڑھاتے جائیں تو بندہ کچھ بنتا جاتا ہے۔ وہ سمجھنے لگتا ہے کہ میں خود مسئلہ جانتا ہوں، مجھے خود ترجمہ آتا ہے یعنی میں بھی کچھ ہوں۔ راہ سلوک یہ ہے کہ جتنا آگے بڑھتے جائیں اتنا ہی اپنے کچھ نہ ہونے کا احساس بڑھتا جاتا ہے کہ میں تو ایک ذرہ ناچیز ہوں۔ یہ تو ایک بحرنا پیدا کنار ہے۔ یہاں تو بڑے بڑے شناور جو ہیں بڑی بڑی کشتیوں والے تو کیا اور بڑے بڑے جہازوں والوں سے غلطی ہوئی اور وہ ڈوب گئے۔ ایسے ایسے جہاز ڈوبے کہ جن کا ایک تختہ بھی کنارے سے نہیں لگا۔ تو سلوک میں یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنی حیثیت اپنا وجود، اپنی رائے بھولتا چلا جاتا ہے، یہی سلوک کا کمال ہے۔

جب بدنصیبی گھیرتی ہے تو آدمی کے ذہن میں ایک وہم پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے کہ میں بھی اب کچھ بن گیا ہوں، دوسرے تو مجھ جیسے نہیں ہیں۔ میں تو سمجھنے لگ گیا ہوں، دوسرے میری طرح سمجھدار نہیں ہیں۔ یہ ترقی معکوس شروع ہو جاتی ہے۔ ترقی معکوس کا مطلب ہے کہ الٹی ترقی۔ وہ سوچتا یہ ہے کہ میں کچھ بن رہا ہوں اور ہوتا یہ ہے کہ وہ ختم ہو رہا ہوتا ہے۔ عملی، دنیاوی زندگی میں بھی بحیثیت امت آقائے نامدار ﷺ ترقی معکوس حاصل کر لی۔ جس ظلم کو مٹانا تھا ہم اس کا حصہ بن گئے۔ جن اقوام کو راہ راست پر لانا تھا ہم نے انہی کی پیروی اختیار کر لی۔ یہ ترقی معکوس ہے۔ جن کے بالمقابل سینہ سپر ہونا تھا ہم ان کے سامنے سربسجود ہو گئے۔

وہ نادان گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا

اور عجیب بات یہ ہے، اب جو وقت جا رہا ہے اس میں شاید تمام دینی سیاسی اور دوسری سیاسی جماعتوں نے .... صرف ہم ایک الگ جماعت رہ گئے ہیں کہ جنہیں اب کوئی نہیں پوچھتا، کوئی نہیں بلاتا، اس لئے کہ لوگ پوچھ پوچھ کر تھک گئے اور ہم نے شرکت کرنا چھوڑ

www.naqshbandiaowaisiah.com

دی۔ کیوں چھوڑی ہے؟......... ہمارا نام بھی اخباروں میں آتا ہم پر بھی آرٹیکل لکھے جاتے۔ اب تو لوگ ہمارے خلاف لکھتے ہیں کہ یہ بلوں میں گھس گئے' یہ پتہ نہیں کہاں غائب ہو گئے' ان کا کوئی پتہ ہی نہیں چلتا۔ تو ہم بھی اے پی سیز میں جاتے' اجلاسوں میں جاتے تو ہماری بھی خبریں آتیں' ہم بھی تقریریں کرتے۔ لیکن کس بات کی تقریر کرتے؟

دینی جماعتیں اور دوسری سیاسی جماعتیں مل کر پھر اسی نظام میں گھسنا چاہتی ہیں جو کافر کا ہے۔ ساری جدوجہد کر کے پھر اسی نظام کو بحال کرنا چاہتی ہیں جس سے ہم جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ ہم اکیلے سہی' ہم کمزور سہی' ہم سے کچھ نہیں ہو گا لیکن ہم اس نظام کا حصہ نہیں بنیں گے انشاء اللہ العزیز۔ کوئی ہمیں برا کہے' کوئی ہمیں بھلا کہے' کوئی ہمیں ملامت کرتے جو جس کا جی چاہے کرے' ہمیں کسی سے کچھ نہیں لینا' ہمیں اللہ کی بارگاہ سے اور محمد الرسول اللہ ﷺ کی بارگاہ سے سرخرو ہونا ہے' ہمیں بندوں سے کچھ نہیں لینا۔

کوئی تو دنیا میں ایسا ہو جو کافرانہ نظام کو کافرانہ کہے اور اسے کافرانہ سمجھ کر اس میں داخل ہونے سے انکار کر دے۔ آج کا مسلمان اپنی ساری دینداری سمیت حج کر کے' داڑھی رکھ کر' نمازیں پڑھ کے سود کھاتا ہے' رقم سود پر دیتا ہے۔ بینک میں سود پر رکھتا ہے۔ دین کی بات کرو تو فتوے آ جاتے ہیں اور رات دن جو فحاشی چلتی رہتی ہے اسے کوئی نہیں روکتا۔ ہمارے علماء اب ٹی وی تک پہنچے ہیں جبکہ ٹی وی خود پیچھے رہ گیا ہے اور ساری فحاشی کمپیوٹر پر چلی گئی ہے اور کمپیوٹر سیٹلائیٹ کی جولانیاں ہیں ان کی بھی ایک بڑے عالم دین کے بیٹے کے پاس ایجنسی ہے پاکستان میں۔ یہ ترقی معکوس ہے کہ تقریروں میں آپ جس نظام کی مخالفت کرتے ہیں عملی زندگی میں آپ اسی کو ترویج دے رہے ہیں۔ علماء کرام منبر پر بیٹھ کر جسے غلط کہتے ہیں' باہر جا کر اسی میں شامل ہونے کے لئے ووٹ مانگتے

> **علماء کرام منبر پر بیٹھ کر جسے غلط کہتے ہیں' باہر جا کر اسی میں شامل ہونے کے لئے ووٹ مانگتے ہیں۔**

ہیں۔ اور اب تو کفر کی حکمرانی ہے ہم سب پر۔ صرف پاکستان پر ہی نہیں تمام اسلامی ریاستوں پر۔ کافر ریاستیں تو پہلے ہی کافر ہیں' تمام اسلامی ریاستوں کے پاس اسلامی نظام کے سوا سب کچھ ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ جہاں جی چاہے مسلمانوں کو قتل کیا جائے' جس کا جی چاہے مسلمانوں کی عزت لوٹ لے۔ یہ دہشت گردی نہیں ہے کیونکہ موجودہ ورلڈ آرڈر میں مسلمانوں کو مارنا' ان کی عزتیں لوٹنا' ان کا گھر جلانا دہشت گردی نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ قاتل کا ہاتھ روکنے کی کوشش کریں تو یہ دہشت گردی ہے۔

اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے.........بڑی مشہور کمپنی ہے Nike یہ کمپنی مختلف مصنوعات بناتی ہے۔ بازار میں اس کے ملبوسات بھی آتے ہیں' جوتے بھی آتے ہیں۔ یہ انہوں نے اپنی جینز کا ایک اشتہار بنایا ہے۔ ایک خاتون جینز کی نمائش کر رہی ہے اور سامنے لوگ نماز ادا کر رہے ہیں۔ یہ چیلنج ہے کہ کیا دنیا میں کوئی مسلمان ہے۔ دوسرا انہوں نے اپنے جوتے کا ایک اشتہار بنایا ہے جس میں ایک بوٹ کے تلوے کے نیچے لفظ ''اللہ'' لکھا ہوا ہے ایڑی کے نیچے۔ یہ اشتہار دیکھ لیں' صاف نظر آ رہا ہے نا۔ یہ میل (Mail) پرسوں امریکہ سے آئی ہے' ساتھی بھیجتے رہتے ہیں۔ اس پر سرخ لکھا ہوا تھا اس کی ایڑی پر سفید لکھا ہوا ہے۔ اور یہ دیکھیں جس کی ایڑی پر لکھا ہوا ہے اس کے تلوے کے اندرونی حصے پر بھی اور بیرونی حصے پر بھی لکھا ہوا ہے۔ یہ تو میں نے ایک ایک تصویر لی نا۔ ان سب کے جس طرح ایڑی پر لکھا ہوا ہے اسی طرح ان کے نیچے اور ان کے اندر بھی لکھا ہوا ہے۔

انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے صرف بنایا ہی نہیں (Mail میں لکھا ہے) کہ

Yahudi Company Started with Nike shoes in USA by Israeli immigrant

www.naqshbandiaowaisiah.com

Yahoo. The Nike started giving money to any company in the world who will stamp their name or logo on any kind of product, all muslim countries including Pakistan started place in logo on their. Products like T-Shirts, Bags, Suit Cases, Gloves, Caps, Jackets, Jeans and many more items. The name brand be comes 20 famous that so Dollars shoes is sold for 180 Dollars.

بیس ڈالر کا جوتا 180 ڈالر میں بکتا ہے۔اب ہماری کمپنیوں نے نائکی (Nike) کا نام استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ سارے مسلم ممالک کر رہے ہیں۔

Nike has put the name of Allah on wrong place also showing woven advertising Jeans on the wrong place. Indonesia, Malasia, Saudi Arab and Arab Emirates has banded Nike but still going on in Pakistan.

حکومت پاکستان سے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ سعودی عرب، عرب امارات، انڈونیشیا اور ملائیشیا کی طرح Nike (نائیکی) کی اشیاء کو بین (Ban) کیا جائے۔ حکومت پاکستان، امریکہ میں تو اسے چھپنے سے روکنے سے رہی لیکن پاکستانی کمپنیاں کیوں ان کا لوگو (Logo) استعمال کر رہی ہیں اور اپنی چیزوں پر نائیکی چھاپ کر کیوں بیچ رہی ہیں جبکہ وہ یہاں تک چلے گئے ہیں۔

تمام اسلامی ریاستوں کے پاس اسلامی نظام کے سوا سب کچھ ہے۔

یہ جتنے آپ کولڈ ڈرنکس پیتے ہیں ان میں بھی اسی طرح کے تماشے ہیں۔ جیسے پیپسی ہے اس کا اصل یہ ہے کہ :۔

Pay each penny save Israel (Pepsi)

اسی طرح کوکا کولا وغیرہ جتنے مشروبات ہیں ان سب میں سے اسرائیل کو فنڈز جاتے ہیں اس لئے کہ بنیادی نسخہ (Formula) جو ہے وہ یہودیوں کے پاس ہے اور یہ ساری کمپنیاں ان کی اجازت سے بناتی ہیں اور ان کو رائیلٹی ادا کرتی ہیں۔

کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم تازہ مالٹا خرید کر اس کا جوس پی لیں۔ خود نکال لیں۔ کیا یہ اچھا نہیں کہ اپنے ملک کا آم خرید کر اس کا ملک شیک بنا لیں۔ یعنی ہم غیر شعوری طور پر بھی اپنے سرمائے سے ان کی مدد کر رہے ہیں اور شعوری طور پر بھی۔ میرے خیال میں اس سے زیادہ رسوائی و ذلت کی بات شاید کبھی نہ ہو۔ ہم اس میں کیا کر سکتے ہیں۔ ایک بات ہم بڑے درد سے حکومت سے عرض کر سکتے ہیں کہ خدا کے لئے Nike کو بین (Ban) کیا جائے۔ دوسری بات تب کریں گے جب اس کا وقت ہوا۔

افغانستان میں جو مظالم ہوئے ہیں اس خون سے اب شعلے بھڑکیں گے، ردِعمل آئے گا اور غزوۃ الہند شروع ہوگا اور یہی برصغیر میدانِ کارزار ہوگا۔ ہم بھی ہوں گے، کفار کے لشکر بھی ہوں گے اور اللہ کی قدرت بھی ہوگی۔ پھر دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے۔ تب تک اپنی قوت کسی نعرہ بازی میں صرف کرنے کی ضرورت نہیں، کہیں شو بنانے کی ضرورت نہیں، کوئی اخبار اگر مخالفت میں لکھتا ہے تو اس پر چڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف لکھا اور بولا گیا، پتھر پھینکے گئے، تکالیف دی گئیں، اللہ کے خلاف لوگوں کی زبانیں دراز ہیں اور حق پر ہونے کی دلیل یہی ہے کہ باطل اسے بھلا برا کہتے رہتے ہیں۔

؎ جو باطل کے دل میں بھی نہ کھٹکے وہ خار کیسا

www.naqshbandiaowaisiah.com

کم از کم شیاطین تو چیختے رہیں۔ اپنی طاقت کو مجتمع رکھیں۔ دل میں اتریں، دل میں خلوص پیدا کریں اور مزید گہرائی تک اتریں۔

الحمدللہ! حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ اکیلے کے ذمے لگائی تھی خدمت۔ جتنی خدمت مجھ سے ہوئی وہ اللہ کا احسان ہے۔ میں نے جاپان سے امریکہ اور چین سے افریقہ تک سفر کر کے الحمدللہ، اللہ نے مجھے توفیق دی اور یہ خدمت لی۔ اب ہمارے پاس نصف سینکڑہ کے عقائد صحیح ہوں اور جو اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے جان دینے کی جرات رکھتے ہوں۔ ایک، دو، دس، دس ہزار، دس لاکھ۔ مجازین اب باقاعدہ ہو رہے ہیں اور الحمدللہ ان کی رپورٹیں آتی ہیں۔ میں خود ہر رپورٹ دیکھتا ہوں، پھر ناظم اعلیٰ کو بھیجتا ہوں۔ بہتر صورت حال بن رہی ہے۔ لیکن اس سفر کی کوئی آخری منزل نہیں ہے، اس کمال کی کوئی انتہا نہیں ہے، اس مجاہدے کی کوئی حد نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ محنت کو

موجودہ ورلڈ آرڈر میں مسلمانوں کو مارنا، ان کی عزتیں لوٹنا، ان کا گھر جلانا دہشت گردی نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ قاتل کا ہاتھ روکنے کی کوشش کریں تو یہ دہشت گردی ہے۔

مجازین ہیں اب ان کی باری ہے۔ محنت کریں، اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلائیں اور احباب کو مرکز سے آشنا کرائیں۔ ایک فطرت ہوتی ہے انسان کی جو ایک رات یہاں ٹھہر جاتا ہے وہ خود Own کرنے لگتا ہے، وہ آپ کا نہیں اپنا مرکز سمجھتا ہے۔ جو مرکز تک آ نہیں سکتا وہ محض ایک بندے کی ذات تک رہتا ہے۔ اور مرکز کو آپ کا مرکز کہتا ہے۔

محنت کریں۔ وقت آ رہا ہے، ایسے لوگ پیدا کریں جن کے دل میں خلوص ہو، جن بڑھائیے، خلوص سے کام کیجئے۔ اپنی طرف دھیان رکھیے، اپنے آپ کو سوچئے، اپنا محاسبہ کیجئے، دوسروں پر تنقید میں وقت ضائع نہ کریں۔

حضرت رابعہ بصریؒ اکثر بیان بھی فرمایا کرتی تھیں خواتین میں، تو ایک دن کسی خاتون نے پوچھا کہ آپ نے آج تک اپنے بیان میں شیطان کی مذمت نہیں فرمائی تو وہ فرماتی ہیں کہ کیا شیطان کو برا کہنا فرض ہے۔ تو جتنی انرجی، جتنے الفاظ اسے برا کہنے میں خرچ کروں گی وہ اللہ کی تعریف میں کیوں نہ خرچ کروں۔ اسے برا کہنے میں کچھ لفظ بھی ادا کرنے ہوں گے، وقت بھی لگے گا، انرجی بھی لگے گی، دماغ بھی لگے گا تو میں اتنی قوتیں شیطان کی برائی میں صرف کرنے کی بجائے اللہ کی بڑائی پر کیوں نہ صرف کروں۔

اپنے آپ کو ایسے قالب میں ڈھالئے کہ دوسروں کی برائیاں دیکھنے کی بجائے اپنی کمزوریاں دیکھئے اور خود اپنی اصلاح کیجئے۔ اپنی محنت کیجئے۔ کسی میں کوئی خامی نظر آئے تو بھلائی یہ ہے کہ اس کے لئے دعا کریں کہ اللہ اس کی اصلاح کر دے۔ اللہ کریم آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ وقت زیادہ نہیں ہے، محنت کی زیادہ ضرورت ہے۔

الیکشن ہوں گے، اللہ کرے ہوں، یقیناً ہمیں بھی کسی نہ کسی کو ووٹ دینا پڑیں گے۔ لیکن جب الیکشن قریب آئیں گے، لوگ میدان میں اتریں گے تو ہم دیکھ کر انشاء اللہ اجتماعی فیصلہ کریں گے۔ اس سے پہلے کسی فیصلہ کی ضرورت نہیں ہے۔ وقت آنے پر دیکھیں گے کہ کون کس حال میں ہے اور کون ان میں مناسب آدمی ہے اور کون موزوں ہے۔ تو پوری الاخوان کا فیصلہ اجتماعی حیثیت سے شوریٰ میں بیٹھ کر کریں گے انشاء اللہ۔ اس سے پہلے اگر کوئی پوچھے تو اس سے کہہ دیجئے کہ ابھی تک طے نہیں ہوا۔ جب فیصلہ ہوگا، طے ہوگا کہ ہم کس کو ووٹ دیتے ہیں کس کو نہیں دیتے تو یہ بعد کی بات ہے۔

دعا کیجئے کہ اللہ کریم ہم سب کو توفیق خیر ارزاں کرے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

پاکستانی برائے فروخت!

عطاء الحق قاسمی

میرے ایک دوست نے مجھے یہ مصدقہ اطلاع دی ہے کہ شمالی اتحاد کے ایک کمانڈر نے افغانستان میں قید پاکستانیوں کی ایک ''لاٹ'' ساٹھ لاکھ روپے میں تھوک کے نرخوں پر خریدی ہے اور اب وہ انہیں آگے پرچون میں فروخت کر رہا ہے کچھ اور کمانڈروں نے بھی اپنے ہاں پاکستانی قیدی ''اسٹاک'' کر رکھے ہیں اور پاکستان میں مقیم ان کے لواحقین کو خط لکھے جا رہے ہیں کہ ایک لاکھ سے چھ لاکھ روپے تک کی رقم ادا کر کے وہ اپنے باپ بیٹے بھائی کو ان سے خرید سکتے ہیں۔

یہ خبر سن کر ایک پاکستانی کے طور پر اب زندہ رہنے کو جی نہیں چاہتا۔ میرے لئے پاکستانی ہونا ہمیشہ سے باعث افتخار رہا ہے۔ میں نے پاکستانی رہنے کیلئے کروڑوں روپوں اور بے پناہ آسائشوں کی قربانی دی ہے نیز جان و مال، منصب کی پرواہ کئے بغیر پاکستان دشمنوں سے ٹکراتا رہا ہوں، انشاء اللہ اس ضمن میں میرے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئے گی لیکن میرے اندر جو ایک مغرور پاکستانی تھا وہ 11 ستمبر اور 13 ستمبر کے بعد قسطوں میں سسک سسک کر مر رہا ہے اور اسے کوئی بچانے والا نظر نہیں آتا۔

صرف یہی نہیں کہ بطور پاکستانی میری انا کو سخت ٹھیس پہنچی ہے بلکہ میں خود کو اپنے وطن میں غیر محفوظ تصور کرنے لگا ہوں مجھے ہر وقت یہ خدشہ رہتا ہے کہ خدا جانے کب کوئی ملک مجھ کو مانگ لے یا ویسے ہی اٹھا کر اپنے ہاں لے جائے، پہلی صورت میں ''سپردم بتو مایہ خویش را'' کہتے ہوئے مجھے پیک کر کے اور اوپر سرخ ربن باندھ کر بطور تحفہ مانگنے والوں کے سپرد کر دیا جائے گا اور دوسری صورت میں احتجاج تو کجا، میری واپسی کے لئے درخواست تک نہیں کی جائے گی۔ آبادی کا بڑھتا ہوا دباؤ شاید اسی طرح کم کرنے کا منصوبہ ہے۔

پاکستان نے امریکہ کا ساتھ ٹونی بلیئر کی طرح دیا مگر اس کے باوجود 11 ستمبر کے بعد ہزاروں پاکستانیوں کو جو امریکہ کو اپنا وطن سمجھ بیٹھے تھے، ان کے گھروں سے گرفتار کر لیا گیا۔ جیل کے چھوٹے چھوٹے کمروں میں سینکڑوں پاکستانی ٹھونس دیئے گئے۔ ایک ہی کمرہ کی بیرک میں پاکستانی مردوں کے ساتھ ایک پاکستانی خاتون کو بھی بند کر دیا گیا مگر اس روز پتہ چلا کہ ہم پاکستانی کتنے عظیم لوگ ہیں، پاکستانی مردوں نے اپنی اس بہن کی دلجوئی اور اس کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے جو کچھ کیا اس کی تفصیل سناتے ہوئے راوی کی آنکھیں مسرت سے بھیگ گئیں مگر ہمارے سفارت خانے نے کیا کیا؟ ہماری حکومت نے اپنے بے گناہ شہریوں کے ساتھ ہونے والی اس زیادتی کے خلاف نحیف سی آواز بھی نہیں اٹھائی، اپنی خدمات کا واسطہ بھی نہیں دیا اور ہم نے اپنے ان بھائی بہنوں کے لئے کچھ بھی تو نہیں کیا۔

اور اب افغانستان میں پاکستانیوں کی منڈی لگائی ہوئی ہے پرانے زمانے کی طرح یہ غلام بازار میں فروخت کے لئے پڑے ہیں ان پر ان کی قیمتوں کے ٹیگ لگے ہوئے ہیں گاہک آتے ہیں اور ان کی قیمت ادا کر کے انہیں لے جاتے ہیں سرمایہ داروں نے ارزاں نرخوں پر خریدے ہوئے پاکستانی ذخیرہ کئے ہوئے ہیں اور اب انہی مہنگے داموں پرچون میں فروخت کر رہے ہیں۔ دنیا کی کوئی حکومت ایسی نہیں ہے جو اپنے شہریوں کی واپسی کے لئے کوشش نہ کرتی ہو، مغربی حکومتیں اپنے ہیروئن فروشوں کو جنہیں ہماری عدالتوں نے سزائیں دے رکھی ہوئی ہیں جیلوں سے نکال کر لے جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ وہ ان پاکستانیوں کی حفاظت بھی اپنا فریضہ سمجھتی ہیں جو ان کے ایجنڈے کی تکمیل میں معاون ثابت ہوتے ہوں۔ ان میں سے اگر کسی کو اپنے ملک میں پناہ دینا پڑے تو وہ اسے مکھن میں سے بال کی طرح نکال کر اپنے ہاں لے جاتی ہیں اور ہماری حکومت بے بسی سے ان کا منہ تکتی رہ جاتی ہے۔ ایک مغربی صحافی اغوا ہوا ہے اور اس کی حکومت اپنے شہری کے لئے کس درجہ پریشان ہے کیا یہ صحافی رہا ہونے کے بعد پہلے سے زیادہ محب وطن نہیں ہوگا اور کیا لاوارث پاکستانیوں کو اس عذاب میں تنہا چھوڑنے کے بعد بھی ہم ان سے توقع رکھیں گے کہ قومی نغمے سن کر ان کے اندر حب الوطنی کے سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگیں گے؟

میں اپنی حکومت کی کمزوریوں سے واقف ہوں چنانچہ میں ان سے کسی طاقتور اقدام کی گزارش نہیں کروں گا، ان سے صرف اتنی درخواست ہے کہ پیشتر اس کے کہ غریب لواحقین اپنے پیاروں کی قیمت ادا نہ کر سکیں اور یوں انہیں قتل کر دیا جائے حکومت بیت المال یا زکوٰۃ فنڈ میں سے دو چار کروڑ روپے صرف کر کے بازار میں فروخت کے لئے موجود پاکستانی خرید لے اگر یہ بھی ممکن نہیں تو وہ خود یا کسی پرائیویٹ تنظیم کے ذریعے پاکستانیوں کو واپس وطن لانے کی تدبیر کرے اس ضمن میں پاکستانی قوم ایک وقت بھوکا رہ کر بھی اپنے بھائیوں کی رہائی کے لئے فنڈز مہیا کرے گی اور انہیں واپس ان کے پیارے وطن بھی لائے گی۔ کاش ان قیدیوں میں اسٹیبلشمنٹ کے بھی کچھ بیٹے، بھتیجے ہوتے تاکہ مجھے اس طرح کی گزارشات کی ضرورت نہ پڑتی۔

(بشکریہ جنگ)

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

کچھ علاج اس کا بھی......

آسیہ اعوان ..... دارالعرفان ، چکوال

کبھی کبھی بہت حسرت سی ہوتی ہے کہ کوئی ایسی بات کی جائے جو منفی نہ ہو، زہر خندہ نہ ہو، خوابِ شرمندہ نہ ہو۔ لیکن انسان کی ساری خواہشات کب پوری ہوتی ہیں۔ ایک چبھن ابھی وہیں ہوتی ہے کہ ایک اور کانٹا سا چبھ جاتا ہے دل کی گھٹن ابھی دور نہیں ہوتی کہ ہوا اور بوجھل ہو جاتی ہے۔

کیا دنیا کے سب لوگوں کا یہی حال ہے؟ کچھ ممالک، کچھ اقوام ایسی بھی ہیں جو اپنی ساری فکریں مقتدر لوگوں کے کاندھوں پہ ڈال کر فقط اپنی جانوں کا بار اٹھائے ہوئے ہیں۔

شائد ایسے بھی لوگ ہوتے ہوں کہیں!!!

اب یہ ہمارا ناشکرا پن کہہ لیں ورنہ ہمارے حکمران تو بہت کوشش کر رہے ہیں آج کل ہمیں Entertain کرنے کی۔ جب بھی T.V. کھولو رنگ و روپ کا سیلاب سا آ جاتا ہے۔ کہ انسان ایک لمحے کو چونک کر رہ جاتا ہے کہ یہ Indian Channel ہے یا P.T.V. ہے۔

پالیسی میکرز تو ہمیں ہر فکر سے آزاد رکھنا چاہتے ہیں اور ایسے حالات میں بھی کہ جب اسرائیل فلسطینیوں کو ہر دن دس، بارہ، پندرہ کے حساب سے ٹھکانے لگا رہا ہے اور کوئی بھی ظلم آئندہ کے لئے نہیں اٹھا رکھ رہا..........

اور جب کشمیر ظلم کی چکی میں پہلے سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ پس رہا ہے، بھارتی فوج آگ اور خون کی ہولی کھیل رہی ہے..........

اور جب خود بھارت میں مسلمانوں کو صرف اس جرم میں تہہ تیغ کیا جا رہا ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور یہ جرم اس قدر سنگین ہے کہ انہیں زندہ جلا دیا جاتا ہے..........

اور جب افغانستان ابھی بموں کی زد میں ہے۔ اور اس دور جدید کے یہ آہنی پرندے گدھوں کی طرح دشت و بیاباں پہ منڈلا رہے ہیں اور چن چن کر افغانوں کے پرخچے اڑا رہے ہیں اور بچ جانے والے سسک سسک کر مر رہے ہیں..........

تب بھی ایسے حالات میں جب دنیا ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسلمانوں کے لئے مقتل بنی ہوئی ہے یہ ایسے میں ہمارے لئے فرحت کے لمحوں کا اہتمام کر رہے ہیں۔ ہر پروگرام دوسرے سے بڑھ کر ہے۔

ڈراموں میں عشق و مستی کا درس ہے تو گانے کے ساتھ ناچ کا بندوبست بھی موجود ہے۔ آخر لوگوں کو اپنا غم غلط کرنے کے لئے اور دنیا کے بکھیڑیوں سے نجات کے لئے چند لمحے فرصت کے بھی تو ملنے چاہئے۔

لیکن ہم کیا کریں کہ ہماری اٹھان ان اطوار پر نہیں ہوئی۔ ہم فرصت کو فرصتِ گناہ میں بدلتے نہیں دیکھ سکتے۔ ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ ناچ گانا نفس کی غذا تو ہو سکتا ہے روح کی ہرگز نہیں۔

یہ جو موسیقی کو روح کی غذا کہتے ہیں یہ اگر روح کو اور اس کی غذا کو جانتے ہوتے تو ایسا ہرگز نہ کہتے۔ ان کے جسم ان کی روحوں کی قبریں ہیں۔ یہ تو خود کو ستارے، اپنی بدنامی کو شہرت اور رسوائی کو "اللہ نے ہمیں بڑی عزت دی ہے جی!" کہتے ہیں۔

ہمیں تو سکھایا گیا تھا کہ غلط دیکھنا آنکھ کا زنا ہے، غلط سننا کان کا اور یہ برائی کی جڑیں ہیں۔ انسان پہلے دیکھتا اور سنتا ہے اور پھر برائی کرتا ہے۔ اس لئے اسلام برائی کی جڑ پر وار کرتا ہے۔

لیکن ہم کیا کریں جب ہمارا میڈیا یہی سب کچھ پیش کر رہا ہے کہیں بے حیائی کو جدیدیت کے روپ میں دکھایا جاتا ہے اور کبھی مزاح کی صورت میں۔

اور یہ مذاق ہی تو ہے ہمارے ساتھ، اس قوم کے ساتھ جو مسلمان ہے اور اسلام کے تشخص سمیت زندہ رہنا چاہتی ہے۔ جس کی تہذیب، روایات اور شائستگی کا مظہر تھی، جس کا

www.naqshbandiaowaisiah.com

اپنا ایک شاندار ماضی ہے جس کو اس ہندوانہ ثقافت سے کچھ سروکار نہیں۔

اور جس کو آج بیدار ہونے کی بہت ضرورت ہے کہ جو ہر طرف سے خطرات سے دوچار ہے۔ جس کے بیٹے سرحدوں پر دشمن کا راستہ روکے ہوئے ہیں جس کی بیٹیاں اپنی ردائیں پھیلائے اپنے بھائیوں کی، اپنے وطن کی خیر مانگ رہی ہیں۔

کہاں گئے وہ ملی نغمے اور وہ ترانے کیا ہوئے؟ جو دلوں کو گرما دیا کرتے تھے۔ ولولوں کو نئی جان دیتے تھے۔ پوری قوم کو صف بستہ کر دیتے اور ملک میں اتحاد اور تنظیم کی فضا قائم کر دیتے تھے۔

لیکن یہ کیا کہ اتنے نازک موڑ پہ ہم کبھی Valentine day اور کبھی بسنت منا رہے ہیں۔ بلکہ اس دفعہ تو Valentine day کو باقاعدہ عید کی طرح خصوصی Transmition کا اہتمام کر کے منایا گیا۔ اور احساس کمتری کے مارے مغرب زدوں کی بے ہودگیاں سرِ عام دکھائی گئیں۔

عام عوام نے پہلی مرتبہ جانا کہ ارباب دھن اور فن پہ مغرب کا طرزِ زندگی کس قدر حاوی ہو چکا ہے کہ اب تو ان کے تہواروں کو اپنا جان کر منایا جانے لگا ہے اور انہیں دیکھو تو انہوں نے سات سمندر پار سے آ کر افغانستان کو صرف اس لئے تاراج کر دیا کہ ان ملاؤں سے ان کے طرزِ زندگی کو خطرہ تھا۔ ان کی تہذیب خطرے میں پڑ گئی تھی اور کسی حد تک یہ سچ بھی ہے انہیں لگا ہوگا کہ ذلت و رسوائی اور گناہ سے تھکی ہوئی یہ مخلوق کہیں عزت و وقار اور نفاست و پاکیزگی کے ماحول میں پناہ نہ لے لے اور ہمارا کردار یہ ہے کہ ہم خالقِ کائنات اور محبوب خدا ﷺ کے عطا کئے ہوئے طرزِ حیات کو چھوڑ کر کہ جس سے دنیائے کفر کو خطرہ پڑ گیا ہم کافروں جیسا ہو جانا باعثِ فخر سمجھ کر علی الاعلان عیسائیوں کے تہوار منا رہے ہیں۔ اس کی بنیاد جس واقعہ پر ہے اور اس کو جب مقصد کے لئے منایا جاتا ہے اور جس طرح منایا جاتا ہے کیا ہمارا مذہب، معاشرہ، ہمارا ماضی اور ہماری تہذیب اس کی اجازت دیتے ہیں؟؟؟

ویلنٹائن ڈے کا شور تھمنے نہ پایا تو بسنت آ گئی۔ کنجروں کے تو وارے ہی نیارے ہو گئے شرفاء بھی اپنی بہو بیٹیوں کو لے کھچتوں پر چڑھ گئے۔

بسنت جو ہے ہی ہندوؤں کا تہوار۔ اور جس کی بنیاد یہ واقعہ ہے کہ ایک مردود ہندو نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور یہ اٹھارویں صدی کے اوائل کی بات ہے 1814ء میں غالباً یہ واقعہ ہوا اور لاہور ہائی کورٹ نے اسے پھانسی لگانے کا حکم دے دیا۔ اور اسے پھانسی ہوئی لیکن ہندوؤں نے اس کا سوگ منانے کی بجائے اسے اپنا ہیرو تصور کیا اور اس کے مرنے کے دن کو جشن کا دن قرار دیا۔ پتنگ بازی، گانا بجانا، کھانا پینا اور میلے ٹھیلے سب کا اہتمام کیا گیا۔ اور یوں بسنت کا آغاز ہوا۔ اور آج بھی دیکھ لیجئے کہ پیلا رنگ جو ہندوؤں کا مذہبی اعتبار سے مقدس رنگ ہے اس کے پہناوے پہنے جاتے ہیں۔

اب آپ خود ہی تجزیہ فرما کر اپنا مقام بھی تجویز کر لیں کہ جب آپ ان سے بڑھ چڑھ کر بسنت منا رہے ہیں تو آپ کہاں کھڑے ہیں؟ اور اس سال تو ہمیں زیب ہی نہ دیتا تھا بسنت منانا کہ جب کشمیر مسلمانوں کے لئے مذبحہ خانہ بنا ہوا ہے اور بھارت مقتل اور دشمن کی فوج ہماری سرحدوں پہ جمع ہے اور ہم انکے مذہبی تہوار کو اسی قدر جوش و جذبے سے منا رہے ہیں۔

پیلے لباس، گانا بجانا، یہ ہاؤ ہو، یہ اخلاق باختہ حرکتیں، آخر ہم اپنی آئندہ نسل کو کیا بنانا چاہتے ہیں؟

کہتے ہیں ایک قوم کا اعلیٰ ترین ہیرو دوسری قوم کا بدترین دشمن ہوتا ہے اور یہ بات درست بھی ہے مثلاً آپ ایک لمحے کو تصور کریں کیا آپ گاندھی کو اپنا سکتے ہیں یا ہندو قائداعظم محمد علی جناح کو پسند کر سکتے ہیں۔ نہیں ناں! بالکل اسی طرح ہر قوم کے تہوار بھی اپنے اپنے ہوتے ہیں۔ جو ان کی ترجیحات کے مطابق ہوتے ہیں۔ کبھی مذہبی نقطہ نگاہ سے، کبھی ماضی کے حوالے سے اور جو قوم جیسی ہوتی ہے وہ اسی انداز میں اپنے مزاج کے مطابق اپنے تہوار مناتی ہے۔ قومی تہوار قوم کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

اب جس قوم کا تہوار ہے اس کا منانا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن کسی دوسری قوم کے لئے (Same) وہی ترجیحات اپنانا اپنے ہاتھوں خود موت کے گھاٹ اترنا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

بسنت کے بعد پھر عید آئی اور پھر جشن بہاراں۔ اب عیدِ قرباں ہمارا مذہبی تہوار ہے۔ اس کے پیچھے ایک پورا فلسفہ ہے۔ اس کی ایک تاریخ ہے اور یہ ہمارے عقیدے اور مذہب کا حصہ ہے اس لحاظ سے اس کا اپنا ایک تقدس ہے، وقار ہے۔

اسی طرح جشنِ بہاراں اچھی بات ہے۔ قوم کے لئے تفریح کا بھی ساماں ہونا چاہئے۔ لیکن صحت مند تفریح۔ پھولوں اور کھانوں کے مقابلے ہوتے ہیں۔ نیز کھیلوں کے مقابلے ہوتے ہیں۔ لیکن ان پر زیادہ زور نہیں ہوتا۔ بلکہ عید تک کو ہم خود غیروں کی جھولی میں ڈال آتے ہیں۔

کیونکہ جب ہم اپنے تہواروں کو ان کے انداز میں منائیں گے تو اس سے ہماری ترجیحات پر سب سے پہلے زد پڑے گی۔ خود ہی اندازہ کیجئے کہ بسنت منانے اور عید منانے میں فرق ہی کتنا رہ گیا ہے صرف چند پتنگوں کا شائد۔

مانا یہ سب کچھ فقط اسی برس سے تو نہیں ہو رہا۔ اور اب تو لوگ عادی ہوتے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے! کہ اس ملک کی 70 فیصد آبادی دیہاتوں پر رہتی ہے اور یہ وبا ابھی صرف بڑے شہروں میں عام ہے۔

جو لوگ چھوٹے شہروں میں یا دیہاتوں میں رہتے ہیں ان کی غیرت کا جنازہ ابھی اس قدر نہیں اٹھا۔ انہیں کے دم سے ابھی ہمارے قومی اور مذہبی تشخص کا بھرم قائم ہے۔

لیکن جو بات بہت زیادہ پریشان کن ہے وہ یہ کہ اس بیماری کو جو ڈھکی چھپی تھی تو کم تھی اور اب جب حکومتی سرپرستی میں آ گئی ہے تو کہتے ہیں ''جو شاہ کا دین وہ سب کا دین''

پہلی مرتبہ پاکستان ٹی وی نے اس قدر علی الاعلان ان تمام خرافات کو مکمل Coverage (کوریج) دی ہے۔ میوزک نائٹ، عید شو، بسنت میلہ اور جانے کیا کچھ۔ کہ دیکھنے والے انگشت بدنداں رہ گئے۔

ہم جیسے لوگ جن کی جڑیں ابھی دیہاتوں میں گڑی ہیں، شجاعت، حب الوطنی، غیرتِ دینی اور حمیتِ قومی جن کی گھٹی میں پڑ چکی ہے جو ابھی اپنے اس اثاثے پر فخر کرتے ہیں، شرمندہ نہیں ہوتے۔

اور ساتھ ہی ساتھ ہمیں بڑے شہروں سے بھی وابستہ رہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک ایسی کوئی حکومت نہیں آئی جو زندگی کی بنیادی سہولتیں ہی کم از کم دیہاتوں تک پہنچا سکے۔ بجلی، فون، پانی اور سڑکیں تو دور کی بات، تعلیم، علاج اور روزگار تک کے لئے بھی شہروں کا رخ کئے بنا کوئی چارہ نہیں ہے۔

اور بڑے شہروں میں یہ سب دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے کہ ہماری اٹھان اس طرز پر نہیں ہوئی۔

ہمیں ابھی اپنی مٹی سے پیار ہے۔ اپنے علیحدہ تشخص کا مان ہے۔ ہمیں آج کے اس دور میں بھی عزت، غیرت، وقار اور شرم و لحاظ جیسی متروکہ صفات سے آشنائی ہے اور جب اس قوم کی نیم عریاں بیٹیاں سٹیج پر ناچتی ہیں اور طبقہ امراء محظوظ ہوتا ہے اور پھر اس کو جب قومی چینل سے ٹی وی پر نشر کیا جاتا ہے تو ہمیں اپنی ذات پر زد لگتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور پھر جب یہ یاد آتا ہے کہ وہاں گاؤں میں فلاں فلاں بھی اس وقت یہ سب کچھ دیکھ رہا ہے تو ان کے ناپختہ ذہنوں اور کچی عمروں کا خیال کر کے دل کانپ جاتا ہے۔

آخر یہ سب کس کی پالیسی کے تحت کیا جا رہا ہے؟ P.T.V. (پاکستان ٹیلی ویژن) جسے اپنے واحد فیملی چینل ہونے کا مان ہی بڑا تھا اور جو کہ جائز بھی تھا آخر اک دم اپنا وطیرہ بدل کر کیا ثابت کرنا چاہتا ہے؟

اگر بھارتی چینلز پہ یہ سب کچھ ہوتا ہے تو ایک تو وہ ہر ایک کی پہنچ میں نہیں ہیں دوسرے یہ سب کچھ ان کے مذہب کا حصہ ہے یہ عریانی یہ راگ رنگ ہی تو ان کی عبادت ہیں یہی ان کی تہذیب ہے۔ لیکن ہم وہ نہیں ہیں۔ ہم دو علیحدہ قومیں ہیں۔ خدارا ہمیں علیحدہ رہنے دیا جائے۔

آپ برائی کو روک نہیں سکتے تو اسے پھیلاؤ تو مت۔ ٹی وی سے بڑھ کر کوئی ذریعہ ایسا نہیں ہے جو ہر ایک کی پہنچ میں ہو۔ تعلیم اور تربیت پہلے ہی ناپید ہے۔ نہ ہمارا نظام تعلیم ذہن کو چھوتا ہے اور نہ تربیت دل کو۔

اس پہ مستزاد یہ کہ خرافات کو عام کر دیا جائے۔ یہ اپنے پاؤں پہ آپ کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

الیکشن 2002ء

الاخوان کے ورکر اجتماعی فیصلے کا انتظار کریں

الیکشن میں ووٹ دینے یا نہ دینے کا فیصلہ تنظیم الاخوان کی مجلس شوریٰ کرے گی اور وقت آنے پر ساتھیوں کو اس سے مطلع کر دیا جائے گا۔ اس لئے کوئی ساتھی کسی سے ووٹ دینے کی حامی نہ بھرے۔

امیر محمد اکرم اعوان

ضرورت رشتہ

سلسلہ عالیہ کے ساتھی کی سالی مطلقہ عمر تقریباً 32 سال تعلیم ایف۔اے کے لئے سلسلہ عالیہ کے ساتھی کنوارے / رنڈے/ وہ حضرات جو پہلی بیوی سے اولاد نہ ہونے کی وجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتے ہوں رابطہ کریں۔

برائے رابطہ :-

محمد امین عرف بلاّ

دارالعرفان (منارہ) چکوال

فون نمبر 0573-562200

درخواست برائے دعائے مغفرت

محمد اصغر کلرسیدان (راولپنڈی) کے والد صاحب قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

مولانا محمود الحسن، سیالکوٹ والے قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

سلسلہ عالیہ کے ساتھی عادل مجید (سپیشل کلاس) فیصل آباد قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

عبدالرحمٰن جامی صاحب کی بڑی ہمشیرہ اور ماموں سسر باؤ محمد مسعود صاحب وفات پا گئے ہیں۔

حاجی محمد عارف ''گوڑھا'' کے بھائی الحاج عاشق حسین سسر ڈاکٹر محمد اسلم اور والدہ صاحبہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔

سلسلہ کے ساتھی احمد نواز (گوجرہ) کی والدہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔

ساتھیوں سے ان سب کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کی جاتی ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

صفارۂ نظام تعلیم

پس منظر

1- کسی قوم کے نظام حیات میں نظام تعلیم کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔قوموں کی ترقی روشن ضمیر' باصلاحیت' باکردار اور آفاقی نظریات کے حامل افراد کی محنت اور کوشش کی مرہون منت ہوتی ہے اور ایسے افراد تیار کرنے میں نظام تعلیم بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔مسلمانوں کے دور عروج کی تاریخ شاہد ہے کہ اسلامی کلیات و جامعات انتہائی متوازن جامع اور بامقصد نصاب تعلیم کے مراکز تھے اور ان سے فارغ التحصیل افراد زندگی کے تمام شعبوں میں اعلیٰ کارکردگی کی صلاحیت رکھتے تھے جب مسلمانوں پر زوال آیا تو نظام تعلیم یکسر بدل کر مختلف حصوں میں بانٹ دیا گیا۔دینی اور دنیوی تعلیم کے درمیان ایک خلیج حائل کر دی گئی۔ان ہر دو علوم کے طلباء نظریاتی تفاوت کا شکار ہو گئے جو بالآخر اشاعت و ترویج دین کی راہ میں رکاوٹ بن گئی۔

2- برصغیر پاک و ہند میں جب انگریز قابض ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں کا نظام تعلیم انتہائی منظم اور ان کا تعلیمی تناسب دوسری قوموں کی نسبت بہت زیادہ پایا۔مسلمانوں کی اس صلاحیت کو ختم کرنے کے لئے لارڈ میکالے نے نیا نظام تعلیم دیا اور اسلامی کلیات و جامعات کو ختم کر کے ان کی زمین و جائیداد انگریز کے حواری اور کاسہ لیس خاندانوں میں تقسیم کر دی۔ نئے نظام تعلیم میں چونکہ دین کا حصہ نہ تھا اس لئے بعد میں دینی تعلیم کے لئے جو بھی عمومی کوشش ہوئی اس میں دنیاوی تعلیم کے جدید علوم اور سائنس و ٹیکنالوجی کو یکسر نظر انداز رکھا گیا۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج بھی ہزاروں کی تعداد میں طلباء ہر سال دینی مدارس سے فارغ ہوتے ہیں لیکن عام زندگی میں ان کا وجود کہیں نظر نہیں آتا۔چونکہ ان اداروں میں جدید سائنسی علوم کی تعلیم تو ہوتی نہیں اس لئے فارغ التحصیل افراد عام زندگی میں اپنا کردار ادا کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔اس کے برعکس جدید سیکولر تعلیمی مراکز سے فارغ التحصیل اکثر افراد کا دین سے تعلق صرف واجبی ہوتا ہے' اور وہ معاشرے میں اپنے عمل اور کردار سے کوئی مثبت تبدیلی نہیں لا سکتے۔نتیجہ یہ ہے کہ معاشرے میں گمراہی' بددیانتی' لوٹ مار اور ظلم و ستم میں ہر روز نیا اضافہ ہو رہا ہے اور بہتری کی صورت نظر نہیں آتی۔

3- سرکاری نظام تعلیم میں مقصدیت کا فقدان کمزور نصاب اور اساتذہ کی طلباء سے لاتعلقی وہ چند عناصر ہیں جو پبلک سکولوں کے معرض وجود میں آنے کا سبب بنے ان پبلک سکولوں نے انگلش میڈیم کو بطور ہتھیار استعمال کیا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

فیسوں کی گرانی سے تعلیم میں تجارت کا عنصر غالب آ گیا جس سے تعلیم درمیانہ اور غریب طبقہ کی بساط سے باہر ہوگئی۔ علاوہ ازیں دولت کمانے کی دوڑ نے نظام تعلیم میں منفی رجحانات کو جنم دیا اور معیار تعلیم مطلوبہ سطح پر نہ رکھا جا سکا۔

صقارہ نظام تعلیم کا آغاز

4- مذکورہ بالا حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے موجودہ شیخ المکرّم حضرت امیر محمد اکرم اعوان نے 1987ء میں صقارہ نظام تعلیم کا تصور دیا جو دراصل مذہبی تعلیم اور جدید علوم کا ایک حسین امتزاج ہے۔ اس نظام کا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ ان اداروں سے فارغ ہونے والے گریجویٹ اسلامی اور جدید سائنسی علوم سے آراستہ دیانت دار اور اعلیٰ صلاحیت کے حامل انسان ہوں جو زندگی کے جس شعبے میں بھی کام کریں۔ اپنے اسلامی کردار، محنت اور تکنیکی مہارت کے باعث ممتاز نظر آئیں۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے ہوں تاکہ روزمرہ پیش آنے والے مسائل پر آسانی سے نہ صرف خود قرآن اور سنت کے مطابق عمل کر سکیں بلکہ دوسروں کی رہنمائی بھی کر سکیں۔ وہ ملک کے بہترین شہری، دین کے مخلص خادم اور معاشرے کے بہترین فرد ہوں۔ وہ ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر، بیورو کریٹ اور سیاستدان ہونے کے ساتھ ساتھ قلب سلیم کے حامل ہوں تاکہ زمانے کی کڑی آزمائشوں کے مقابلے میں استقامت اور ثابت قدمی دکھا سکیں۔

5- کسی بچے کو اعلیٰ تعلیم کے حصول سے اس لئے محروم کر دینا کہ وہ ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوا ہے سراسر ناانصافی ہے۔ اس کا بھی اعلیٰ تعلیم پر اتنا ہی حق ہے جتنا کہ کسی امیر بچے کا۔ لیکن موجودہ دور میں معیاری تعلیم غریب طبقہ کی دسترس سے باہر ہے۔ اس تفاوت کو دور کرنے اور اعلیٰ دینی اور دنیاوی تعلیم کا تحفہ ہر ایک کو پہنچانے کے لئے صقارہ نظام تعلیم میں فیسوں کی شرح مناسب رکھی گئی ہے۔ اس نظام کی دیگر چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

ا۔ دینی اور دنیوی تعلیم کا حسین امتزاج

ب۔ کردار سازی پر خصوصی توجہ

ج۔ تعلیم کے میدان میں مشنری جذبہ

د۔ غیر طبقاتی نظام کی ترویج

ر۔ پاکیزہ ماحول

6- اوپر دیئے گئے مقاصد کے حصول کے لئے پریپ کلاس سے لے کر دسویں تک دینی تعلیم کا ایک اضافہ شدہ نصاب مقرر کیا گیا ہے جو لازمی ہے۔ اس میں قرآن و حدیث۔ مطالعہ اسلام اور عربی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

علاوہ ازیں طلباء کی کردار سازی پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اسلامی اقدار اور عبادات کی نہ صرف تلقین کی جاتی ہے بلکہ طلباء کو ان کی عملی تربیت بھی دی جاتی ہے اور اس کی پراگرس طلبا کی رپورٹ میں درج کی جاتی ہے۔ اس تعلیم کا بہترین عملی نمونہ صقارہ اکیڈمی دارالعرفان منارہ کے طلباء ہیں جو دن رات علمی اور عملی تربیت سے گزارے جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس ادارے کا نتیجہ گزشتہ پندرہ سالوں میں ہر سال 100 فیصد رہا ہے اور اسے بہترین ادارے کا انعام دیا گیا ہے۔ صقارہ نظام کے ابتدائی سالوں میں کامیاب ہونے والے طلباء تعلیم مکمل کر کے عملی زندگی کا آغاز کر چکے ہیں اور مختلف شعبوں میں کامیابی سے مصروف عمل ہیں۔

موجودہ ادارے

7- صقارہ نظام تعلیم کے تحت اس وقت لاہور میں طالبات کے لئے ایک کالج اور ایک ہائی سکول اور طلباء کے لئے ایک ہائی سکول ہے۔ منارہ میں صقارہ اکیڈمی جس کا ذکر ہو چکا ہے آٹھویں سے دسویں تک تعلیم دے رہی ہے اس کے علاوہ وہاں ایک طالبات کا ہائی سکول بھی ہے۔ بفضل باری تعالیٰ یہ سارے تعلیمی ادارے نہایت عمدہ کارکردگی دکھا رہے ہیں۔ الحمد للہ تمام سکولوں کا نتیجہ ہر سال سو فیصد رہا صقارہ اکیڈمی تعلیمی بورڈ میں چوٹی کی پوزیشنیں بھی 9 سال تک حاصل کرتی رہی ہے۔ بورڈ نتائج کا تفصیلی معیار قارئین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ادارہ	قیام کا عرصہ	کل تعداد	کامیاب	فیل	A+ گریڈ	A گریڈ	B گریڈ	C گریڈ	D گریڈ
1-	صقارہ گرلز ہائی سکول لاہور	1998تا2001	48	48	---	2	28	18		
2-	صقارہ بوائز ہائی سکول لاہور	2000تا2001	20	20	---	2	6	7	5	
3-	صقارہ اکیڈمی منارہ	1988تا2001	377	376	1	39	119	144	69	5
		میزان	445	444	1	43	153	169	74	5
		شرح فیصد		99.8	.2	9.7	34.5	38	16.7	1.1

نئے اداروں کا قیام۔ دعوت عام

8- صقارہ تعلیمی اداروں کی ساکھ اور کارکردگی اظہر من الشمس ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس خوبصورت نظام تعلیم کے فیوض و برکات کو پورے ملک میں پھیلایا جائے یہ ادارے جہاں بہترین نتائج دے رہے ہیں وہاں معاشی اور تجارتی بنیادوں پر بھی کامیاب ہیں۔ لیکن ان کا اصل جوہر دینی اور دنیاوی تعلیم و تعمیر سیرت کا وہ نصاب ہے جو طلباء اور طالبات کو ہمہ جہت جدوجہد کے قابل بناتا ہے تاکہ وہ جدید علوم میں اعلیٰ صلاحیت دکھانے کے علاوہ اسلامی شعار و اقدار کو بطور خاص فروغ دے سکیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

9- لہٰذا وہ افراد اور ادارے جو تعلیمی اداروں کے ذریعے دینی اور دنیاوی کامیابی کے متلاشی ہوں۔ انہیں صقارہ نظام تعلیم کے تحت ادارے کھولنے کی دعوت عام ہے۔ جس کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کا پورا کرنا لازمی ہے۔

ا۔ تعلیمی اداروں کی عمارات معیاری اور پختہ ہوں اور ان کے ساتھ کھیل کے میدان ہوں۔ عمارت کی پختگی کا اعلیٰ معیار منظوری کے لئے محکمہ تعلیم کی بھی بنیادی شرط ہے۔

ب۔ کلاسوں کی سطح کے مطابق لیبارٹریز کا انتظام ہو۔

ج۔ لائبریری کا قیام جس میں مناسب تعداد میں نصابی کتب بھی ہوں۔

د۔ تمام پیش کردہ مضامین کے لئے کوالیفائیڈ اساتذہ موجود ہوں۔

ر۔ محکمہ تعلیم کے متعلقہ تعلیمی دفاتر سے رجسٹریشن کی گئی ہو اور متعلقہ تعلیمی بورڈ سے منسلک ہونے کی منظوری بھی لی گئی ہو۔

ص۔ طلبا، اکاؤنٹس، ملازمین اور امتحانات وغیرہ کا مکمل ریکارڈ رکھا جانا ضروری ہے۔

ض۔ ادارے انجمن دارالعرفان منارہ ضلع چکوال کے زیر نگرانی ہوں گے اور اس کی پالیسیوں کی پابندی کریں گے۔

10- **صقارہ انتظامیہ کی طرف سے تعاون:**۔ صقارہ کا نام، ساکھ اور نصاب استعمال کرنے کی اجازت کے علاوہ مندرجہ ذیل معاملات میں مدد کی جائے گی۔

ا۔ ابتدائی مشورہ اور دائم نگرانی۔

ب۔ ادارے کو رجسٹر کرانے اور بورڈ سے الحاق میں مدد دینا۔

ج۔ اپنا پریس لگنے پر کتابوں کا مہیا کرنا۔ کتابیں ابھی بھی چھپوا کر حسب ضرورت اداروں کو مہیا کی جاسکتی ہیں۔

د۔ باقاعدہ وقفے کے بعد اداروں کا معائنہ کرنا تاکہ قوانین کی پابندی، معیار تعلیم اور عملی تربیت کا جائزہ لیا جاسکے۔ اور لگاتار بہتری ہوتی رہے۔

ر۔ جب اپنا امتحانی بورڈ بن جائیگا تو بورڈ کے امتحانات سے مستثنیٰ کلاسوں کے امتحانات کا مرکزی طور پر انعقاد۔

س۔ اساتذہ کے لئے تربیتی کورس کا اہتمام کرنا۔

11- تعاون کی شرائط:۔

ا۔ ادارہ ہر ماہ جمع ہونے والی فیس کا دس فیصد صقارہ انتظامیہ کو ادا کرے گا۔ اس رقم میں امتحانی بورڈ بننے کے بعد اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ب۔ اس ضمن میں ہر ادارے کے مالک سے تحریری معاہدہ کیا جائے گا۔ جو ادارے کے مالک اور صدر انتظامی کونسل صقارہ نظام تعلیم کے درمیان ہوگا۔

د۔ وہ ادارے جو پہلے سے ہی کام کر رہے ہیں وہ بھی معاہدے کے بعد صقارہ نظام کے سائبان کے نیچے آ سکتے ہیں۔ ان کے لئے پہلے سال فیس کی ادائیگی میں دو فیصد کی رعایت ہوگی۔

ر۔ صقارہ نظام تعلیم میں کسی ادارے کے داخلے کے لئے مندرجہ ذیل دستاویزات کا بھیجنا لازمی ہے۔

(1) کلاسوں، سیکشنوں اور طلبا کی تعداد

(2) پڑھائے جانے والے مضامین کی تفصیل

(3) عمارات کا تصدیق شدہ نقشہ معہ کھیل کے میدان

(4) اساتذہ کی تفصیل معہ تعلیمی قابلیت و تنخواہ کا سکیل وغیرہ

(5) فیس کا شیڈول

(6) اگر ادارہ کرایہ کی عمارت میں ہے تو تصدیق شدہ کرایہ نامہ۔

(7) لیبارٹری میں موجود سامان کی فہرست۔

(8) لائبریری میں موجود کتب کی مضامین و موضوعات کے مطابق تعداد۔

ص۔ درخواست کے ساتھ مندرجہ ذیل شرح سے سیکورٹی صقارہ نظام تعلیم کی انتظامی کونسل کو ادا کی جائے گی یہ رقم بنک ڈرافٹ کی صورت میں بنام پریذیڈنٹ ایڈمنسٹریٹو کونسل صقارہ ایجوکیشن سسٹم بھیجی جائے گی۔

(1)	جونیئر سکول	5,000/-
(2)	مڈل سکول	10,000/-
(3)	ہائی سکول	15,000/-
(4)	کالج	20,000/-

12- خط و کتابت :۔ مزید معلومات کے لئے خواہشمند افراد اور ادارے بریگیڈیئر (ر) امتیاز احمد خان، پریذیڈنٹ ایڈمنسٹریٹو کونسل صقارہ نظام تعلیم۔ اویسیہ سوسائٹی۔ کالج روڈ۔ ٹاؤن شپ۔ لاہور کے پتہ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ ٹیلی فون پر رابطہ کے لئے مندرجہ ذیل نمبروں پر استفسار کریں۔

ا۔ دفتر 042-5182228

ب۔ رہائش 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

منزل ہے کہاں تیری اے لالۂ صحرائی

ہماری قابل احترام وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال صاحبہ کا نام لے کر دو دفعہ امریکی صدر نے اس کی تعریف کی۔ بھئی ایسا کون سا کارنامہ ہماری وفاقی وزیر تعلیم نے انجام دیا ہے؟ اگر آپ دیکھیں تو وزارت تعلیم نے جو تھوڑا سا نصاب اسلام کے متعلق سکولوں میں رائج تھا وہ ختم کر دیا اور اب جو نیا پرائمری کا نصاب وضع ہوا ہے اس میں سے نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی یکسر مٹا دیا گیا ہے کہ کوئی محمد رسول اللہ کہنے نہ پائے۔ یہ ہمارے اسلامی ملک کی لائق صد احترام وزیر تعلیم کا کارنامہ ہے جس پر امریکہ کے صدر نے ان کا نام لے کر انہیں مبارک دی ہے اور وہ اگلے دنوں بڑا شکریہ ادا کر رہی تھیں ٹیلی ویژن پر کہ میری حقیر سی کوششوں کو صدر بش نے سراہا تو یہ اس کی عظمت ہے یعنی بش بڑا عظیم انسان ہے.......... اپنے آپ کو دیکھو یار! اپنے آپ کو تلاش کرو کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان، منارہ 01-03-2002

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ والہ واصحابہ اجمعین

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ o قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ o وَکَمْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا فَجَآءَھَا بَاْسُنَا بَیَاتًا اَوْ ھُمْ قَآئِلُوْنَ o فَمَا کَانَ دَعْوٰھُمْ اِذْ جَآءَھُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ o

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُوْا

سورہ اعراف کی دوسری آیہ کریمہ ہے۔ آٹھویں پارے میں بالکل ایک سیدھا اور سادہ اصول ارشاد ہوا۔ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لئے نازل ہوا ہے اس کا اتباع کرو اس کی پیروی کرو وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ اور اللہ کی کتاب کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی پیروی اسے اپنا مددگار سمجھ کر نہ کرو۔ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ لیکن اے لوگو تم ایسے بدنصیب ہو کہ بہت کم نصیحت کو قبول کرتے ہو لیکن ایک بات یاد رکھو وَکَمْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا فَجَآءَھَا بَاْسُنَا بَیَاتًا اَوْ ھُمْ قَآئِلُوْنَ تاریخ کو دیکھو کتنی آبادیاں ایسی تھیں جنہیں ہم نے تباہ و برباد کر دیا۔ اور ان پر ہمارا عذاب ایسے وقت میں آیا کہ کبھی تو وہ رات کو بے فکر ہو کر مزے سے سو رہے تھے اور کبھی دن کو کھانا کھا کر قیلولہ کر رہے تھے لیکن جب ان پر اللہ کی گرفت آئی عذاب الٰہی آیا فَمَا کَانَ دَعْوٰھُمْ اِذْ جَآءَھُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ جب ان پر اللہ کا عذاب آیا تو ان کے پاس سوائے اس کے کہنے کو کچھ نہ تھا کہ بے شک ہم خود ہی ظالم تھے ہم ظلم کرتے رہے اور اس کا نتیجہ آج بھگتنا پڑا۔ اسلام کسی فلسفے کا نام نہیں ہے کسی تھیوری کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام پوری زندگی کا ایک ٹائم ٹیبل ہے ایک پروگرام ہے۔

جب آدمی سن بلوغت میں قدم رکھتا ہے، سن شعور میں قدم رکھتا ہے، بالغ ہوتا ہے تو اسے بلوغت سے لے کر موت تک کا ایک پروگرام مل جاتا ہے کہ زندہ رہنے اور روزی کمانے کے لئے کیا ذرائع استعمال کرنے ہیں اور کون سے ذرائع سے اجتناب کرنا ہے۔ معاشرے کو تشکیل دینے کے لئے افراد کے فرائض کیا ہیں اور ان کے حقوق کیا ہیں۔ اللہ جل شانہ کے ساتھ رابطہ رکھنے کے لئے عبادات کا طریقہ کیا ہے، ان کے اوقات کیا ہیں۔ کسی سے صلح یا جنگ کے اصول کیا ہیں۔ جنگ کیوں ہوگی، کس سے ہوگی، کیسے ہوگی اور صلح کب ہوگی، کس سے ہوگی اور کیوں کر ہوگی۔ اسلام نے زندگی کے کسی بھی عمل سے انسان کو روکا نہیں ہے۔ دولت کمانے سے، گھر بنانے سے، شادی کرنے سے، بچے پالنے سے، دوستی سے، دشمنی

www.naqshbandiaowaisiah.com

سے' کاروبار سے' زندگی کے کسی عمل سے روکا نہیں گیا۔ بلکہ ہر عمل کی صحیح طریقے پر رہنمائی کر دی گئی ہے کہ اس کام کو کرنے کا اسلوب اور طریقہ کیا ہے اور اس سے ہٹ کر کرو گے تو وہ درست نہیں ہوگا یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی بھی کام کو کرنے کا جو صحیح طریقہ ہوتا ہے وہ آسان ہوتا ہے اور اس سے ہٹ کر کیا جائے تو مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر مسلمان ہوتے ہوئے بھی تمہیں اللہ کے علاوہ کسی سے اس طرح کی امید کی توقع ہو کہ تم اس کے طرز حیات کو اپنانا شروع کر دو' اس کے بنائے ہوئے معاشی اصولوں کو' سیاسی اور عدالتی اصولوں کو اپنا لو تو یہ یاد رکھو کہ ایسا کرنے والے لوگ تم سے پہلے بھی تھے اور ان پر اللہ کے عذاب آئے اور وہ تباہ ہو گئے اور وہ تباہی صرف دنیوی نہیں تھی۔ دنیوی اعتبار سے تباہ ہونے کے بعد اخروی عذاب میں مبتلا ہو گئے لیکن ہم اگر اپنا جائزہ لیں تو ہمارا سارا طریقہ کار غیر اسلامی اور ویسا ہے جس سے اللہ نے منع کیا ہے۔

جب یہاں انگریز کی حکومت تھی تو ہم غلام اور بے بس تھے۔ اس نے اپنی مرضی کے عدالتی قوانین بنائے بلکہ اس نے اسلام بھی اپنی مرضی سے ایک ایسا بنایا جسے وہ Mohammadan Law مسلمانوں کا آئین کہتے تھے اور اس میں عجیب وغریب طرز کی شقیں رکھیں لیکن اس کے باوجود اسے یکسر نظر انداز نہ کر سکے۔ انہیں بھی مسلمانوں کے مذہبی امور کے لئے' نکاح وطلاق کے مسائل کے لئے' عائلی مسائل کے لئے مسلمانوں کا الگ سے ایک قانون بنانا پڑا۔ کیسی عجیب بات ہے کہ انگریز کے جانے کے بعد جب ملک آزاد ہوا' مسلمان آزاد ہوئے اور آزاد اسلامی ریاست بن گئی تو آج نصف صدی گزرنے کے بعد' اسلام کی طرف منہ کرنے کی بجائے' اسلام کی طرف چلنے اور آگے بڑھنے کی بجائے آج اسلام سے یکسر رخ پھیرا جا رہا ہے اور ریاست کو لادینی یا سیکولر سٹیٹ' لادینی ریاست بنانے کی باتیں ہو رہی

> **نصف صدی گزرنے کے بعد' اسلام کی طرف منہ کرنے کی بجائے' اسلام کی طرف چلنے اور آگے بڑھنے کی بجائے آج اسلام سے یکسر رخ پھیرا جا رہا ہے اور ریاست کو لادینی یا سیکولر سٹیٹ' لادینی ریاست بنانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔**

ہیں۔ ہمارے ہاں جتنی بھی مسلمان ریاستیں ہیں کسی میں بھی اسلام نافذ نہیں ہے اور عملاً تقریباً سب ہی لادینی ریاستیں ہیں' تہذیب مغرب میں ڈوبی ہوئیں۔ تمام ریاستوں کا معاشی نظام سودی ہے جس سے قرآن نے' اللہ نے' اللہ کے حبیب ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ عرب میں کچھ حدود نافذ ہیں لیکن سارا قانون اسلامی نہیں ہے' سود وہاں بھی معیشت کا حصہ ہے اور دیگر تمام مسلمان ریاستوں میں مسلمان جو ذاتی طور پر دین پر عمل کرنا چاہتا ہے وہی کرتا ہے' ریاستی امور جتنے بھی ہیں وہ غیر اسلامی بلکہ مغرب کی تقلید میں ہیں اور بات وہی ہے جو اللہ کریم نے ارشاد فرمائی وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ یعنی کسی دوسرے کو اپنا مددگار سمجھ کر اس کی پیروی نہ کرو۔

مسلمان ریاستیں کیوں مغرب کی پیروی کرتی ہیں؟ اس لئے کہ شاید اس طرح مغرب ہم پر مہربان ہوگا تو مغرب سے ہمیں مدد ملے گی۔ کفر اور اسلام کی بنیاد صرف اس ایک بات پر ہے کہ مسلمان اپنے سارے امور میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہے' اسی کی مدد کا طلبگار رہتا ہے اور اسی کی اطاعت کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ اور کافر کی رسائی اس ذات بے نیاز تک نہیں ہوتی' وہ طرح طرح کے بت تراشتا ہے' کہیں پتھر کے بت' کہیں زندہ انسانوں کی پوجا کرتا ہے اور کہیں خیالی بت تراش لیتا ہے۔ لہٰذا بدقسمتی سے اس عہد کا مسلمان بھی اس کفریہ انداز کا شکار ہو رہا ہے اور کافرانہ انداز کو اپنائے ہوئے ہے۔ ایک نئی ریاست وجود میں آئی تھی افغانستان کی' طالبان حکومت کی' جس نے اپنی بنیاد ہی شریعت پر رکھی' اللہ کی کتاب پر رکھی۔ اور کفر کے دل میں وہ اس لئے کھٹکی کہ اگر یہ ریاست اسی طرح کامیاب ہوگئی تو باقی اسلامی ریاستیں بھی اس انقلاب کا شکار ہوں گی اور ہوسکتا ہے کہ ہمارے عوام بھی وہی سکون اور وہی امن تلاش کریں جو اسلام کے طفیل نصیب ہوتا ہے لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ پُرنور کے بعد پہلی دفعہ پوری دنیا کا کفر اس بات پر متحد ہو گیا کہ اس

ریاست کو مٹا دیا جائے خواہ اس کے لئے وہاں سارے لوگ ہی کیوں نہ تباہ کرنا پڑیں۔ کفر کا ردعمل تو سمجھ میں آتا ہے لیکن حیرت مسلمانوں پہ ہوتی ہے کہ پاکستان سمیت اکثر مسلمان ریاستیں بھی اس اتحاد میں شامل ہو گئیں اور جو ریاستیں اتحاد میں شامل نہیں ہوئیں انہوں نے بھی اس ظلم پر کوئی احتجاج نہیں کیا۔ ظلم کو روکنا تو بہت دور کی بات تھی اس ظلم پر کوئی احتجاج بھی نہیں کیا گیا۔ لیکن کیا یہ کفر کی فتح ہو گی اور اس طرح سے اسلام ختم ہو جائے گا؟ ایسا نہیں ہو گا۔

اسلام اللہ کا آخری دین اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی اور رسول ہیں جب تک یہ عالم آب وگل قائم ہے انشاء اللہ العزیز قرآن بھی باقی رہے گا، آپ ﷺ کی نبوت بھی باقی رہے گی، اسلام بھی باقی رہے گا اور اسلام پر عمل کرنے والے بھی باقی رہیں گے۔ شکست کفر کا مقدر ہے، شکست کفر کو ہو گی اسلام کو نہیں ہو گی۔ مٹنا باطل کا مقدر ہے اور باطل ہی مٹے گا انشاء اللہ۔ یہ الگ بات کہ اللہ جل شانہٗ نے ایک آزمائش کا عہد ہم پر ڈال دیا ہے اور یہ آزمائشیں اس لئے ہوتی ہیں قرآن حکیم ایک اصول ارشاد فرماتا ہے کہ اس بات کا فیصلہ ہو جائے کہ کون ان مشکلات میں میرے حبیب ﷺ کی اتباع کو جان سے عزیز رکھ کر اسی پہ کاربند رہتا ہے اور کون ایسا ہے جو ان مشکلات کو دیکھ کر آپ ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

قرآن حکیم نے ایک خبر دی ہے میدان حشر کے بارے کہ جب حشر قائم ہو گا لوگ قبروں سے اٹھیں گے تو ایک طرف بہت بلند جھنڈا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لگا ہو گا حضور جلوہ افروز ہوں گے، جاں نثار بارگاہ عالی میں پہنچ رہے ہوں گے تو بہت سے لوگ جو خود کو مسلمان کہلواتے تھے قبروں سے اٹھتے ہی اس طرف لپکیں گے۔ ہر نبی کا اپنا اپنا جھنڈا ہو گا، اپنی اپنی امت اس کے پاس جمع ہو گی اور مسلمان کہلوانے والے لپکیں گے اس طرف کہ ہم اپنے نبی، اپنے رسول اپنے حبیب ﷺ تک پہنچیں جب کہ

یہ وہ قوم ہے جس نے اپنی زندگی سے قرآن کو خارج کر دیا تھا۔

بہت سے لوگوں کو اللہ کے فرشتے روک رہے ہوں گے اور اس طرف جانے سے منع کر دیں گے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں دیکھ کر فرمائیں گے فرشتوں سے کہ جب یہ کلمہ پڑھتے ہیں، جب یہ مسلمان کہلاتے ہیں اور میری خدمت میں آنا چاہتے ہیں تو مسلمانوں کو آنے سے کیوں روکتے ہو تو فرشتے عرض کریں گے انہیں روکنے کا حکم اللہ نے دیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں، یہ وہ قوم ہے جنہوں نے اپنی زندگی سے قرآن کو خارج کر دیا۔ یہ مسلمان کہلاتے تھے، نمازیں پڑھتے تھے، تسبیحات پڑھتے تھے، نکاح کرتے تھے، ان کے جنازے ہوتے تھے لیکن ان کی عملی زندگی قرآن کے احکام کے مطابق نہیں تھی۔ یہ معیشت میں سود کھاتے تھے، یہ سیاست میں بدمعاشیاں کرتے تھے، یہ حکومت جب کرتے تھے تو اللہ کا قانون نہیں بلکہ کافروں کے قانون نافذ کرتے تھے اور ان سے امیدوار ہوتے تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں یا رسول اللہ یہ وہ قوم ہے جس نے اپنی زندگی سے قرآن کو خارج کر دیا تھا۔ ہمارے لئے سوچنے کا مقام یہ ہے کہ کیا ہمارا نظام حیات اللہ کی کتاب کے مطابق ہے یا اس سے متصادم ہے۔ ہمارا معاشی نظام ہو، ہمارا سیاسی نظام ہو، حتیٰ کہ تعلیمی نظام تک۔ ہماری قابل احترام وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال صاحبہ کا نام لے کر دو دفعہ امریکی صدر نے اس کی تعریف کی۔ بھئی، ایسا کون سا کارنامہ ہماری وفاقی وزیر تعلیم نے انجام دیا ہے؟

اگر آپ دیکھیں تو وزارت تعلیم نے جو تھوڑا سا نصاب اسلام کے متعلق سکولوں میں رائج تھا وہ ختم کر دیا اور اب جو نیا پرائمری کا نصاب وضع ہوا ہے اس میں سے نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی یکسر مٹا دیا گیا ہے کہ کوئی محمد رسول اللہ کہنے نہ پائے۔ یہ ہمارے اسلامی ملک کی لائق صد احترام وزیر تعلیم کا کارنامہ ہے جس پر امریکہ کے صدر نے ان کا نام لے کر انہیں مبارک دی ہے اور وہ اگلے دنوں بڑا شکریہ ادا کر رہی تھیں ٹیلی ویژن پر کہ میری حقیر سی کوششوں کو صدر بش نے سراہا تو یہ اس کی عظمت ہے یعنی

www.naqshbandiaowaisiah.com

بش بڑا عظیم انسان ہے............ اپنے آپ کو دیکھو یار' اپنے آپ کو تلاش کرو کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ آقائے نامدار ﷺ کا نام نامی نصاب سے خارج کر دیا جائے اور ہمیں بتایا جائے کہ عظیم انسان محمد رسول اللہ نہیں بش ہے۔ دینی جماعتوں پر پابندی' دینی مدارس پر پابندی' لیکن شراب خانوں پر پابندی نہیں ہے' کوئی لائسنس منسوخ نہیں ہوئے۔ جواء خانوں پہ پابندی نہیں ہے کوئی نہیں پوچھتا' بسنت منانے پہ کوئی پابندی نہیں ہے۔ بسنت پر لاہور شہر کا سرکاری طور پر جو ہمارے محترم گورنر صاحب نے بتایا وہ خرچ ڈیڑھ ارب سے زائد ہے جو بسنت کے لئے مختص ہوا۔ ایک سو پچاس کروڑ سے زائد روپیہ صرف لاہور میں بسنت کے تہوار منانے پہ خرچ ہوا۔ اب اسی طرح باقی تمام شہروں میں بھی کل سے پنڈی میں اسلام آباد میں بسنت کی دھوم ہے۔ جو بنیادی طور پر ایک ہندوؤں کا تہوار تھا جسے اپنا لیا گیا تو اس پہ کوئی پابندی نہیں ہے۔ بجلی بند ہوتی ہے لائنیں کٹتی ہیں' لوگ مرتے ہیں' بچے گرتے ہیں چھتوں سے فواحشات کو اچھالا جاتا ہے' ہنگامہ ہوتا ہے' مرد عورتیں مل کر تماشے کرتے ہیں' گانے گائے جاتے ہیں بلکہ آپ اندازہ کیجئے کہ ہندوستان کی فوجیں بارڈر پر ہیں' مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے' ہندوستان میں گھر جلائے جا رہے ہیں' عزتیں لٹ رہی ہیں' صرف کشمیر میں نہیں ہندوستان میں بھی اور اس طرف بسنت منائی جا رہی ہے۔ کس بھروسے پر؟ کہ ہمیں امریکہ کا تحفظ حاصل ہے جی ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔

امریکہ خود اپنی تباہی کے دہانے پہ کھڑا ہے۔ امریکہ کی اب اپنی باری ہے اس میں کتنی مہلت اس کے پاس ہے یہ تو اللہ ہی جانے لیکن یہ طے شدہ بات ہے کہ جس راستے پہ امریکہ چل رہا ہے وہ راستہ تباہی کا ہے اور امریکہ اب اس نوبت کو پہنچ چکا ہے کہ افغانستان میں جو ڈالر حکومت امریکہ نے تقسیم کئے وہ بھی جعلی نکلے۔ لوگوں کو جو بخشش دیں امریکہ نے سرکاری

ایک سو پچاس کروڑ سے زائد روپیہ صرف لاہور میں بسنت کے تہوار منانے پہ خرچ ہوا۔

طور پر جو کیش بھیجا گیا وہ ڈالر بھی جعلی نکلے اس لئے کہ امریکہ پہلے ہی دنیا میں سب سے زیادہ مقروض ملک ہے اور واحد ملک ہے جو اقوام متحدہ کے فنڈز بھی کھا گیا اور موجودہ جنگ جو افغانستان میں ہوئی اگرچہ اس میں اللہ کے بے شمار بندے شہید ہوئے لیکن ان شہدا نے اور ان کی قربانیوں نے امریکہ کو کنگال کر دیا ہے۔ امریکہ کی ہوائی کمپنیاں گراؤنڈ ہو گئیں۔ امریکہ کے بڑے بڑے سٹور تباہ ہو گئے۔ امریکہ کا کاروبار طبقہ تباہ ہو گیا۔ امریکہ خود افلاس کا شکار ہے اور انشاء اللہ یہی افلاس امریکہ کو لے ڈوبے گا۔ امریکہ خود ٹوٹے گا اور امریکہ کے کئی ٹکڑے ہوں گے۔ امریکہ صرف تاریخ میں رہ جائے گا انشاء اللہ زمین پر کوئی یونائیٹڈ سٹیٹس نہیں ہوں گی۔ ہمیشہ رہنے والی حکومت اللہ کی ہے۔ ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم اللہ کو چھوڑ کر اللہ کے دین کو چھوڑ کر' اس کے آئین و دستور کو چھوڑ کر اس طرف چل نکلے ہیں کہ ہم کافروں پر بھروسہ کرنے لگے ہیں اور کافروں کا آئین و دستور' کافروں کا قانون اور کافروں کا رواج اپنانا شروع کر دیا ہے۔

امریکہ کی ایک کمپنی نے جوتا بنایا ہے۔ یہ عام جوتا جو کھیلوں میں یا دوڑ میں استعمال ہوتا ہے اسے پتہ نہیں سپورٹس شو یا کونسا شو کہتے ہیں' ربڑ کے موٹے سے سول کا' اوپر کو کپڑا سا لگا ہوتا ہے۔ تو میں آج کی میل میں دیکھ رہا تھا اس جوتے کی تصویریں مجھے بھیجی گئی ہیں۔ اس کے پیچھے پاؤں کی ایڑی پر لفظ اللہ عربی میں صاف لکھا ہوا ہے۔ اس کے اندر پاؤں کے نیچے اللہ لکھا ہوا ہے اور اس کے تلوے کے نیچے جو حصہ زمین پہ لگتا ہے اس پر بھی اللہ لکھا ہوا ہے۔ یعنی مسلمانوں کی غیرت اتنی مر گئی ہے کہ انہیں پھر بھی اس امریکہ سے بھلائی کی امید ہے۔ ذلت کی' دشمنی کی' نفرت کی اور بغض کی ایک حد ہوتی ہے اور اس سے بڑی کسی کے دل میں اللہ اور اللہ کے رسول اور مسلمانوں کے خلاف بغض و عداوت اور نفرت کیا ہوگی کہ وہ اللہ کا نام جوتے کے تلوؤں اور جوتے کی ایڑیوں پر لکھے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

میرے کمپیوٹر میں موجود ہے آج میں وہ تصویر نہیں نکال سکا۔ میرا خیال تھا کہ اس کی تصویر نکال کر دوستوں کو دوں لیکن جمعہ کا وقت ہو رہا تھا اس لئے نہیں نکال سکا۔ میں اس کی تصویر نکالوں گا' دوستوں کو دوں گا اور کہوں گا کہ یہ قوم میں تقسیم کرو اور ان لوگوں سے کہو۔ کب' کس مقام پر تمہاری غیرت بیدار ہوگی۔ مسلمانوں کی عزتیں ہندو لوٹ رہے ہیں اور تم خاموش ہو' مسلمانوں کا قتل عام ہندو کر رہا ہے اور تم خاموش ہو' مسلمانوں کا قتل عام یہودی کر رہا ہے اور تم خاموش ہو۔ اب بات مسلمانوں سے بڑھ کر اللہ کے نام تک چلی گئی۔ لباس پر تو کئی دفعہ انہوں نے کبھی کلمہ اور کبھی قرآنی آیات چھاپیں اور اس پر دنیا میں شور بھی ہوا لیکن یہ تو انتہا ہے کہ دینی مدارس پر اور دینی جماعتوں پر پابندی لگا دی جائیں' دین کے نام لینے والوں کو جیل بھیج دیا جائے اور کافر اس قدر دیدہ دلیر ہو جائے کہ جب چاہے' جہاں چاہے مسلمانوں کے دین کا مضحکہ اڑائے اور ان کی عصمتوں سے کھیلے۔ امریکہ اگر دہشت گردی کے خلاف لڑ رہا ہے تو یہ جو ہندوستان میں ہو رہا ہے کل پرسوں سے کیا یہ دہشت گردی نہیں ہے؟ علی الاعلان مسلمانوں کے گھر جلائے جا رہے ہیں' قتل عام ہو رہا ہے یہ دہشت گردی نہیں ہے؟ اسے روکا کیوں نہیں جاتا پاکستان بھی اس میں شامل ہے تو پاکستان یہ بات کیوں نہیں کرتا کہ یہ بھی تو دہشت گردی ہو رہی ہے پہلے کشمیر میں ہو رہی تھی اب بڑھ کر سارے ہندوستان میں پھیل گئی ہے۔

لیکن میرے بھائی بھیڑیے کا اور بھیڑوں کا اتحاد کیا ہوتا ہے۔ پاکستان جس طرح اتحاد میں شامل ہے اس کی حیثیت ایک بھیڑ کی ہے اور امریکہ اس اتحاد میں بھیڑیا ہے۔ یہ تو امریکہ کے ڈر سے شامل ہوئے ہیں' جو اللہ سے نہیں ڈرتے' آخرت سے نہیں ڈرتے وہ امریکہ سے ڈرتے ہیں اور اس کے ڈر سے شامل ہوئے ہیں یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ ہم بڑے جی اس ظلم کو مٹانے کے لئے اتحاد میں شامل ہوئے۔ امریکہ تو خود ظالم ہے اور اتنا ظلم جو امریکہ نے کیا ہے اس کی مثال تو تاریخ میں نہیں ملتی۔ اتنا نہ چنگیز خان کر سکا نہ ہلاکو کر سکا نہ ہٹلر نے اتنا ظلم کیا جتنا ظلم امریکہ نے کیا۔ جب یہ ریڈ انڈین کو قتل کر رہے تھے تو جو عورت یہ قتل کرتے تھے اس کے پستان کاٹ لیتے تھے اور اس کی کھال میں تمباکو رکھا کرتے تھے۔ قتل کرنا ہی سنگین ظلم ہے اور مقتول کی لاش کی اس طرح بے حرمتی کرنا اس کے لئے کتنا پتھر کا دل چاہئے۔

ہندوستان کی فوجیں بارڈر پر ہیں' مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے' ہندوستان میں گھر جلائے جا رہے ہیں' عزتیں لٹ رہی ہیں اور اس طرف بسنت منائی جا رہی ہے۔

امریکہ کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے اور آج جو ظلم انہوں نے مسلمانوں پہ توڑے ہیں' جو مظالم اسرائیل توڑ رہا ہے وہ بھی امریکہ ہی کے کھاتے میں جاتے ہیں' وہ امریکہ کی ایک چھاؤنی ہے اور سب کچھ امریکہ ہی کر رہا ہے۔ اسرائیل بجائے خود تو کچھ نہیں۔

یہ جتنے مشروبات آپ پیتے ہیں کوکا کولا ہے پیپسی ہے یہ جتنے آتے ہیں ان سب میں سے ایک ایک پینی اسرائیل کو جاتی ہے۔ Pay each penny save Israel (Pepsi) پیپسی کا تو نام ہی انہوں نے اس پر رکھا ہے کہ ہر بوتل سے ایک پینی اسرائیل کو جائے گی۔ Pay each penny save Israel (Pepsi) اسی طرح باقی سارے جو مشروبات ہیں یہاں کا تو کوئی بھی نہیں۔ حکیم سعید' اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ حکیم سعید صاحب اس کوشش میں تھے کہ کوئی ایسا مشروب ایجاد کیا جائے جو ان کا مقابلہ کر سکے اور وہ تقریباً وہ کام کر چکے تھے جب انہیں قتل کرا دیا گیا شہید کرا دیا گیا ان کی شہادت کے پیچھے بھی بنیادی طور پر یہودیوں کا ہاتھ ہے۔ کہ یہ ان کی پیپسی اور کوکا کولا اور دوسرے ڈرنک کے مقابلے میں یہ کوئی اپنا ڈرنک نہ بنا لیں اور اس کی سیل ختم نہ ہو جائے ہم تو اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ پیپسی کی جگہ سادہ پانی پی لیں جوس پی لیں یہ کروڑوں کے جو مشروبات بکتے ہیں جن میں سے ہر ایک بوتل سے ایک پینی وہاں جاتی ہے۔ اسی طرح لاہور میں عمران خان صاحب کا حصہ بھی تھا اب

www.naqshbandiaowaisiah.com

تو شاید انہوں نے With Draw کر لیا ہے۔

Pace جو بنا بہت بڑا سٹور اس میں ساری مصنوعات اسرائیل سے آتی ہیں۔ آپ وہاں سے کوئی جوتا' کوئی چیز خرید کر دیکھیں اس پر یہ نہیں لکھا ہوگا کہ وہ کہاں کا بنا ہوا ہے اس لئے کہ وہ اسرائیل کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ اس پر وہ لکھتے ہی نہیں۔ تو ہم تو کبھی جان بوجھ کر اور کبھی بے جانے بوجھے ان کی مدد کر رہے ہیں' ہم میں تو اتنا احساس بھی نہیں رہا کہ یہ اربوں روپے جو ہم بسنت پر اڑا رہے ہیں اور ملک میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو دو وقت نہیں ایک وقت کے کھانے کو ترستے ہیں' جن کے پاس پہننے کو کپڑا نہیں' بیمار کے پاس دوا نہیں۔ تو یہ اربوں روپے ان مساکین' ان غریبوں کو زندہ رہنے کے لئے ہی دے دیں۔

اب پھر موقع آ رہا ہے' الیکشن آ رہا ہے' انتخابات ہوں گے' اسمبلی بنے گی۔ جو میں سمجھتا ہوں' جو میرا اندازہ ہے اس میں ایسی اسمبلی بنائی جائے گی کہ جو کچھ حکومت کر رہی ہے وہ اس پر آمین کہے اور یقیناً ایسے لوگوں کو آگے لایا جائے گا جو حکومت کی ترجیحات میں اور جو کچھ ترمیمیں اس نے کی ہیں اس میں روڑے نہ اٹکائیں۔ میں نے اور آپ نے' ہم نے انہیں لوگوں کو ووٹ دینے ہیں اس لئے کہ خود ہمیں دین سے اسی حد تک دلچسپی ہے کہ جہاں تک ہماری دنیا متاثر نہ ہو ہم میں کوئی ایسا ہے کہ اذان ہو جائے اور وہ دکان چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہو کہ گاہک آئیں یا رہیں میں نماز ادا کر کے آؤں گا۔ ہم میں کوئی ایسا ہے جو دنیوی کام میں لگا ہوا ہو اور نماز کا وقت جا رہا ہو اور اسے احساس ہو کہ میں نماز ادا کر لوں کام تو ساری زندگی کرنا ہے۔ نہیں' جب فرصت ملتی ہے تو پڑھ لیتے ہیں۔ ہم نے خود دنیا کو دین پر مقدم رکھا ہوا ہے۔ اگر حکومت نے سودی نظام ختم نہیں کیا تو کیا ہم نے سود لینا چھوڑ دیا بلکہ حکومت کا سود تو پھر دو فیصد چار فیصد دس فیصد بیس فیصد ہے غیر سرکاری طور پر ذاتی طور پر یہاں میرے خیال میں تو ہر بندے نے سودی کاروبار شروع کر دیا ہے۔ جس کے پاس چار پیسے ہیں وہ دوسرے کو سود پہ ہی دے رہا ہے۔ اکثریت کا عالم یہی ہے لیکن ہمیں سوچنا یہ ہے کہ ہمیں کس کا ساتھ دینا ہے' ہم کس سمت جا رہے ہیں' میں خود کیا کر رہا ہوں' میرا اپنا کردار کیا ہے۔ جو لوگ آج دامن نبوت کو تھامیں گے فردا قیامت انہیں کو بارگاہ نبوی میں رسائی نصیب ہوگی اور جو بدنصیب آج دامان رسالت کو جھٹک کر کافروں کی پناہ میں آنے کو ترجیح دیں گے فردا قیامت انہیں اُنہیں کے ساتھ کھڑا ہونا پڑے گا۔ اللہ کریم صحیح فیصلہ اور صحیح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری کوتاہیوں اور غلطیوں سے درگزر فرمائے۔

ہم جس امریکہ پر انحصار کر رہے ہیں وہ خود تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔

گلدستہ اخلاق ۔

مرسلہ : حافظ محمد عتیق الرحمٰن .... ٹوبہ ٹیک سنگھ

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حسد سے بچو۔ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (بروایت ابو داؤد)

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ظلم سے اجتناب کرو کیونکہ قیامت کے دن بہت سی تاریکیوں کا سبب ہوگا اور بخل سے بھی پرہیز کرو تم لوگوں سے پہلے لوگوں کو اسی بخل نے تباہ کر دیا۔
(بروایت مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا منافق تین علامتیں رکھتا ہے جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔ (بروایت مسلم و بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا (کسی پر) گمان کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ گمان نہایت جھوٹی بات ہے۔ (بروایت بخاری، مسلم)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص کی تم غیبت کرو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کے لئے استغفار کرلو۔
(بروایت ترمذی)

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

حکومت کیلئے ایک چشم کشا گیلپ سروے

سی این این کے ایک گیلپ سروے کے مطابق 95 فیصد پاکستانی امریکہ مخالف ہیں جبکہ 99 فیصد افغانستان پرحملوں کے خلاف ہیں جبکہ ہماری فوجی حکومت کا کہنا ہے کہ افغانستان پرحملوں میں امریکہ کا ساتھ دینے پر پاکستان کے 90 فیصد عوام حکومت کے ساتھ ہیں۔

دنیا کے 53 فیصد مسلمان امریکہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت کے مطابق امریکہ دنیا میں اسلامی اقدار کے خلاف اقدامات کر رہا ہے۔ 95 فیصد پاکستانی امریکہ مخالف' کویت 28 ' ایران 14 جبکہ مراکش کے 22 فیصد عوام کا امریکہ کے حق میں ووٹ۔ 69 فیصد نے 11 ستمبر کے دھماکوں کو غلط قرار دیا۔ 99 فیصد افغانستان پرحملوں کے خلاف ہیں۔ صدر بش کے اقدامات کی حمایت صرف 11 فیصد افراد نے کی۔

سی این این کی رپورٹ' گیلپ سروے

واشنگٹن۔ (اے ایف پی) مسلم ممالک کے عوام کی اکثریت امریکہ کے بارے میں ناموافق خیالات رکھتی ہے کیونکہ ان کے مطابق امریکہ بے حس اور انا پرست ملک ہے۔ اس بات کا اظہار سی این این نے گیلپ سروے کے حوالے سے دی گئی اپنی رپورٹ میں کیا ہے۔ گیلپ تنظیم نے دسمبر اور جنوری میں سروے کیا تھا جس میں پاکستان' ایران' انڈونیشیا' ترکی' لبنان' مراکش' کویت' اردن اور عرب ممالک کے ایک ہزار کے قریب افراد سے اس بارے میں خیالات پوچھے تھے۔ سی این این کے مطابق 53 فیصد لوگوں نے امریکہ مخالف خیالات کا اظہار کیا جبکہ صرف 22 فیصد نے امریکہ کے حق میں خیالات ظاہر کئے۔ سروے کے دوران اکثریت نے کہا کہ ان کے خیال کے مطابق امریکہ اسلامی روایات کے خلاف اقدامات کر رہا ہے۔ انہوں نے فلسطین بارے امریکی رویے کا خاص طور پر کہا ہے۔ سب سے زیادہ لبنان کے لوگوں نے امریکہ کے حق میں بیان دیا۔ جبکہ اس معاملے میں ترکی دوسرے نمبر پر رہا ہے۔ لبنان کے 41 فیصد اور ترکی کے 40 فیصد نے امریکہ کے حق میں بیان دیا۔ سروے سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ سب سے زیادہ امریکہ مخالف خیالات پاکستان کے شہریوں نے پیش کئے۔ پاکستان کے صرف 5 فیصد افراد نے امریکہ کے حق میں بیان دیا۔ دوسرے اسلامی ملکوں میں امریکہ کی حمایت میں جو بیان ملے ان کے مطابق کویت کے 28 فیصد' انڈونیشیا کے 27 فیصد' اردن اور مراکش کے 22 فیصد' عرب ممالک کے 16 فیصد اور ایران کے صرف 14 فیصد افراد نے امریکہ کی حمایت کی ہے۔ امریکی صدر کی مخالفت 58 فیصد نے کی جبکہ صرف 11 فیصد نے انہیں درست قرار دیا۔ 67 فیصد نے 11 ستمبر کے دھماکوں کو غلط قرار دیا جبکہ 15 فیصد نے کہا کہ امریکی رائے کے مطابق یہ اقدام درست تھا۔ 61 فیصد نے کہا کہ 11 ستمبر کے دھماکوں میں کوئی عرب گروہ شامل نہ تھے۔ 77 فیصد نے افغانستان میں امریکی حملوں کو غلط قرار دیا۔

نفرتوں میں بٹ چکے ہیں کند ذہن و ہوش مند

ہم تو رسموں کو بھی داخل کر چکے ہیں دین میں
روکے ان سے جو کوئی بھی ہم غلط اس کو کہیں
اپنی کم علمی کے باعث جزء دیں ان کو کہیں
بلکہ اس سے بڑھ کے ہم تو دین ہی ان کو کہیں
چودہ صدیوں کی مسافت آگئی ہے درمیاں
دھندلا جس سے ہوگیا ہے دین کا روشن آسماں
آج کل تو ہیں مسلماں نظریوں میں نظر بند
نفرتوں میں بٹ چکے ہیں کند ذہن و ہوش مند
اختلافِ رائے ہونا ہے یہ انسانی مزاج
ہو "انا" اس میں تو یہ مانگے عداوت کا خراج
اختلاف و دشمنی میں ہے سراسر اختلاف
ایک نفرت ہے سراپا اک ہے کامل التفات
عہد نبوی ﷺ کی سنو تم اک بڑی روشن مثال
ایسی باتوں سے بھرا ہے دیکھ لو عہد کمال
غزوۂ خندق کا جوں ہی ہو گیا تھا اختتام
آپ ﷺ نے اصحابؓ کو پہنچایا رب کا یہ پیام
اب "قریظہ" پہنچیں کا فوری کرلو اہتمام
ان کی بد عہدی پہ اب تم لے لو جاکے انتقام
سب مسلح ہی رہیں اور ایک پل بھی نہ رکیں
اور "قریظہ" میں نماز عصر سب جا کے پڑھیں
جب سنا عشاق نے یہ ہو گئے فوراً رواں
کچھ نے رستے میں ادا کی بعض نے جا کے وہاں
آپ ﷺ نے فرمایا سن کے ہر دو باتوں پر سکوت
تھے عمل مقبول دونوں مل گیا اس کا ثبوت
تو اویسی جان لے جو رائے میں ہو اختلاف
ہے اگر اخلاص دل میں لغزشیں بھی ہوں معاف

عبدالرزاق اویسی.........ٹوبہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

نیر زیدی، واشنگٹن

صدر امریکہ جارج بش جب چین گئے تو انہوں نے چین کے صدر سے دوٹوک کہا کہ "میں کرسچین ہوں!" صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف جب واشنگٹن آئے تو انہوں نے صدر بش سے کہا کہ وہ لبرل ہیں۔ کچھ لوگوں نے یہ توقع کی کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ لبرل مسلمان ہیں۔ چین کے صدر انتہائی باخبر انسان ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کو معلوم ہوگا کہ صدر امریکہ نہ صرف کرسچین ہیں بلکہ ہر اتوار کو عبادت کے لئے چرچ بھی جاتے ہیں۔ صدر امریکہ بھی انتہائی باخبر انسان ہیں۔ امریکہ Think Tanks اور میڈیا سے متعلق دانشور اور ماہرین بھی باخبر ہیں۔ ان کو یہ معلوم ہے کہ پرویز مشرف ایک لبرل مسلم ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بعض دفعہ انتہائی واضح بات کو بھی بیان کرنا ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ صدر امریکہ نے یہ نہیں کہا کہ وہ لبرل کرسچین ہیں۔ ان کو یہ فکر نہیں تھی کہ اگر وہ اپنے آپ کو صرف اور صرف کرسچین کہیں گے تو صدر چین یہ نہ سمجھیں کہ یہ بھی ان میں سے ہیں جو اسقاط حمل کی پریکٹس کرنے والے ڈاکٹروں کو قتل کرنے کے حامی ہیں یا کہ اسقاط حمل کے مطب خانوں پر بم پھینکنے والوں کے حامی ہیں یا پھر صدر چین یہ سوچیں کہ اچھا یہ کرسچین ہے؟ ہاں ہٹلر اور مسولینی بھی کرسچین تھے' نازی اور فاشسٹ بھی کرسچین تھے۔ جن لوگوں نے 60 لاکھ یہودیوں کو زہریلی گیس سے ہلاک کر کے ان کی ہڈیوں کو...... میں ملا کر خاک کیا وہ بھی کرسچین تھے اور Slobodan Milosevic بھی کرسچین ہے۔ جارج بش نے اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ صدر چین یہ نہ سمجھیں کہ میں "ان" میں سے ہوں لیکن آج کل مسلمان اپنے اوپر طرح طرح کے لیبل لگا رہا ہے کہ کہیں یہ نہ سمجھیں کہ میں "وہ" ہوں۔

میں نے ہٹلر سے لیکر Milosevic تک نام اس لئے نہیں گنوائے کہ میں عیسائیوں کو بدنام کرنا چاہتا ہوں' قطعاً نہیں۔ ان مثالوں کا مقصد یہ ہے کہ دنیا بھر کے معقول لوگ اسے کسی عیسائی لیڈر یا عیسائی کا قول و فعل نہیں سمجھتے اور نہ اسے عیسائی تعلیمات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ یہ ہماری رواداری اور Tolerance کا نتیجہ ہے کہ کسی بھی عیسائی کو ہم سے بات پر زور نہیں دینا پڑتا کہ وہ لبرل کرسچین ہے یا وہ ان میں سے نہیں جنہوں نے عیسائیوں' یہودیوں اور مسلمانوں کی لاشوں کے انبار لگا دیئے تھے۔

مسلمانوں کی حالیہ تاریخ میں صرف ایک شخص یعنی اسامہ بن لادن اور صرف ایک تنظیم یعنی القاعدہ کے تین برس کے اقوال اور افعال کے بعد سفید فام عیسائی دنیا میں اتنی انتہا پسندی اور Intolerance آ گئی ہے کہ ہم امریکن اور مغربی فورم میں اپنے آپ کو ایک مختلف قسم کا مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جب صدر امریکہ نے صدر چین سے کہا کہ "I am a Christian" تو انہوں نے کتنے لوگوں کی نمائندگی کی؟ تقریباً 2 ارب انسانوں کی۔ انہوں نے صدر چین کو بتلایا کہ جناب آپ صرف ایک ملک میں ایک ارب افراد کے لیڈر ہیں اور میں 2 ارب انسانوں کا لیڈر ہوں جن کا مذہب عیسائیت ہے اور وہ شمالی اور مغربی امریکہ' ایشیا' مشرقِ وسطیٰ' یورپ اور افریقہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جارج بش کا بیان علامتی تھا کہ جناب صدر چین آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ صرف 26 کروڑ افراد کے لیڈر سے بات کر رہے ہیں۔ آپ 2 ارب عیسائیوں کے لیڈر سے مخاطب ہیں جو کہ ان لوگوں سے دگنی تعداد ہے جنکی آپ نمائندگی کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کی تعداد ایک ارب سے زیادہ ہے۔ ان میں سے لبرل کتنے ہیں؟ پاکستانی مسلمانوں کی تعداد 14 کروڑ ہے ان میں سے لبرل کتنے ہیں؟ 450,000 مسلح افواج کے سپاہیوں اور افسران میں سے لبرل کتنے ہیں؟

قصہ مختصر یہ کہ جارج بش نے اپنی شناخت دریا کے حوالے سے کرائی اور آپ نے اپنی شناخت ایک موج کے حوالے سے کروائی اور آپ کا Vision یہ ہے کہ آپ دریا کو ایک دن گھٹا کر صرف موج بنا دیں گے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

قربانیوں کا موسم

قربانی کی عید تو شاید ڈھائی دن کی ہے لیکن قربانی کا موسم ڈھائی دن کا نہیں۔ یہ ڈھائی دن کی عید جانوروں کی قربانی کی ہے۔ جان و مال کی قربانی، عشق و محبت کی قربانی، دردِ دل اور دردِ جگر کی قربانی کا موسم آ رہا ہے، جا نہیں رہا۔ ابھی تو بے شمار سولیاں لگیں گی۔ بے شمار منصور جھولیں گے، بے شمار جانیں اللہ کی راہ میں قربان ہونے والی ہیں۔ ابھی تو غزوۃ الہند کی ابتدا ابتدا ہے۔ ابھی تو یہ اپنے جوبن کو پہنچے گا۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان، منارہ 22-02-2002

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ o

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ط قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ o

مَوْلَا یَا صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُوْا۔

دین اسلام میں بعض مسنون عبادات وہ ہیں جو پہلے دین ابراہیم میں بھی تھیں۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر اور وہ عبادت کا مرکز قرار پانا، بیت اللہ کا حج دین ابراہیم میں بھی تھا پھر بیت اللہ ہی شریعت اسلامیہ میں بھی امت محمدیہ علی صاحب الصلوٰۃ والسلام میں بھی مرکز قرار پایا اور بیت اللہ کا حج صاحب استعداد لوگوں پر فرض ہوا۔ اسی طرح قربانی کی ابتدا بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی اور اللہ جل شانہٗ نے بہت عظیم قربانی طلب فرمائی کہ آخری عمر میں، بڑھاپے میں آپ کو ایک فرزندِ جلیل عطا فرمایا، جس کی پیشانی نورِ نبوت سے منور تھی، گویہ حالات عام بیان ہوتے ہیں اور اکثر لوگ جانتے ہیں کہ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام ابھی بچے تھے اور ماں کے دودھ پر تھے تو ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنے بیوی بچے کو لے کر وہاں چھوڑ آئے جہاں مرکز عبادات اور بیت اللہ تعمیر ہوگا جو طوفان نوح میں ختم ہو چکا تھا۔ آب زم زم بھی اس وقت برآمد ہوا جب پیاس سے تڑپ کر سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے زمین پر ایڑیاں رگڑیں تو پانی نکل آیا جو کم و بیش پانچ ہزار سال سے جاری و ساری ہے۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام گاہ بگاہ خبر لینے جایا کرتے تھے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ اللہ کی راہ میں بیٹے کو قربان کر رہا ہوں۔ حضرت ہاجرہؓ بھی صحابیہ تھیں، نبی کی بیوی تھیں اور ایک نبی کی ماں تھیں بلکہ اسحٰقؑ، اسماعیلؑ دونوں نبی تھے، انبیاء کی ماں تھیں۔ آپ کا مجاہدہ، آپ کا توکل کہ محض اللہ کے بھروسے پر تن تنہا ویرانے میں قیام پذیر ہوئیں جب سیدنا ابراہیم خلیل اللہ انہیں وہاں پہنچا کر واپس آنے لگے تو انہوں نے پوچھا کہ اس ویرانے میں آپ مجھے کس کے سہارے پر چھوڑ کے جا رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا، اللہ کے۔ تو فرمانے لگیں، مجھے اللہ کافی ہے۔ لیکن وحی الٰہی جو ہوتی ہے۔ اسے خواہ کوئی کتنا ہی نیک، کتنا ہی خدا رسیدہ ہو، صحابی ہی کیوں نہ ہو، زوجہء نبی ہی کیوں نہ ہو، وحی الٰہی کو سمجھنا منصبِ نبوت ہے۔ اللہ کی طرف سے جو حکم نازل ہوتا ہے اسے وصول بھی نبی کرتا ہے، اس کے مفاہیم و معانی بھی نبی جانتا ہے اور پھر باقی مخلوق اللہ کے رسول سے وہ سیکھتی ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنا خواب حضرت ہاجرہؓ سے بیان نہیں فرمایا بلکہ بچے کو تیار کرنے کا حکم دیا کہ باہر گھومنے جاتے ہیں، انہوں نے خوب بنا سنوار کر، نہلا دھلا کر کپڑے پہنا کر تیار کیا، انگلی پکڑ کر چلنے کے قابل تھے فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ جب آپ کے ساتھ چلنے کے قابل ہوئے تو مکہ مکرمہ سے منٰی کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

طرف آپ لے کر گئے۔ منیٰ میں پہنچے تو بات کی کہ بیٹا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں اللہ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں۔ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے تو خواب بیان فرمایا جواب میں اس ننھے سے بچے نے، چونکہ وہ بھی اللہ کا نبی تھا، وحی سمجھنے کی صلاحیت تھی، انہوں نے فرمایا! آپ کا خواب، خواب نہیں ہے، انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ اور آپ کو حکم دیا جا رہا ہے فرمایا یٰاَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤمَرُ ابا جان آپ کو حکم دیا جا رہا ہے وہ آپ کر گزریں۔ میرے ساتھ مشورہ کرنے سے شاید آپ کی یہ مراد ہو کہ میں بچہ ہوں، شور کروں گا، گھبرا جاؤں گا، ایسی کوئی بات نہیں، میں بھی اللہ کا نبی ہوں۔ آپ مجھے صابر پائیں گے، صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ میں بھی صبر کروں گا۔

ایک ایسے عالم میں ایک ایسا بیٹا جو دنیوی اعتبار سے بھی آئندہ کی امید تھا اور دینی اعتبار سے بھی آئندہ کا چراغ تھا لیکن دین کا مقصد کیا ہے؟ ہماری سوچیں، ہماری فکر، ہماری سمجھ یا اطاعت الٰہی، دین مکمل اطاعت کا نام ہے، اس میں ہمیں مشورے دینے کی اجازت نہیں ہے، اپنی سوچوں پر عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ علیم وخبیر ہے اور وہ بہرحال ہر ایک سے بہتر جانتا ہے لہٰذا دین بلا عذر، بلا چون و چراں تعمیل ارشاد کا نام ہے۔

آپ نے بیٹے کو لٹا دیا، اپنی طرف سے بیٹے کی گردن پر چھری چلا دی، خون کے فوارے ابلے، آپ نے یہ جانا کہ بیٹا ذبح ہو گیا لیکن جب آنکھ کھولی تو دیکھا کہ ایک دنبہ ذبح ہو چکا تھا اور اسماعیل علیہ السلام پاس کھڑے مسکرا رہے تھے تو آپ پریشان ہو گئے کہ یہ کیا ہوا؟ وحی آئی، اللہ کریم نے فرمایا کہ آپ نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ آپ نے حکم کی تعمیل کر دی۔ آپ نے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر دیا۔ اب یہ میری مرضی ہے کہ میں نے اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جنت کا ایک دنبہ بھیج دیا جو ذبح ہو گیا اور کسی عظیم مقصد کے لئے انہیں باقی رکھا۔ اور پھر

> **اللہ کو خون اور گوشت کی ضرورت نہیں ہے، وہ تمہارا وہ خلوص دیکھتا ہے کہ اس عمل کے کرنے میں ایثار کیا ہے، خلوص کیا ہے، محبت کتنی ہے اور جذبہ کتنا ہے۔**

انہی کی نسل میں سے آقائے نامدار حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے اور نبی آخر الزماں مبعوث ہوئے۔ تو قربانی کا فلسفہ یہ ہے کہ دنیا کا کوئی کام، کوئی چیز، کوئی محبت، کوئی پیار، کوئی عزیز ترین رشتہ، کوئی محبوب ترین چیز اللہ کی اطاعت کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے۔

ظاہر ہے کہ ہر عبادت کے اپنے انوارات، اپنے ثمرات ہوتے ہیں اور ہر بندے کے الگ ہوتے ہیں، ہر بندے کا رشتہ اللہ سے الگ ہوتا ہے۔ ایک ہی جگہ دس بندے نماز پڑھتے ہیں تو ہر ایک کی کیفیت الگ ہوتی ہے۔ اس کے ایمان، اس کے یقین، اس کے خلوص اور اس کے دل کی گہرائی کے اعتبار سے۔ اسی طرح ہر اطاعت پر بندے کی حیثیت کے مطابق انوارات اور برکات نازل ہوتی ہیں اور بندے دیکھئے، دونوں اللہ کے، ایک خلیل ہے ایک ذبیح ہے۔ دونوں اولوالعزم رسول ہیں اور ایک ذبح کرنے والا اور ایک ذبح ہو رہا ہے محض اللہ کے حکم پر، اللہ کے نام پر ساری محبتیں، سارے تعلقات، سارے رشتے اور سارا مستقبل جسے بظاہر کہا جاتا ہے وہ ایک چھری کی جنبش کے نیچے ہے اس پر کس قسم کی رحمتیں نازل ہوئی ہوں گی، کس طرح کی تجلیات برسی ہوں گی، کون سی کیفیات عطا ہوئی ہوں گی، اب یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے امتِ محمدیہ علیٰ صاحب الصلوٰۃ والسلام کو قربانی کرنے کا حکم دیا کہ جس میں استطاعت ہو، جسے توفیق ہو، وہ جہاں بھی ہو، 10 ذوالحجہ سے لے کر 12 کی دوپہر تک اپنی طرف سے، اپنے اہل خانہ کی طرف سے، اپنے زندوں کی طرف سے یا ان لوگوں کی طرف سے جو دنیا سے گزر چکے ہیں، اللہ کی راہ میں جانور قربان کرے۔ اب اس میں یہ فلسفہ نہیں ہے کہ محض گوشت کھانا ہے۔ فرمایا! اللہ کو خون اور گوشت کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تمہارا وہ خلوص دیکھتا ہے کہ اس عمل کے کرنے میں ایثار کیا ہے، خلوص کیا ہے، محبت کتنی ہے، جذبہ کتنا ہے۔ تو گویا ہم ایک دنبہ یا ایک گائے یا ایک بھینس یا ایک اونٹ ذبح کر کے ان برکات کی توقع رکھتے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہیں اپنی حیثیت کے مطابق کہ کوئی عشر عشیر ان کا، کوئی ذرہ ان برکات میں سے ہمیں بھی نصیب ہو جائے جو ان دو اولوالعزم رسولوں پر اللہ نے فرمائی تھیں۔

کسی فارسی شاعر نے کہا تھا کہ:

عیدِ قربان است می خواہم کہ قربانت شوم

کہ قربانی کی عید ہے اور میں یہ چاہتا ہوں اے میرے محبوب کہ میں خود تیرے قدموں میں قربان ہو جاؤں۔ حقیقی قربانی تو ان لوگوں کی ہے جو زمانے کی حدود و قیود سے ماورٰی ہے۔ جس کے لئے کسی مہینے، کسی دن، کسی ساعت کا ہونا شرط نہیں ہے اور جنہوں نے اسلام کی سربلندی اور عظمت الٰہی کو قائم رکھنے کے لئے اپنی گردنیں کٹوا دیں۔

حقیقی قربانی تو ان خوش نصیبوں کی ہے جو راہِ حق میں کام آئے۔ کاش! کوئی ایسا ذریعہ ہوتا کہ برزخ سے کسی کا رابطہ ہوتا تو شاید ہم جان سکتے کہ انہیں اس میں کتنی لذتیں، کتنی نصیحتیں اور کتنی عظمتیں نصیب ہوئیں۔

چہ خوش رسمے بنا کردند بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

کیا خوبصورت رسم بنائی ہے کہ خاک اور خون میں تڑپ رہے ہیں اللہ کی راہ میں، اللہ ایسے عاشقوں پر اپنی کروڑوں کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔ کیا پاک مزاج لوگ تھے! کیسے عجیب لوگ تھے! ہم بہر حال جانور ذبح کرتے ہیں اور ہمیں یقین نہیں آتا کہ یہ قربانی قبول ہوگی۔ اس میں ہمارا خلوص مشتبہ ہوتا ہے، ہمارا سرمایہ مشتبہ ہوتا ہے کہ جو پیسہ ہم لگا رہے ہیں حلال ہے یا نہیں ہے۔ ہمارے طریقے خلافِ سنت ہو جاتے ہیں اور اس میں ہم کئی رسومات بنا لیتے ہیں۔ چونکہ عبادت پر قدغن یہ ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق ہو اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے سے کی جائے، اپنی مرضی سے نہیں۔ تو ہم سے ہزاروں بھول چوک ہو جاتی ہیں لیکن وہ کتنے خوش نصیب

قربانی کی حقیقت کو تو وہ لوگ پا گئے جنھوں نے واقعی قربانی دی، جو دے رہے ہیں اور جو دیتے چلے جا رہے ہیں۔

تھے کہ جن کی جانیں اس نے قبول کر لیں، جن کے وجود اس نے قبول کر لئے، جن کے خاکی ذرات اس نے قبول کر لئے اور جن سے ایک عالم متحیر ہے کہ اس زمانے میں بھی .... کافر اور غیر مسلم یہ بات کہتا ہے، قاتل یہ بات کہتا ہے، امریکہ یہ بات کہتا ہے، امریکن ریڈ کراس یہ بات کہتا ہے کہ ہم مجاہدین کی لاش، طالبان کی لاش کی شناخت کر لیتے ہیں۔ بھئی کیسے کر لیتے ہو؟ وہ کہتے ہیں ساری لاشیں گل سڑ جاتی ہیں لیکن جو مجاہد ہوتا ہے یا طالبان میں سے ہوتا ہے اس کا وجود سلامت ہوتا ہے اور ہمیں پتہ چل جاتا ہے کہ یہ ان میں سے ہے۔ اور کمال کی بات یہ ہے کہ اس پر بات کرتے ہوئے وہ خود ہی لکھتے ہیں کہ ہم نے یہ سمجھا کہ موسم سخت سرد ہے اور برفباری ہو رہی ہے اور بارشیں ہو رہی ہیں اور یخ بستہ ہوائیں چل رہی ہیں اس لئے یہ بدن محفوظ رہتے ہیں لیکن ان کے مقابل لڑنے والے جو لوگ تھے وہ بھی اور جو نام کے مسلمان تھے وہ بھی، شمالی اتحادی جو لوگ تھے وہ بھی ان سب کی میتیں تو گل سڑ گئی ہیں، ان میں تو کیڑے پڑ گئے ہیں، بدبو قریب نہیں جانے دیتی اور انہیں لاشوں کے انبار میں اگر کسی مجاہد کی لاش پڑی ہے تو وہ ایسے ہے جیسے سو رہا ہو۔ لاش تروتازہ ہے، جسم خراب نہیں ہوا ہے۔ نہ مٹی کھاتی ہے نہ بارش پریشان کرتی ہے، نہ مکھی بیٹھتی ہے، نہ کیڑا پڑتا ہے۔ تو نتیجتاً اب وہ کہہ رہے تھے کہ اب ہم ان کے خون کے نمونے لے رہے ہیں اور ان کے بدن کے گوشت کے ریزے لے رہے ہیں تا کہ ہم تلاش کریں کہ یہ ایسی کون سی چیز کھاتے تھے جن سے ان کے بدن خراب نہیں ہوتے۔ ارے بے وقوفو! کھانا کیا تھا، وہ تو فاقہ مست تھے، ان کے پاس کھانے کو تھا کیا، سوکھی روٹی اور پیاز؟ وہ تو ایسے عجیب لوگ تھے .... وہ جذبہ ایثار تھا .... وہ قربانی تھی .... وہ شہادت تھی جو موت نہیں بلکہ زندگی ہے، حقیقی زندگی۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ'' بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

تمہاری سائنس، تمہارے علوم، تمہاری عقل اس

www.naqshbandiaowaisiah.com

بات کو نہیں مان سکتی لیکن جو اللہ کی راہ میں مرتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں

تو قربانی کی حقیقت کو تو وہ لوگ پا گئے جنہوں نے واقعی قربانی دی، جو دے رہے ہیں اور جو دیتے چلے جا رہے ہیں۔ محض بقائے دین کے لئے، محض احیائے دین کے لئے .... دین تو باقی رہنا ہے اور اللہ نے رکھنا ہے۔ آخری نبی ہے، آخری دین ہے، آخری کتاب ہے اور جب تک دنیا کو اللہ نے قائم رکھنا ہے تب تک یہ نبوت بھی رہے گی، یہ دین بھی رہے گا اور جب یہ دین نہیں رہے گا تو یہ دنیا بھی نہیں رہے گی۔ پھر قیامت قائم ہو جائے گی۔ دین تو رہنا ہے باقی اور اللہ نے رکھنا ہے لیکن عالم اسباب ہے اور اس میں کس کس کو دین کی بقا کا سبب بناتا ہے یہ اس کا اپنا انتخاب ہے۔ کس کو اس سعادت سے سرفراز کرتا ہے یہ اس کی اپنی پسند ہے۔ اور کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی جانیں وہ اپنے دین کے لئے قبول فرماتا ہے اور جنہیں شہادت سے سرفراز فرما کر ابدی زندگی عطا کر دیتا ہے۔ جن کی گردِ پا کو بھی موت نہیں چھو سکتی۔ ایسے عجیب لوگ ہیں جو موت کو بھی شکست دے کر دائمی حیات پر سرفراز ہو جاتے ہیں۔ یہ ایسے عجیب لوگ ہیں جن کے بارے میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ یہ بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے۔

قربانی کی عید تو شاید ڈھائی دن کی ہے لیکن قربانی کا موسم ڈھائی دن کا نہیں۔ یہ ڈھائی دن کی عید جانوروں کی قربانی کی ہے۔ جان و مال کی قربانی، عشق و محبت کی قربانی، دردِ دل اور دردِ جگر کی قربانی کا موسم آ رہا ہے، جا نہیں رہا۔ ابھی تو بے شمار سولیاں لگیں گی۔ بے شمار منصور جھولیں گے، بے شمار جانیں اللہ کی راہ میں قربان ہونے والی ہیں۔ ابھی تو غزوۃ الہند کی ابتدا ابتدا ہے۔ ابھی تو یہ اپنے جوبن کو پہنچے گا۔

الحمدللہ! امریکہ بہادر کی خوشیاں ہوا ہو رہی ہیں اور کابل شہر میں بھی غیر ملکی فوجوں پر حملے ہو رہے ہیں اور پہلے بھی ہوتے رہے ہیں مگر

> **افغانستان کیا فتح کیا امریکہ بہادر نے کہ ایک شہر "کابل" میں بھی اس کے فوجی محفوظ نہیں ہیں۔**

ہمارے اخباروں میں نہیں آتے تھے اب اتنے زیادہ ہو گئے ہیں کہ اب ہمارے اخبارات بھی انہیں شائع کرنے لگ گئے ہیں۔

افغانستان کیا فتح کیا امریکہ بہادر نے کہ ایک شہر "کابل" میں بھی اس کے فوجی محفوظ نہیں ہیں۔ انشاء اللہ العزیز! یہ ردعمل شدت پکڑے گا، مجاہدین میدان میں اتریں گے، جہاد ہوگا اور کفار کو اور کفر کو شکست ہوگی انشاء اللہ العزیز اس میں کوئی شبے کی بات نہیں ہے۔ لیکن یہ بات محض کہنے کی نہیں ہے اس لئے کہ جو کچھ اللہ کریم نے تخلیق فرمایا ہے، ساری کائنات نبی اکرم ﷺ کی گردِ پا پر قربان کر دی جائے تو وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی چہ جائیکہ رخ انور پر زخم آئیں، چہ جائیکہ محمد الرسول اللہ ﷺ کے دندانِ مبارک شہید ہوں، چہ جائیکہ آقائے نامدار ﷺ پر پتھر برسیں، چہ جائیکہ آپ کے خدام اور آپ کے عزیز ترین اور آپ کے دست و بازو آپ کے سامنے میدان میں شہید ہوں۔ اور حضور ایک ایک میت پر دعائیں مانگ رہے ہوں، جنازے پڑھا رہے ہوں اور دفن فرما رہے ہوں۔

یہ ساری قربانیاں، جگر گوشے کٹوانا پڑے، خاندان نبوت ابتلا سے گزرا، نواسۂ رسول پر بھی کربلا کا وقت آیا، آقائے نامدار ﷺ بھی میدانِ کارزار سے ہو کر گزرے، رخ انور زخمی ہوا، دندان مبارک شہید ہوئے .... یہ عالم اسلام ہے۔ ان ساری چیزوں کو اللہ نے احیائے اسلام اور بقائے اسلام کا سبب بنایا۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو بعثتِ آقائے نامدار سے لے کر آج تک بقائے اسلام کا سبب بنتے رہے۔

حضرتؒ (مولانا اللہ یار خانؒ) فرمایا کرتے تھے .... آپ اپنے مشاہدے کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے تھے کہ دین کی عمارت کو کوئی یوں نہ سمجھے کہ یہ از خود بن گئی ہے۔ اس میں پتھر نہیں میرے جاں نثاروں کی ہڈیاں لگی ہیں، اس میں گارا نہیں میرے جاں

نثاروں کا خون اور گوشت لگا ہے تب دنیا کو دین کی عمارت نصیب ہوئی ہے۔ اب اس میں کون سا شبہ ہے۔ یہ حق ہے کہ جاں نثارانِ رسول ﷺ نے قربانیاں دے کر، گھر قربان کئے، جائیدادیں قربان کیں، اولادیں قربان کیں، مال قربان کیا۔ کیا خوش نصیب لوگ تھے۔

چہ خوش رسمے بنا کردند بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اور پھر عجیب بات ہے کہ جو لوگ بدر میں شریک ہوئے تھے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو لوگ بدر میں شریک ہوئے، جنت ان پر واجب ہوگئی۔ وہ سارے قطعی جنتی ہیں۔ جو شہید ہوگئے وہ بھی جنتی ہیں اور جو زندہ بچے وہ بھی سارے جنتی ہیں۔ تو کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر یہ گناہ بھی کرتے رہیں! فرمایا، گناہ بھی کرتے رہیں۔ شارحینِ حدیث جب اس حدیث کی شرح لکھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ حضور کا یہ فرمانا کہ جو جی چاہے کرتے رہیں تب بھی جنتی ہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ ان کا جی چاہے گا ہی اللہ کی اطاعت کرنے کو گناہ کرنے کو چاہے گا ہی نہیں۔

جب اللہ کسی کو جنت کا حقدار بنا دیتا ہے تو اس کا کردار ہی جنتیوں جیسا کر دیتا ہے۔ وہ اللہ کی نافرمانی کی طرف جاتا ہی نہیں۔ اس لئے نبی کریم ﷺ کا ارشاد موجود ہے کہ اگر میرے بعد کسی بات میں اختلافِ رائے ہو جائے تو ان لوگوں میں سے جو بدر میں شریک ہوئے، ایک بندہ بھی زندہ ہو، ساری امت کی رائے ایک طرف ہو اور اس اکیلے کی رائے ایک طرف ہو تو عمل اس کی رائے پر کرنا۔ اس لئے کہ وہ جنتی ہے اور اہل جنت غلط رائے نہیں دیتے۔ اس کی رائے صحیح ہوگی۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی ایک فوج ہوگی جو قسطنطنیہ فتح کرے گی اور لشکر اہل جنگ میں سے ہوگا اور بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے۔

سلطان محمد فاتح تک یہ خلیفہ اور ہر فرمانروائے اسلام نے کوشش کی قسطنطنیہ کو فتح کرنے کی، اس خوش نصیب کی قسمت میں تھا، سلطان محمد فاتح ؒ نے فتح کیا۔ یہ دو طبقے ہوگئے جو بلاحساب جنت میں جائیں گے۔ اور تیسری جماعت آپ نے فرمایا وہ ہوگی جو آخر زمانہ میں، جب غزوۃ الہند برپا ہوگا تو اس میں شریک ہوگی۔ وہ لوگ بھی بلاحساب جنت میں جائیں گے۔ چوتھی جماعت ایک اور ہوگی ان کے بعد کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور وہ ان کے ساتھ مل کر جہاد میں شریک ہوگی، وہ بھی بلا حساب جنت میں داخل ہوگی۔ پوری امت میں سے بلاحساب جنت میں داخلے کی نوید جن جماعتوں کی حضور ﷺ نے فرمائی وہ یہ چار جماعتیں ہوں گی۔

دین کی عمارت میں پتھر نہیں میرے جاں نثاروں کی ہڈیاں لگی ہیں۔ اس میں گارا نہیں میرے جاں نثاروں کا خون اور گوشت لگا ہے تب دنیا کو دین کی عمارت نصیب ہوئی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو حالات بن رہے ہیں کیا یہی غزوۃ الہند ہے؟ اس سے پہلے محمد بن قاسم نے ہندوستان فتح کیا اس کے بعد بے شمار مسلمان حکمران آئے اور تقریباً نو سو سال سے زیادہ عرصہ تو برصغیر پر مسلمانوں کی حکومت رہی تو وہ سارے جو ہیں سترہ حملے تو محمود غزنوی نے کئے تو یہ سارے جہاد کیا غزوۃ الہند نہیں تھے؟

میری سمجھ کے مطابق یہ سارے جہاد غزوۃ الہند نہیں تھے۔ اس لئے کہ ان تمام جہادوں میں مسلمان غالب تھے، طاقتور تھے، حملہ آور تھے۔ اب صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ اسلام کسمپرسی کے عالم میں ہے اور پوری دنیا کا کفر متحد ہو گیا ہے۔ بعثت نبوی علی صاحب الصلوٰۃ والسلام پر جہاں تک حکمرانوں کا آپس میں کوئی رشتہ ہو سکتا تھا، پوری دنیائے کفر حضور کے خلاف متحد ہو گئی۔ اور پھر پہلی بار آج آ کر عالم اسلام کے خلاف کفر کی دنیا متحد ہو گئی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ نادان اور بے سمجھ مسلمان حکومتیں بھی اس کا ساتھ دے رہی ہیں۔ یہ ان کی نادانی ہے۔ وہ بخشیں گے انہیں بھی نہیں جو ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ گنہگار سہی، لیکن نام کے تو مسلمان ہیں اور کفر اور اسلام یکجا نہیں ہو سکتے۔ یعنی ایسا عجیب وقت آیا ہے کہ تحفظ اسلام کی کوئی بات نہیں کرتا اور دنیا، اسلام کو مٹانے پر تل گئی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے۔

جو حالات موجودہ وقت بنا رہا ہے اور جس طرف لے کر جا رہا ہے، اس سے سمجھ بھی یہی آ رہی ہے کہ میدان کار بھی برصغیر ہی بننے جا رہا ہے۔ کفر کی یلغار ہی یہ ہے کہ اسلام کو ختم ہی کر دیا جائے۔ کوئی جہاد کا نام نہ لے۔ کوئی حلال و حرام کا نام نہ لے۔ کوئی شرم و حیا کی بات نہ کرے، عورتیں بے آبرو اور آبرو باختہ ہو جائیں، بے پردہ ہو جائیں، بازاروں میں گھومیں۔

میں نے ایک دفعہ ایک حدیث شریف پڑھی کہ یتیم کے سر پر جو پیار سے ہاتھ رکھتا ہے، فرمایا اس کو اتنی نیکیاں ملتی ہیں جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آ جائیں۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے میں نے جب یہ حدیث پڑھی تو جو پہلی سوچ میرے دل میں آئی وہ یہ تھی کہ یا رسول اللہ! آج تو سب سے گیا گزرا اور سب سے بے کس اور یتیم تو آپ کا دین ہے۔ کوئی گئے سے گیا ہوا اور کوئی کمزور سے کمزور بندہ حتیٰ کہ گداگر بھی دین کا مذاق اڑا سکتا ہے اور اسے روکنے والا کوئی نہیں۔ رمضان المبارک کی بے حرمتی کر سکتا ہے، نماز کا تمسخر اڑا سکتا ہے، کسی کمزور سے کمزور بندے کو بھی یہ خوف نہیں آتا کہ یہ کام میں دین کے خلاف کر رہا ہوں کوئی مجھے روکے گا تو نہیں۔ اتنی بے بسی، اتنی بے کسی دین پر ہے اور کفر دندناتا پھر رہا ہے۔ اب اگر اللہ کچھ بندے چن لیتا ہے دین کے تحفظ کے لئے اور ان کی جانیں قبول فرماتا ہے، کسی کا مال قبول فرماتا ہے، کسی کی قوت بازو قبول فرماتا ہے اور یہ ہوگا انشاء اللہ العزیز۔ مٹنا تو کفر کو ہے، دین کو نہیں مٹنا۔ وہ قادر ہے، وہ جب چاہتا ہے، جہاں سے چاہتا ہے اپنی مخلوق کو لے آتا ہے۔ مسلمانوں پر یہی انحطاط آیا تھا۔ سینکڑوں سالوں کی حکومت کے بعد مسلمانوں کو ہسپانیہ سے نکال دیا گیا، ملک بدر کر دیا گیا اور یہ شرط عائد کر دی گئی کہ جسے ہسپانیہ میں رہنا ہے وہ عیسائی ہو جائے یا ملک چھوڑ جائے یا قتل کر دیا جائے۔ جہاں سینکڑوں سال مسلمانوں نے حکومت کی وہاں ایک نام کا مسلمان نہ رہنے دیا اور یورپ کو مسلمانوں سے خالی کر دیا گیا۔ تاتاریوں کا طوفان شمال مشرق سے آیا اور تمام اسلامی ریاستوں کو روندتا ہوا نکل گیا۔ لیکن وہ ایسا قادر ہے۔۔۔۔۔۔ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ۔۔۔۔۔۔ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ وہ اور کسی قوم کو لے آئے گا جو اس کی راہ میں جہاد کرے گی اور کسی کے پروپیگنڈے سے متاثر نہیں ہوگی۔ اس نے تاتاریوں کو ہی ایمان نصیب کر دیا۔ جو اسلام کو مٹانے نکلے تھے وہ اسلام کے خادم بن گئے اور اسی پر علامہ مرحوم نے کہا تھا کہ:

؎ پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

بت خانے سے کعبے کے محافظ پیدا کر دیئے اور ایسا قادر ہے۔ اللہ ہم پر رحم فرمائے اور ہمیں اس کے لئے قبول فرمائے لیکن اگر ہم نے کوتاہی کی تو وہ قادر ہے۔ وہ کسی اور قوم کو نور ایمان عطا کر دے گا، کسی اور قوم کے دل میں اپنا عشق پیدا کر دے گا، کسی اور طبقے کے دل میں اپنی محبت کے انبار لگا دے گا اور وہ آگے بڑھ جائے گی، وہ قربان ہوگی، وہ نچھاور ہوگی، وہ شہید ہوں گے، وہ جہاد کریں گے۔ غالب بہرحال اللہ کا دین ہی ہوگا، انشاء اللہ۔

ہمیں سوچنا یہ ہے کہ جانور تو ہم ذبح کریں گے ہی اور اللہ قبول بھی فرمائے لیکن کیا ہماری جانیں، ہمارے مال، ہم، ہماری قوتِ بازو، ہمارے خویش و اقارب یہ کس لئے ہیں۔ اگر دین نہ رہے، دولت نہ رہے تو کیا کریں گے۔ دین نہ رہے، گھر بستا رہے تو کیا ہوگا۔ تو میرے بھائی یہ دعا کیا کرو کہ اے اللہ! نہ صرف ان جانوروں کی بلکہ ہماری ذاتی قربانی بھی قبول فرما، ہمیں بھی قبول فرما۔ اور صلائے عام ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے زمانے میں خبر دی تھی کہ غزوۃ الہند برپا ہوگا اور جو اللہ کی راہ میں اس میں شرکت کریں گے، جو صحیح لوگ ہیں وہ بھی بلا حساب جنت میں جائیں گے اور جو فاتح ہوں گے، زندہ رہیں گے وہ بھی زمین پر چلتے پھرتے جنتی ہوں گے وہ بلا حساب جنت میں جائینگے۔

حضرت ابو ہریرہؓ یہ حدیث بیان کر کے فرمایا کرتے تھے کہ کاش! اللہ کرے، میں غزوۃ الہند کو پاؤں اور اس میں شریک ہوں اور مارا جاؤں تو بلا حساب جنتی اور اگر میں بچ جاؤں تو لوگ کہیں یہ ابو ہریرہ ہے جو آزاد ہے دوزخ سے اور جنت کا مستحق ہے۔

تو میرے بھائی! قربانی کی عید تو کل صبح شروع ہوگی پرسوں کا دن اور اس سے اگلا آدھا دن ہوگا لیکن قربانی کا موسم جو شروع ہوا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے اس میں لاکھوں فرزندانِ توحید اپنی جانیں نچھاور کر چکے ہیں اور اپنی قربانیاں دے چکے ہیں۔ یہ موسم اپنے جوبن کی طرف بڑھ رہا ہے۔ بات اب جانوروں کی قربانی سے جانوں کی قربانی تک بڑھ چکی ہے اور انشاء اللہ وہ خوش نصیب ہوں گے جن کے دل میں درد ہوگا، جن کے دل میں عشق ہوگا، محبت ہوگی اللہ سے اللہ کے حبیب ﷺ سے، اللہ انہیں چن لے گا۔

بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ ایک آدمی کو ہم بظاہر بے کار سمجھتے ہیں لیکن اس کے دل میں اتنا درد ہوتا ہے کہ اللہ اسے قبول کر لیتا ہے۔ اور ایک آدمی کو ہم پارسا سمجھتے ہیں لیکن وہ اندر سے اتنا کھوٹا ہوتا ہے کہ اللہ اسے قبول نہیں کرتا۔ آخر کافروں سے مل کر لڑنے والے، اسلام کے خلاف لڑنے والے بھی تو داڑھیاں رکھ کر تسبیحیں ہاتھ میں لئے پھرتے ہیں۔

تو میرے بھائی کوشش یہ کرو کہ جانور قربان کرو تو یہ دعا کرو کہ اے میرے اللہ! یہ تو جانور کی قربانی ہے یہ بھی قبول فرما اور میری جان کو بھی قبول فرما۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے جانور ہی نہیں، وہ جانیں بھی قبول کرلے۔ اس لئے کہ قربانیوں کا موسم شروع ہو چکا ہے۔ پچھلے سال سے اپنے کمال کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ابھی بڑا گھمسان کا رن پڑے گا، بڑے لاشے گریں گے، بڑا جہاد ہوگا، بے شمار لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوں گے اور بے شمار لوگ فتح اسلام سے سرخرو ہوں گے۔ اللہ توفیق دے، استطاعت دے، جذبہ دے، خلوص دے کہ ہم بھی اس کے دین کے احیاء کی راہ میں کام آئیں۔

امیر محمد اکرم اعوان

کے

خطبات سے اقتباسات

پر مشتمل نئی کتاب

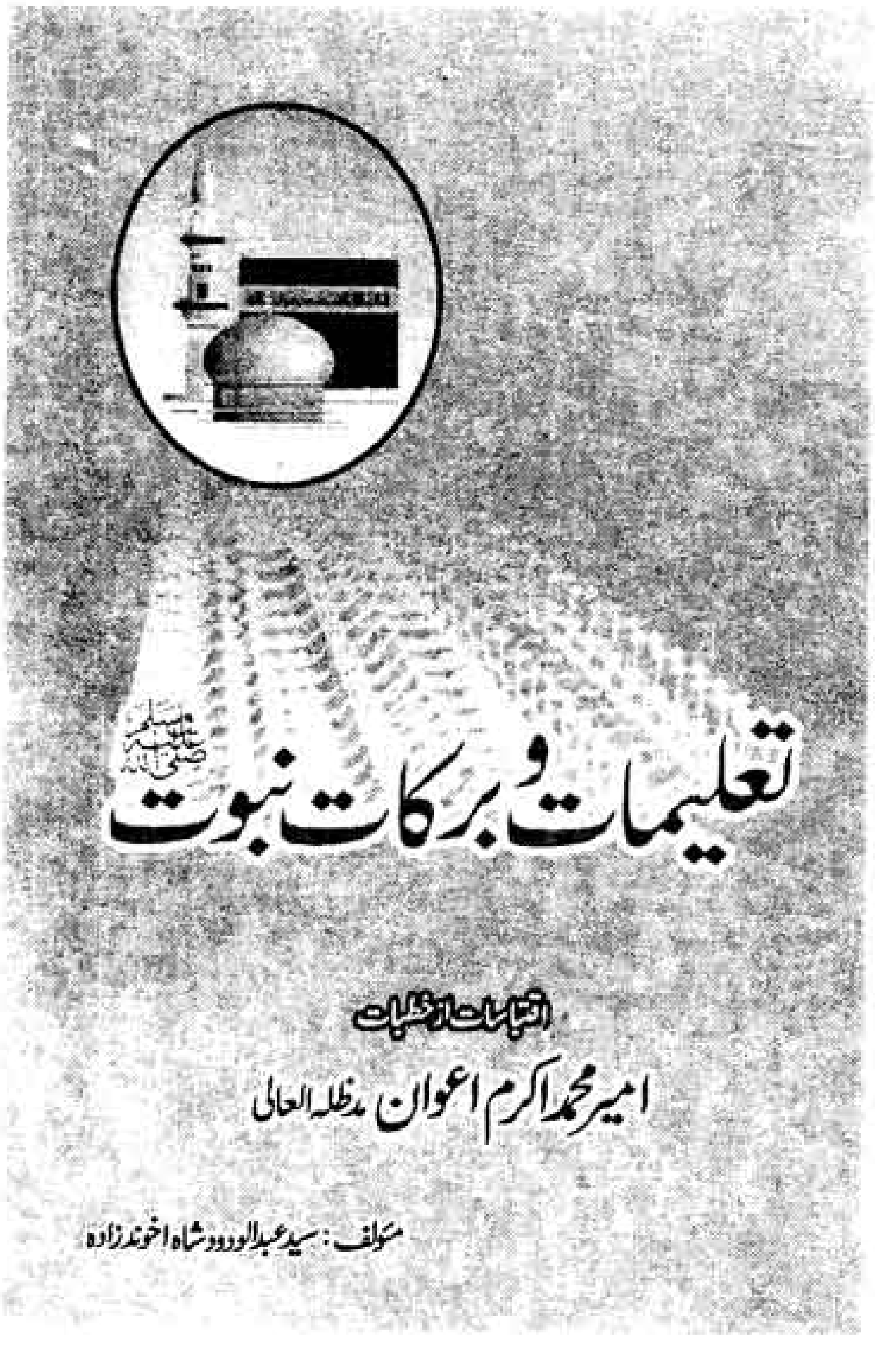

شائع ہو چکی ہے

قیمت : 150 روپے

ساتھیوں کیلئے رعایتی قیمت : 100 روپے

منگوانے کا پتہ

الخیر پبلیکیشنز

اے۔ ٹی۔ ایم بلڈنگ، پل کوریاں، سمندری روڈ فیصل آباد۔ فون: 668819-041(92)

www.naqshbandiaowaisiah.com

تنظیم الاخوان کے

امیر محمد اکرم اعوان

کے بیانات

اخبارات کی روشنی میں

21 فروری تا 16 مارچ 2002ء

روزنامہ "جرأت" 2 مارچ 2002ء

روزنامہ جرأت

جہاد کو دنیا کی کوئی طاقت ختم نہیں کر سکتی، مولانا اکرم اعوان

جہاد اور اسلام کو الگ نہیں کیا جا سکتا، تنظیم الاخوان کے سربراہ کا انٹرویو

چکوال (آن لائن) تنظیم الاخوان کے سربراہ مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ قرآن اور حدیث میں جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ جہاد مسلمانوں کا اہم ہتھیار ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت ختم نہیں کر سکتی یہ قیامت تک جاری رہے گا۔ آن لائن کو دیے گئے انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ جہاد اور اسلام کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا کہ جاگیردارانہ نظام ہم پر انگریز نے مسلط کیا اور تمام سابقہ اور موجودہ حکومت میں وہی لوگ برسراقتدار رہے جنہوں نے انگریزوں سے جاگیریں حاصل کیں۔ عام آدمی کی کوئی سنتا ہی نہیں ہے۔ نظام ہی ایسا بن گیا ہے جاگیردار تو انگریز کا حق نمک ادا کر رہے ہیں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ انگریز کے چلے جانے کے بعد صورتحال تبدیل ہو جاتی مگر ایسا نہیں ہوا۔ اگر قیام پاکستان کے چند برس بعد تک قائداعظم زندہ رہتے تو شاید صورتحال تبدیل ہو جاتی۔ انگریز کو گئے نصف صدی بیت گئی ہے مگر ہم غلامی کو چھوڑتے ہوئے ابھی ڈرتے ہیں۔ جمہوریت کے بارے میں پوچھے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسلام سے قبل تاریخ میں جمہوریت کا تصور نہیں تھا۔ اسلام نے دنیا کو جمہوریت دی ہے۔

روزنامہ نوائے وقت 5 مارچ 2002ء

DAILY NAWA-I-WAQT LAHORE

روزنامہ نوائے وقت لاہور

امریکہ کے بھروسے پر رہنے والوں کو کچھ نہیں ملے گا، اکرم اعوان

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے بھارت میں مسلمانوں کے قتل عام کی مذمت کرتے ہوئے اسے مسلمانوں کے خلاف بھارت کی ریاستی دہشت گردی قرار دیا ہے۔ الاخوان کے روحانی مرکز دارالعرفان منارہ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ امریکہ دہشت گردی کے خلاف لڑ رہا ہے تو وہ بھارت میں مسلمانوں کے خلاف ہونے والی دہشت گردی کو کیوں نہیں روکتا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو ہندو لوٹ رہا ہے۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ امریکہ کے بھروسے پر رہنے والوں کو تحفظ نہیں ملے گا۔ امریکہ خود اپنی تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے۔ اب امریکہ کی اپنی باری ہے امریکہ ظلم کے جس راستے پر چل رہا ہے قانون فطرت کے مطابق وہ تباہی کا راستہ ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

روزنامہ جرأت

روزنامہ "جرأت" 5 مارچ 2002

امریکہ مسلمانوں کو ظلم اور فریب کے سوا کچھ نہیں دیگا' محمد اکرم اعوان

پہلے کشمیر میں بھارت کی ریاستی دہشت گردی اب پورے ہندوستان میں مسلمان دہشت گردی کا شکار ہیں

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے بھارت میں مسلمانوں کے قتل عام کی مذمت کرتے ہوئے اسے مسلمانوں کے خلاف بھارت کی ریاستی دہشت گردی قرار دیا ہے۔ الاخوان کے روحانی مرکز دارالعرفان منارہ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ امریکہ اگر دہشت گردی کے خلاف لڑ رہا ہے تو وہ بھارت میں مسلمانوں کے خلاف ہونے والی دہشت گردی کو کیوں نہیں روکتا۔ پہلے کشمیر میں بھارت کی ریاستی دہشت گردی ہو رہی تھی اب پورے ہندوستان میں مسلمان اس دہشت گردی کا شکار ہیں امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ مسلمانوں کی جان مال' عزت و آبرو ہندو لوٹ رہا ہے سب خاموش ہیں۔ فلسطین میں یہودی مسلمانوں کا قتل عام کر رہا ہے عالمی طاقتیں خاموش ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل کے سب مظالم امریکہ کے کھاتے میں جا رہے ہیں اسرائیل تو درحقیقت امریکہ کی ایک چھاؤنی ہے سب کچھ امریکہ کے ایماء پر ہی ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ مسلمانوں کو ظلم اور فریب کے علاوہ کچھ نہیں دے گا۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ امریکہ کے بھروسے پر رہنے والوں کو تحفظ نہیں ملے گا امریکہ خود اپنی تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ اب امریکہ کی اپنی باری ہے امریکہ ظلم کے جس راستے پر چل رہا ہے قانون فطرت کے مطابق وہ تباہی کا راستہ ہے حقیقت یہ ہے کہ امریکہ دنیا کا سب سے زیادہ مقروض ملک ہے وہ تو اقوام متحدہ کے فنڈز بھی کھا گیا ہے۔ بہت جلد دنیا دیکھے گی کہ امریکہ میں عنقریب رونما ہونے والا معاشی زوال امریکہ کو لے ڈوبے گا امریکہ خود بخود ٹوٹ جائے گا۔

روزنامہ انصاف لاہور

روزنامہ "انصاف" 7 مارچ 2002

امریکہ پر بھروسہ کرنیوالوں کو تحفظ نہیں ملے گا' اکرم اعوان

دہشت گردی کے خلاف لڑنے والوں کو بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام کیوں نظر نہیں آرہا

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے بھارت میں مسلمانوں کے قتل عام کی مذمت کرتے ہوئے اسے مسلمانوں کے خلاف بھارت کی ریاستی دہشت گردی قرار دیا ہے۔ الاخوان کے روحانی مرکز دارالعرفان منارہ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ امریکہ اگر دہشت گردی کے خلاف لڑ رہا ہے تو وہ بھارت میں مسلمانوں کے خلاف ہونے والی دہشت گردی کو کیوں نہیں روکتا۔ پہلے کشمیر میں بھارت کی ریاستی دہشت گردی ہو رہی تھی اب پورے ہندوستان میں مسلمان اس دہشت گردی کا شکار ہیں۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ مسلمانوں کی جان مال' عزت و آبرو ہندو لوٹ رہا ہے۔ سب خاموش ہیں۔ فلسطین میں یہودی مسلمانوں کا قتل عام کر رہا ہے۔ عالمی طاقتیں خاموش ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل کے سب مظالم امریکہ کے کھاتے میں جا رہے ہیں اسرائیل تو درحقیقت امریکہ کی ایک چھاؤنی ہے سب کچھ امریکہ کے ایماء پر ہی ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ مسلمانوں کو ظلم اور فریب کے علاوہ کچھ نہیں دے گا۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ امریکہ کے بھروسے پر رہنے والوں کو تحفظ نہیں ملے گا۔ امریکہ خود اپنی تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے اب امریکہ کی اپنی باری ہے امریکہ ظلم کے جس راستے پر چل رہا ہے قانون فطرت کے مطابق وہ تباہی کا راستہ ہے۔

Daily YARN Faisalabad

چیف ایڈیٹر محمد اسلم

ڈیلی یارن فیصل آباد

Ph & Fax: 668819

"ڈیلی یارن" 10 مارچ 2002

کفار نے مسلمانوں کو مکہ سے نکال کر خوشیاں منائیں مگر آخری فتح اسلام کی ہوئی' آج امریکہ خوش ہے' تاریخ خود کو دہرائے گی

امریکہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا' مولانا محمد اکرم اعوان

طالبان کے حق میں تحریک عروج پر پہنچی تو قاضی نے حکومت سے "مک مکا" کر لیا اور تین ماہ ریسٹ ہاؤس میں ریسٹ کرتے رہے' معصوم کارکنوں کو بیوقوف بنایا' چیف ایڈیٹر ڈیلی یارن محمد اسلم سے گفتگو

فیصل آباد (محمد مسعود اختر) تاریخ خود کو دہرا رہی ہے۔ کفار مکہ نے مسلمانوں پر مظالم ڈھا کر انہیں ہجرت پر مجبور کر دیا اور خوشیاں منائیں کہ مسلمان دربدر ہو گئے۔ اب وہ ختم ہو جائیں گے مگر وقت نے ثابت کر دیا کہ آخری فتح حق کی ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے فتح پائی اور کفار دربدر ہو گئے۔ آج امریکہ خوشیاں منا رہا ہے کہ اس نے افغانستان میں اسلامی حکومت ختم کر دی اور طالبان کو دربدر کر دیا مگر ایک دن ایسا آئے گا کہ جب ریاستہائے متحدہ امریکہ ماضی کا قصہ بن چکی ہوگی۔ آنے والی نسلیں کتابوں میں پڑھیں گی کہ امریکہ نام کا کوئی ملک ہوتا تھا۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے چیف ایڈیٹر ڈیلی یارن محمد اسلم سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ 56 مسلم ممالک سمیت دنیا ایک پسماندہ ملک افغانستان کے خلاف متحد ہو گئی۔ بش نے کہا کہ ہمارا کلچر ختم ہونے کا اندیشہ ہے۔ کفار مکہ نے بھی یہی کہا تھا' وہ بھی اپنے کلچر کو خطرے میں محسوس کرتے تھے مشرکین نے اپنا کلچر اور اپنا آبائی مذہب بچانے کے لئے حضور اکرم ﷺ کو بادشاہت' مال و دولت اور بڑے خاندان کی خوبصورت ترین عورت سے شادی کی پیشکش کی۔ اب امریکہ نے اپنے کلچر کو خطرہ محسوس کیا تو طالبان کو رام کرنا چاہا ناکامی پر ایک بے سروسامان مملکت پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ میں ارکان کانگریس اور میڈیا افغانستان کے خلاف فوجی مہم کے متعلق مختلف سوالات اٹھا رہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ بش حکومت نے افغانستان کے خلاف کارروائی پر چالیس ارب ڈالر خرچ کر کے کیا حاصل کیا۔ صرف چند برقعے ہٹا دیئے گئے اور چند سینما گھر کھول دیئے گئے کیا اتنے محدود مقاصد کے لئے اتنی بڑی رقم خرچ کرنا مناسب ہے انہوں نے کہا کہ امریکہ کا دعویٰ تھا کہ اس کے سیٹلائٹ چپے چپے پر نگاہ رکھتے ہیں لیکن یہ سیٹلائٹ ملا عمر اور اسامہ کا پتہ نہیں چلا سکے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تائید ایزدی کے مقابلہ میں سیٹلائٹ بھی کچھ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ طالبان نے گوریلا جنگ شروع کر دی ہے۔ امریکہ کو نقصان پہنچ رہا ہے مگر امریکی میڈیا خبریں چھپا رہا ہے۔ دو چار طالبان نکلتے ہیں اور امریکی یا اتحادی فوجیوں کو نقصان پہنچا کر پھر روپوش ہو جاتے ہیں امریکہ میں خانہ جنگی شروع ہونے والی ہے جس کے نتیجہ میں امریکہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان پر امریکی حملوں کے خلاف تحریک عروج پر پہنچنے کے بعد قاضی حسین احمد نے حکومت سے "مک مکا" کر لیا تھا جس کے بعد وہ تین ماہ تک ریسٹ ہاؤس میں ریسٹ کرتے رہے۔ اندر کھاتے وہ حکومت سے ملے ہوئے تھے قاضی حسین احمد نے جماعت اسلامی کے معصوم کارکنوں کو بے وقوف بنایا اور تحریک ٹھنڈی کر دی۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

من الظلمت الی النور

امتیاز اختر .... راولپنڈی

جب ہوش سنبھالا تو ذوالفقار علی بھٹو کی تحریک زوروں پر تھی ہر طرف اسی کے نام کا ڈنکا بج رہا تھا۔ چنانچہ ہم بھی ''چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی'' کے مصداق بھٹو صاحب کے فدائین میں شامل ہو گئے اور پیرو مرشد بھٹو بھٹو کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ نعرے لگانے کے فن میں مہارت ہونے کے باعث مقامی قائدین کے مقربین میں شامل ہو گئے اور میری زندگی کا غمگین ترین دن وہی تھا جب 1978ء میں بھٹو کو پھانسی ہوئی اور اس وقت میں اپنے کالج کی PSF کا سرگرم رکن تھا۔ اس دن میں سارا دن راولپنڈی کی سڑکوں پر روتا رہا اور میرے ساتھ کے لوگ جو قید ہو گئے وہ نو سال تک جیلوں میں بند رہے مگر میں اس جلوس سے بھاگ گیا اور جیل جانے سے بچ گیا یہاں تک کہ 1993ء کے الیکشن میں اس وقت کے وزیر پیداوار راجہ شاہد ظفر جو کہ حلقہ NA38 سے الیکشن لڑ رہے تھے میں ان کے نام کا تجویز کنندہ تھا اور میرا چھوٹا بھائی تائید کنندہ تھا۔ تجویز کنندہ اور تائید کنندہ کسی بھی منتخب ممبر کے انتہائی اعتماد کے لوگ ہوتے ہیں اگر وہ بدل جائیں تو الیکشن میں ہار ہو جاتی ہے۔ دارالحکومت بھی قریب تھا تو اکثر وزراء سے بھی اچھے تعلقات تھے۔ صدر اور وزیر اعظم کے مہمانوں میں بیٹھتا تھا۔ سینٹ اور قومی اسمبلی کے اجلاس سنتا تھا۔ بینظیر اور مرتضیٰ بھٹو کی نجی محفلوں میں بھی میری شمولیت ہوتی تھی۔ اسی دوران پیپلز پارٹی کے مخالف لوگوں سے لڑائی جھگڑے ہوتے رہے۔ کئی دفعہ ہتھکڑیاں لگیں اور سر پھٹے یہاں تک کہ میری شادی بھی عبوری ضمانت پر ہوئی۔ میرے والد بہت نیک اور عاشق رسول ﷺ تھے مگر میرے لچھن اس طرح کے تھے کہ ہر وقت گھر پر آوارہ لوگوں کا مجمع لگا رہتا۔ اسی وجہ سے میرے والد 10 سال تک مجھ سے ناراض رہے اور وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں روز محشر اللہ سے فریاد کروں گا کہ میرے نافرمان بیٹے کو معاف نہ کیا جائے اور انہوں نے خود بھی اللہ سے بطور احتجاج نماز اور قرآن پڑھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ ایک دوست طاہر بٹ جو بعد میں الاخوان پنڈی کا صدر بنا' نے تین سال تک والد محترم کے دل میں میرے لئے نرم گوشہ پیدا کیا اور والد سے میری صلح کروائی۔ میرے نعت خوان پارٹیوں سے بڑے تعلقات تھے اور ہم بڑے ساز و آواز اور انڈین Latest گانوں کی طرز پر نعتیں گاتے اور سڑکوں پر جلوس میلاد النبی نکالتے تھے۔ اسی دوران ہمارے ساتھ کئی عیسائی بھی شامل ہو گئے اور ہم نعت خوان پارٹی میں اقلیت ہو گئے۔

1994ء میں میرے والد کی وفات ہوئی چنانچہ والد کے چالیسویں پر ہم نے بڑا اہتمام کیا اور تمام سیاسی لوگوں اور نعت خوان حضرات کو دعوت دی۔ چالیسویں کو ویسے کی طرح سجایا اور والد کی جمع پونجی اسی پر لٹا دی۔ اسی دوران خالد ممتاز جو میرا تایا زاد بھائی اور فیصل آباد کا رہنے والا ہے اس نے چالیسویں کے دن میجر غلام قادری صاحب کو دعوت دی اور مجھ سے منت کی کہ کچھ وقت ان کو بھی سٹیج پر دیا جائے۔ کچھ پیپلز پارٹی سے تعلق اور کچھ مولویوں کے کردار کی وجہ سے میں مولویوں سے کافی متنفر تھا اسی لئے بڑی مشکل سے قادری صاحب کو 10-15 منٹ کے لئے سٹیج پر ٹائم دیا۔ قادری صاحب نے ایسی باتیں کیں کہ تمام علاقہ کے لوگ دنگ رہ گئے۔ اسی دوران خالد نے سٹیج پر اعلان کر دیا کہ سوموار کو امتیاز کے گھر محفل ذکر ہوگی جس پر میں نے اعتراض کیا کہ 18 سال سے تو یہ نعت خوان گویئے ہمارے گھر سے نہیں نکلے اور اگر یہ مولوی گھس گئے تو یہ ساری عمر نہیں نکلیں گے۔ میرے بڑے بھائی افتخار نے زبردستی میجر قادری صاحب کو گھر بلا لیا جس پر میں نے کہا تم جو کچھ مرضی کرو مگر مجھے اپنے ساتھ بٹھانے پر اصرار نہ کرنا۔ تقریباً 6 ماہ تک میجر قادری صاحب درس

باقی صفحہ نمبر 63 پر ملاحظہ کریں

www.naqshbandiaowaisiah.com

کیوبا کے قیدی

ایم اے ظہیر

یہ کس کے قیدی ہیں ...... یہ کون لوگ ہیں .... ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں آہنی بیڑیاں ...... چہرے پر ماسک' آنکھوں پر سیاہ چشمے ...... کانوں میں دیئے گئے روئی کے گال' منہ میں ٹھونسے گئے کپڑے .... شدید ٹھٹھرتی سردی میں لباس سے بے نیاز' بلکہ لباس فطرت میں ...... زنجیروں میں جکڑے اجسام' جسم سے رستے و ابھرتے زخم دکھتے ہوئے اعضاء' کراہتے ہوئے بدن .... قید و قفس میں مبتلا' پابند سلاسل ہونے کے باوجود شدید اذیتوں میں گھرے ہوئے' بلکہ ڈالے ہوئے افراد........ یہ کس کے قیدی ہیں' یہ کون لوگ ہیں....... یہ کیوبا کے قیدی ہیں۔

نہیں نہیں! یہ اپنوں کے قیدی ہیں' نہیں نہیں! یہ سپر پاور کے قیدی ہیں' نہیں نہیں! یہ تو امت مسلمہ کے دشمنوں کے قیدی ہیں .... اور قیدی بھی ان لوگوں کے جن کا فضاؤں پر اجارہ اور ہواؤں پر پہرہ ہے اور قیدی بھی ان لوگوں کے جو عالمی امن کے ٹھیکیدار' عدل و انصاف کے علمبردار ہیں ....

پھر تو یہ بہت بڑے مجرم ہیں۔ ہاں ہاں' واقعی یہ تو بہت بڑے مجرم ہیں' ان کے ہوتے ہوئے پوری دنیا کی سلامتی و سکون متاثر ہوا ہے' ان کے جرائم اتنے سنگین ہیں' ان کی موجودہ سزا کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ ان کے بڑوں کو تو اس سے بھی زیادہ سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔ ان کے ساتھ تو بہت نرم سلوک ہو رہا ہے' بلکہ یہ تو اس سے بھی زیادہ سزا کے مستحق ہیں۔ ان کی سزا کو دیکھ کر تو چنگیز و ہلاکو و ہٹلر کی روحوں کو بھی دہل جانا چاہئے' مگر ان کی چھوٹی سے چھوٹی سزا کو دیکھ کر ایسا نہیں ہوا۔ ان کے بڑوں کو تو آروں سے چیرا گیا' زندہ آگ میں ڈال دیا گیا' جلتے ہوئے کوئلوں پر زبردستی لٹایا گیا' گرمیوں کی دوپہر کو تپتی ریت پر ننگے بدن گھسیٹا گیا' تیل کے ابلتے ہوئے کڑاہوں میں تل دیا گیا' کھالیں کھینچی اور چمڑیاں ادھیڑی گئیں' مگر وہ بھی عزم کے اتنے پکے اور ارادے کے اتنے مضبوط تھے' پھر بھی اپنے سنگین جرائم سے باز نہیں آتے تھے' پھر بھی وہ لوگ ''احد' احد'' پکارتے تھے۔ یہ بھی انہی کے جانشین ہیں' ان کی رگوں میں بھی وہی خون گردش کرتا ہے' یہ قیدی بھی جہاد جہاد کہتے ہیں' یہ کس کے قیدی ہیں .... یہ کون لوگ ہیں' جنہیں انسانیت کے حقوق سے بھی محروم رکھا گیا ہے' جنہیں پرندوں سے بھی بدتر طریقے سے قید کیا گیا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ یہ کس کے قیدی ہیں .... ان کے حق میں تو پوری دنیا سے بھی کوئی آواز نہیں اٹھی۔ یہ قیدی' وہ لوگ ہیں .... جو ''گلوبل ولیج'' ہوتے ہوئے بھی ایک خدا کی وحدانیت کا دم بھرتے تھے' جو جمہوریت کے ہوتے ہوئے بھی خلافت کی ضد کرتے تھیں یہ قیدی وہ لوگ ہیں' جو لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کے باوجود اصحاب صفہ کی تعلیم کی بات کرتے تھے ...... کیمبرج و آکسفورڈ کی موجودگی میں بھی مساجد و مدارس کی تعلیم کی تلقین کرتے تھے ...... سرمایہ داری معاشی نظام کے مقابلے میں اسلام کے معاشی نظام کو رائج کرنے کی خواہش رکھتے تھے۔ یہ قیدی وہ لوگ ہیں' جو رقص و سرور' شراب و شباب جیسی جدید تہذیب کو ناجائز و غلط گردانتے تھے۔

یہ کون لوگ ہیں .... یہ کس کے قیدی ہیں .... یہ پتھروں اور غاروں کے زمانے کے لوگ ہیں' جبھی تو اس دور میں رہ رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں' جو آئی ایم ایف سے قرضہ نہیں لیتے تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں' جو ورلڈ بینک کو سودی قسط نہیں دیتے تھے۔ یہ کس کے قیدی ہیں' برطانیہ کے' امریکہ کے' عالمی اتحاد کے .... نہیں نہیں یہ کسی کے قیدی نہیں .... یہ تو اپنوں کی مجبوریوں کے قیدی ہیں۔ اگر اپنوں کی مجبوریاں نہ ہوتیں' تو یہ قیدی نہ ہوتے .... کم از کم کیوبا کے قیدی نہ ہوتے۔

تمہیں معلوم ہے کیوبا کے قیدی کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں' جو سرکار امریکہ کی بالادستی نہیں' امت مسلمہ کی بالادستی چاہتے تھے۔ یہ لوگ دنیا بھر کے مسلمانوں کو متحد کر کے امت مسلمہ کو ایک مرکز دینا چاہتے تھے۔ نہیں نہیں' یہ وہ لوگ ہیں' جو امریکہ کے خلاف سازشی گٹھ جوڑ قائم کر رہے تھے .... یہ وہ لوگ ہیں' جو سات سمندر پار سے آئی ہوئی معصوم امریکی فوج کے خلاف جہاد جیسی دہشت

www.naqshbandiaowaisiah.com

بقیہ من الظلمت الی النور

قرآن اور ذکر کرواتے رہے جس کی وجہ سے میرے دل میں تبدیلی آنی شروع ہوگئی۔ اچانک ایک دن قادری صاحب نے کہا کہ میں آئندہ اس گھر میں نہیں آؤں گا۔ میرا کام حلقہ ذکر قائم کرنا ہے وہ ہوگیا ہے اور ہمیشہ وہی پرانے چہرے بھی بیٹھے ہوتے ہیں یہ سن کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور میں نے قادری صاحب کو کہا کہ آپ ضرور آیا کریں میں بندے اکٹھے کیا کروں گا۔ اس کے بعد میری یہ حالت ہوگئی کہ میں بازار میں نکل جاتا اور جو بندہ جیسا بھی نظر آتا میں اس کو کھینچ کر گھر لے آتا یہاں تک کہ نوبت یہ آ گئی کہ سوموار والے دن لوگ مجھے دیکھ کر دوکانوں سے غائب ہو جاتے اور میرا نام ہی سوموار پڑ گیا اور میرا گھر لوگوں سے بھر جاتا اور ہر سوموار کو ایک بندہ داڑھی رکھ لیتا اور اس طرح پندرہ بیس بندوں نے داڑھیاں رکھیں اور سلسلہ عالیہ میں بیعت ہو گئے۔ اسی طرح اللہ مجھ سے کام لیتا رہا۔ ایک دن میں نے سوچا یہ جو میں اپنی ساری تنخواہ منارہ آنے جانے اور کیسٹوں پر خرچ کر دیتا ہوں تو مجھے حاصل کیا ہوا اس سوال کا جواب مجھے میرے ضمیر نے دیا کہ مجھے منارہ سے لذت آشنائی اور معرفت الٰہی حاصل ہوئی۔ جب میں سیاست میں تھا تو میرے ساتھ کئی لوگ ہوتے تھے اور ہمارا سارا گروپ تھا جس سے لوگ خوفزدہ رہتے تھے اس کے باوجود میں بڑا بزدل تھا مگر خیمہ بستی کے دوران میں نے منارہ کے پہاڑوں پر سوچا کہ یہ امریکہ اور دوسری طاغوتی طاقتیں کیا ہیں میں امریکہ کو اکیلا ہی فتح کر سکتا ہوں۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ 2001ء کے سالانہ اجتماع میں میری روحانی بیعت ہوگئی جس کے میں قابل نہ تھا اب اللہ سے دعا ہے کہ اللہ استقامت عطا فرمائے اور حضرت مدظلہ کے مشن پر تن من دھن قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور رتبہ شہادت سے سرفراز فرمائے۔ پہلے میرے گھر MPA اور MNA آیا کرتے تھے۔ اب نفاذ اسلام والے آتے رہتے ہیں اور میرا سارا خاندان اللہ اللہ کر کے اپنے گناہوں کو معاف کراتا ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ ہماری ریاکاری کو سچائی میں بدل دے۔

گردی کے جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ان کو تو چاہئے تھا بامیان کے بت اور اسامہ دونوں امریکہ کو دے دیتے، مگر خود کو تو دے دیا، ان دونوں کو نہیں دیا ...... ان لوگوں کے بڑے سخت جرائم ہیں۔ ان کو تو ایسی اذیت ناک وحشت ناک اور سفاک سزائیں ملنی چاہئیں کہ اک قیامت برپا ہو جائے۔ ان کی دل سوز چیخیں پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیں .... ان کے جسم اور جان دونوں کو جائے عبرت بنا دینا چاہئے .... پھر شاید .... شاید کہ پھر شاید امت مسلمہ جاگ اٹھے۔ پھر شاید کھنڈروں سے خزانے نکلیں .... امت مسلمہ کی راکھ کے ڈھیر سے چنگاری اٹھے اور آگ جل اٹھے۔ شاید یہ خونی منظر دیکھ کر کسی نور الدین زنگی کا خون جوش مارے، شاید کوئی صلاح الدین ایوبی پھر صلیبوں کو بھولا ہوا سبق یاد دلائے۔

شاید عرب کے ریگزار ہوں یا عجم کے لالہ زار کوئی امت مسلمہ کا رہبر اٹھے .... شاید کسی کا جام اسلام چھلک پڑے۔ ممکن ہے کہ کسی کی بیداری امت مسلمہ کی جوانمردی بن جائے، ممکن ہے کسی کی آہ سحرگاہی کا ثمر مل جائے .... شاید امت مسلمہ میں سے کوئی طارق بن زیاد اٹھے .... شاید کوئی موسیٰ بن نصیر بن جائے .... شاید کسی کمانڈر بیبرس کے فولادی بازوؤں میں غیرت کی طغیانی آئے .... ہوسکتا ہے کسی کی جوانی میں تلاطم اور بڑھاپے میں ہلچل ہو .... شاید کسی کی رگ حمیت جاگ اٹھے یا شاید ....

ع درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

مراسلات

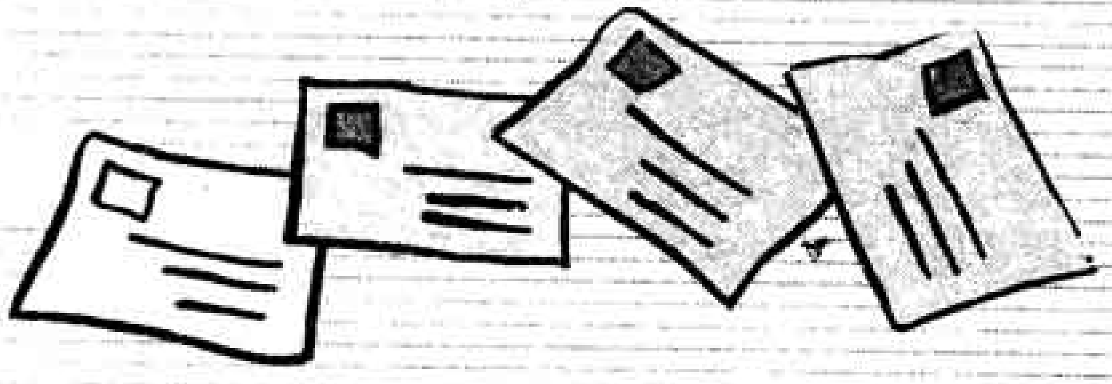

نارووال سے جہانگیر صاحب نے ''حمدیہ اشعار'' بھجوائے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

پھر کا ہے دیس یہاں
تیرے نام کا پھر اثر دیکھتا ہوں
اہل باطل چلے ہیں دین کو مٹانے
اے پھیلتا ان کے گھر دیکھتا ہوں

انجینئر عبدالرزاق صاحب نے ماہنامہ کی تعریف کے ساتھ ساتھ شکایت کی ہے کہ ان کی نظمیں نہیں چھپ رہیں حالانکہ سب سے زیادہ ان ہی کی نظمیں چھپ رہی ہیں۔ انہوں نے دو نظمیں پھر ارسال کی ہیں جن میں سے ایک قابل اشاعت ہے۔ ماہنامہ کی تنگ دامنی کی وجہ سے بہت سے دوستوں کی طرف سے بھجوائے گئے مضامین اور نظمیں شائع ہونے سے رہ جاتی ہیں۔ امید ہے احباب ہمیں اس پر معاف فرمائیں گے۔

جناب منیر احمد قمر صاحب نے پانچ صفحات پر مشتمل ایک مضمون ''امریکی امتیازی پالیسیاں اوران کا رد عمل'' ارسال فرمایا ہے۔ جس میں امریکہ اور یو این او کی پالیسیوں کو ہدف تنقید بنایا گیا ہے اور ہر جگہ مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے ظلم و بربریت پر احتجاج کیا گیا ہے اور امریکہ کی بمسلمان حکومتوں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی نشاندہی کی ہے۔

غلام عباس صاحب نے اسلام آباد سے لکھا ہے کہ رسالہ کے آخر میں کتابوں کی قیمتوں کو درست کیا جائے مثلاً ''حیات برزخیہ'' انگریزی کی قیمت درست نہیں ہے ''دیار حبیب میں چند روز'' کی قیمت بھی چیک کی جائے انہوں نے مزید تجویز کیا ہے کہ اعلیٰ حضرتؒ کے ملفوظات اور حضرت جیؒ کی شاعری کیلئے 1/1 صفحہ مخصوص کیا جائے۔

○ ہم اس خط کی وساطت سے لاہور آفس سے درخواست کریں گے کہ وہ قیمتوں پر نظر ثانی فرما کر ان کی تصحیح شدہ لسٹ ہمیں فراہم کریں۔ جہاں تک ملفوظات اور شاعری کے لئے صفحات مخصوص کرنے کا تعلق ہے تو ہم کوشش کریں گے کہ ایسا ممکن ہو سکے۔ صفحات کی کمی آڑے آرہی ہے ورنہ ہماری اپنی خواہش بھی یہی ہے۔ ہم بہرحال کوشش کریں گے کہ گاہے بگاہے ملفوظات اور شاعری قارئین کی خدمت میں پیش کرتے رہیں۔

...... حاجی محمد عارف صاحب نے بمقام گوجرانوالہ سے ہمیں ایک تفصیلی خط لکھا ہے جو حضرت جیؒ کی خدمت میں بھجوا دیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ ''ککر تے انگور چڑھایا''

خاوند ڈنر پر بلاتا ہے' بیٹی اپنا بوائے فرینڈ لے کر گھر میں آتی ہے اور بیٹا اپنی گرلز فرینڈ کے لئے دندناتا ہے' جس میں باپ کے ڈانٹنے پر اولاد پولیس سٹیشن کا نمبر ملا لیتی ہے۔ باپ ماں کے بوائے فرینڈ پر اعتراض کرے تو اولاد ماں کی حمایتی بن جاتی ہے۔ جہاں بچے بڑے ہو کر والدین سے نکاح رجسٹر کرانے کی استدعا کرتے ہیں اور جب والدین بوڑھے ہو جائیں تو جوان اولاد انہیں اولڈ ہوم میں داخل کرا دیتی ہے۔ کیا ہم ایسی طرز معاشرت کے متحمل ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! ہم چاہیں بھی تو ایسے نہیں ہو سکتے کیونکہ ہمارا مذہب جس کی حقانیت مسلمہ ہے' اس بے ضابطہ' بے رابطہ اور بے ضمیر زندگی کی اجازت نہیں دیتا اور ایسی زندگی گزارنے والوں کو گمراہ قرار دے کر ان کے لئے دردناک عذاب بیان کرتا ہے۔

میری والدہ بیمار ہوئیں تو میرا بیٹا امریکہ سے دادی کی تیمارداری کے لئے آیا' جب وہ واپس گیا تو اس کی کمپنی کی چیف ایگزیکٹو نے اس سے تعطیلات کا سبب پوچھا اور یہ سننے کے بعد کہ وہ دادی کی بیماری کی خاطر پاکستان رہا' اس بزرگ خاتون کی آنکھوں میں آنسو جھلک اٹھے اور اس نے کہا کتنا اچھا ہے تمہارا ملک اور تم لوگ۔ ہم جن مغربی سرابوں کے پیچھے دیوانے ہو رہے ہیں ان کی قلعی اہل مغرب پر کھل چکی ہے۔ وہ اس زندگی سے بیزار آ چکے ہیں لیکن وہ اسے بدلنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ ہماری طرز معاشرت انہیں الف لیلوی اور بڑی دلکش و حسین لگتی ہے۔ آپ کسی مغربی کو اپنے ہاں کے طرز معاشرت کے قصے سنا کر دیکھ لیں اس کی آنکھوں میں جگنو چمکنے لگیں گے۔

ہم اس سنہری زندگی کو ملمع والی مغربی تہذیب میں رنگتے جا رہے ہیں نہ جانتے ہوئے' نہ سوچتے ہوئے ہم پھنسے جا رہے ہیں۔ یاد رکھیں میڈیا بہت بڑا استاد ہے جو بچوں کے خیالات' تصورات اور کردار پر انمٹ اثرات چھوڑتا ہے۔ خدا کے لئے ان ننھے مسلمانوں کو تباہ نہ کیجئے' خود کو بچایئے اور اس ملک کا مستقبل بچایئے۔ کیبل اور ڈش کی کیکر پر انگور کی بیل نہ چڑھایئے کہ اولاد کی تعلیم و تربیت کا جواب اللہ تعالیٰ والدین سے لینے والا ہے۔

(بشکریہ خبریں)